الحمد للہ

اے اہلسنت تمہیں جانفزا تہنیت کہ یہ بے مانند کتاب مظہر حق و صواب

اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد

جسمیں مصنف علام قدس سرہ نے بیس قواعد شرعیہ کا نفیس ثبوت دیکر

مذہب اہلسنت کو زندہ

اور بدعات نجدیہ کو از بیخ برکندہ فرمایا جزاہ اللہ تعالے الخیر جزا

کمال اس رسالہ بیمثال

کا یہ ہے کہ جو کم علم بھی اسے سمجھکر دیکھ لے مذہب اہلسنت کا محقق ہو جائے اور فریب علمائے نجدیہ میں نہ آئے

ابطال مذہب نجدیہ

پر نہایت آسانی سے قدرت پائے کہ تمام وہابیت کی رد میں یہی بیس قواعد بس ہیں

تالیف لطیف

حضرت حامی سنت ماحی بدعت رئیس العلماء المحققین رأس الفقہاء والمحدثین

حضرت مولنا مولوی محمد نقی علی خانصاحب

محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی روح اللہ روحہ و نور ضریحہ

بفرمایش ابن المصنف

علامہ زمان فہامہ دوران عالم علوم عقلی و نقلی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری سلمہ العلی

مطبع صبح صادق واقع سیتاپور میں طبع ہوئی

تمہید کتاب اصول الرشاد

بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ فرقہ وہابیہ اسماعیلیہ نے جو ملک ہندوستان میں طرح طرح سے فساد مچایا ہے اور تمام اہل اسلام کو ہندوستان سے حرمین شریفین تک اپنی حماقت سے کافر و مشرک ٹھہرایا ہے باوجودیکہ اکابر علماء اہل سنت و جماعت نے قرار واقعی ابطال اونکے مفاسد و مکائد کا رسائل کثیرہ میں فرمایا ہے اور بذریعہ طبع اکثر رسائل نے جلوہ اشتہار پایا ہے لیکن چونکہ اکثر وہ رسائل عربی و فارسی میں تھے اور عام مسلمان اردو خوان اوس سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے لہذا جناب مستطاب فاضل اجل و عالم باعمل حامی شرع متین و ماحی بدع مبین جناب حضرت مولانا محمد نقی علی خان صاحب مرحوم مغفور نے یہ رسالہ مسمّٰی باصول الرشاد لقمع مبانی اہل الفساد اردو زبان میں تالیف فرمایا اور فی الحقیقت شاہراہ ہدایت و ارشاد کا عوام امت خیر العباد کو دکھلایا سبحان اللہ کیا کتاب فضیلت انتساب ہے جسکا فیض مشہور تر از آفتاب ہے جو شخص ذرا بھی انصاف اور عقل کے ساتھ موصوف ہوگا جناب ممدوح کے ادائے شکر میں مشغول و مشعوف ہوگا اسیری الکر منکرین خفاش منش نہ دیکھیں تو آفتاب کا کیا قصور ہے چشمۂ آفتاب را چہ گناہ مصرعہ مشہور ہے اللہ تعالےٰ مصنف مغفور کو جزائے خیر عطا فرماوے اور ہر ایک مسلمان اس کتاب مستطاب سے نفع اوٹھاوے آمین یا رب العالمین فقط

مطبع صبح صادق سیتاپور میں چھپی

فہرست کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد

مضمون	صفحہ

مثنوی مناجات نعتیہ از تصنیف مولوی حافظ عبدالعلام صاحب خلف اکبر مولوی قاضی شمس الاسلام صاحب رئیس بدایون متخلص بہ محجوبی کمال عجلت

یارسول اللہ انظر حالنا + یا نبی اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر غم مغرق + خذ یدی سہل لنا اشکالنا
یارسول اللہ کرم فرمایئے + آستانے پر مجھے بلوایئے
کب تلک میں ہند پابند ہوں / مبتلائے ہجر میں تا چند ہوں
یوں ہی روتے کٹ گئے چوبیس سال / ہند میں اب مجھکو ہے رہنا محال
کوئی مونس ہے نہ یاور ہے مرا / آپ ہی کی ذات کا ہے آسرا
کیسی کیسی سختیاں پیش آ گئیں / دل پہ کیا غم کی گھٹائیں چھا گئیں
راز دل کس سے کہوں میں کیا کروں / چھپکے چھپکے کب تلک رویا کروں
فکر آزادی اسیری سے تنگ ہے + / میری برنائی بھی پیری سے تنگ ہے
تک رہا ہوں راہ میں کب روز سے / جذبۂ دل تو ہی پہنچا دے مجھے
اے نسیم صبح تو ہی عرض کر + / حال میرا اوس شہ ذیجاہ پر
گریۂ پیہم سنبھالیں مجھے + / ضبط غم کچھ تو ہی میرا ساتھ دے
رنگ رو جاتا ہے تو کیوں بار بار / یاد آئی کسکی روضہ کی بہار
کب روا ہے چھوڑنا بالکل مجھے / ساتھ اپنے تو اوڑا لیچل مجھے
رحمت عالم کرم فرمایئے / آستان پاک پر بلوایئے +
شان رحمت آشکارا کیجئے + / اب رہائی کا اشارہ کیجئے
کب تلک میں ٹھوکریں کھاتا پھروں / دربدر یوں سر کو ٹکراتا پھروں
یا نبی اللہ حامی آپ ہیں + / میرے آقائے گرامی آپ ہیں
اپنے محجوبی کی خبر لے لیجئے / آستانے پر بلا لیجئے اوسے +

سر ہوا اوس کا اور سنگ آستان
وہ کبھی اور یہ تم سنو راز نہاں
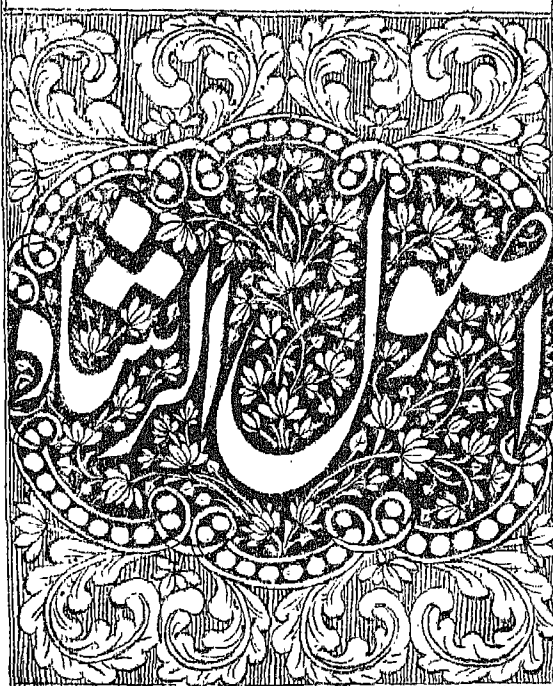
فیاض کون و مکانی ذات ایزد سبحان
کا بیحد احسان ہے کہ یہ کتاب فیض انتساب مصنفہ عالم علوم عقلی و نقلی
جناب مستطاب مولانا محمد نقی خان صاحب حنفی بریلوی مرحوم مغفور برد مضجعہ
اصول الرشاد
حسب فرمائش عالم زمان فاضل دوران مولوی محمد رضا خان صاحب خلف اکبر
مصنف مغفور باہتمام سید محمد جعفر حسین مہتمم جملہ کارخانجات سید محمد صادق صاحب
بمطبع صبح صادق سیتاپور واقع محلہ تان گنج طبع شد
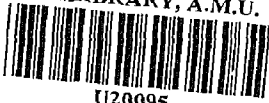
بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على سيدنا ومولينا محمد وعلى آله واصحبه اجمعين ان ارفع ما تمهد به قواعد بنيان البيان
حمد عليم اصطفى لنا الاسلام دينا وجعله وسطا عدلا سمحا سهلا متينا فبين لنا الحلال تبيينا
واوضح لنا الحرام تفصيلا وما سكت عنه فهو عفو منه اكراما وتفضيلا فله الحمد كما ينبغي لجلال وجهه
وعظيم سلطانه حمدا يوافي نعمه ويكافي مزيد احسانه وان احكم ما تشيد به مباني بناء الكلام نعت
حكيم ارشدنا الى سبل الحق يقينا ومنحنا في غياهب الشكوك نورا مبينا ثم عن ساعد الجد
في تاسيس اصول الرشد فلم يذر فيها ثلمة ودعا الناس بكتب فيه تفصيل لكل باب الى كلمة
اي كلمة فلم يترك علينا في ديننا شيئا من شك مولما ولا داجيا من شبهة مظلما ولا اخفاء
يضلنا عن الحق تضليلا فجعل علينا لتلبيس ابليس سبيلا فصلى الله عليه وسلم وشرف ومجد و
كرم حق قدره وشانه وقدر رفعة مكانه وعلى اله الاطهار واصحابه الاخيار الذين بذلوا
غاية جهدهم في دعاء العالمين الى تزيين رقاب اليقين بقلائد اصول الدين وتحلية
الدين بها بكل فروع الشرع المبين جزاهم الله عنا خيرا ما جازى آل نبي عن قومه
رسول [illegible] اتباعه وخدمه وصلى الله على نبينا محمد واله وصحبه وبارك وسلم

امّا بعد اس زمانۂ پر آشوب و فساد مین کہ بازار علم کاسد ہے اور بازار جہل روز
بروز زائد خدا ناشناسان بے قید و بند و ہوا داران ہواے نفس آزادی پسند
نے ماہتاب عالمتاب اسلام کو بحکم ان ہذا الدین بدا غریبا وسیعود کما بدا فطوبےٰ
للغربا۔ عین محاق مین حتیٰ عاد کالعرجون القدیم کا مصداق پاکر غیابت شکوک و
غیاہب اوہام مین بیچارے عوام نادیدہ رو کے لیے جو شمع علم و یقین کی روشنی سے
کامل بہرہ اندوز نہین دام اضلال بچھایا اور سوا اون اقبالمندان سعادت نصیب کے
جنہین روز ازل وعدۂ کریمۂ ان عبادی لیس لک علیہم سلطن نے اپنے سایۂ
عنایت و دامان حمایت مین لیا تھا جسپر قابو چلا چاہ ضلالت مین گرایا عامیان [illegible]
نے بفحواے جہل مرکب ائمہ است و مجتہدان ملت بنکر بحکم فافتوا فضلوا واضلوا مسائل
اپنے امثال جہال کو تعلیم کیے کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اونکو بھی خار راہ بنے اور
برہمونی نفس رہزن بفحواے یقولون من قول خیر البریۃ اتباع قرآن و حدیث کا نام
بدنام کرکے وہ نئے عقیدے دل سے نکالے کہ ما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم جو کہین
نہ سنے مگر بحمد اللہ گو اسلام غریب ہے اور ساعت قریب اور حالت نازک تاہم ہنوز
وہ طائفہ قائمہ بامر اللہ موجود ہے جسکی بقا تا بقیام قیامت موعود ہے علماے دین
نے شکر اللہ مساعیہم الجمیلۃ وایدہم بنصرتہ الجلیلۃ اس فرقۂ جدیدہ و شجرۂ خبیثہ کے قلع و
قمع مین جسکی جڑ نے بحکم ہناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطن نجد مین
ریشہ دوانی کرکے شاخین اپنی حسب اخبار صادقہ فتن بشر قیہ ہندیہ آشوب مین پہیلائین
سعی بلیغ فرمائی اور بعنایت الٰہی و اعانت رسالت پناہی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام
اسکے ہر ہر شاخ و برگ پر صاعقۂ شعلہ بار رد و ابطال گرائے جزاہم اللہ عنا خیر الجزا
ہنّاہم بکل مسرۃ و نعیم یوم اللقاء آمین اب فقیر حقیر سراپا تقصیر راجی رحمۃ ربہ القوی
محمد نقی علی محمدی سنی حنفی قادری بریلوی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی و فضلہ الوفی
کی نظر مین ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقۂ مبتدعہ کے اقوال مستشنعہ و فروع
مستقبحہ سے تعرض کے عوض راساً اون اصول کی استیصال کی طرف توجہ کیجیے جنپر اون

مذہب کی بنا ہے تا بحث طول نپائے اور اس شجرۂ خبیثہ کی نسبت فتوۂ جانفزائے
اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار سننے مین آئے لہذا قواعد چند قرآن مبین و
احادیث سید المرسلین و آثار صحابہ و تابعین و ارشادات ائمہ مجتہدین و اقوال علمائے
دین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے جمع ورا اس رسالہ کو بنام اصول
الرشاد لقمع مبانی الفساد موسوم کرتا ہے بعد تسلیم ان قاعدون کے تمام نزاع
انشاء اللہ العظیم مرتفع اور یہ بدعت زائغہ حادثہ از بیخ برکندہ و منقلع ہوجائیگی و
مع ذلک من کابر و تکبر و دابر فلم یتدبر فحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم واللہ یقص الحق وہو خیر الفاصلین فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ
توکلت وہو رب العرش العظیم وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ؏

قاعدہ ۱ الفاظ کہ شارع نے وضع فرمائے مانند صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ کے حمل
اونکا تا امکان معانی موضوع لہا پر واجب ہے کما فی التوضیح اذا استعمل اللفظ یجب ان
یحمل علی المعنی الحقیقی فاذا لم یمکن فعلی المجازی نور الانوار مین ہے ومتی امکن العمل بہا
سقط المجاز ہذا اصل کبیر لنا یتفرع علیہ کثیر من الاحکام لے ما دام العمل بالمعنی الحقیقی
سقط المعنی المجازی لانہ مستعار والمستعار لا یزاحم الاصل کشف المنار مین ہے ولانہ
خلف والحقیقۃ اصل مسلم الثبوت مین ہے واجیب بالتجوز قلنا خلاف الاصل فلا یصار الا
بدلیل بلکہ امام اعظم رح حقیقت کو مجاز متعارف پر بھی ترجیح دیتے ہین اور بعض محققین علم
اصول باعتبار سامع کے مجاز کو ضروری کہتے ہین کہ اوسکی طرف مصیر محض بضرورت بوجہ
تعذر حقیقت ہوتی ہے علمائے اصول وادب کا اسبات پر کہ تا امکان حقیقت ہی پر
عمل ضرور اتفاق رہا ہے اور ائمہ مجتہدین نے بحالت عدم تعذر اوسی پر عمل کیا ہے
اس زمانہ مین کچھ لوگون نے برخلاف اس قاعدہ کے نصوص کتاب وسنت کو مجاز
شرعی اور اپنی اصطلاح اختراعی پر حمل کرنیکی عادت کی ہے بالخصوص معانی آلۂ عبادت
وشرک وبدعت مین تو قیامت برپا کردی ہے نظر بران تحقیق وتوضیح معانی الفاظ
[illegible] اور تمرین قاعدہ ہذا انہین امثلہ سے مناسب **فائدہ** اوسکے

الٰہ شرع مین بمعنی مستحق للعبادۃ ہے صرح بہ الامام فخر الدین الرازی فی التفسیر الکبیر
حیث قال من قال ان الالٰہ ہو المعبود فقد اخطاء لانہ کان الٰہا فی الازل ولم یکن معبودا
لعدم العابد بل الالٰہ ہو القادر بمعنی المستحق للعبادۃ لا المعبود المطلق سواء کان مستحقا
اولا ہذا لفظ شرعی منقول باقی الالفاظ الشرعیۃ اور اس معنی کو بچند طریق آیات
قرآن سے ثابت کیا ہے اور دوسرے علما نے اوسے واجب الوجود سے بھی تفسیر کیا
ہے لیکن ترجمہ و تفسیر لفظ مذکور حاکم و مالک کے ساتھ کہ تقویۃ الایمان مین واقع
محض اختراعی ہے کہ نہ شرع سے ثابت نہ علماے شرع نے اوسکی تصریح کی ہے نہ
یہ الفاظ مرادف الٰہ نہ متحد فی المصداق اطلاق اونکا اور وپر جائز کیا بلکہ واقع ہے
جسطرح پروردگار عالم سمیع بصیر شاے مرید قادر عالم ہے اور ملائکہ و اجنہ و بنی آدم
پر بھی اونکا اطلاق شائع ہے ہان قادر بالاستقلال و عالم بذاتہ و حاکم و مالک حقیقی
وہی ہے ایسی ہی تفسیرات و خیالات ناشی مغالطات ہوے کہ ایک مذہب کے
دو بنا دیئے اور لاکھون کرورون موحد دیندار ان لوگون کے اعتقاد مین مشرک کافر
ٹہیرے جس صفت کو جناب احدیت کے لیئے ثابت پایا گو معنی الوہیت سے مرادف
اور مساوی نہو خواہ مخواہ جناب باری تقدس و تعالے کے ساتھ مخصوص سمجھ لیا اور
جس نے غیر خدا اپر اطلاق کیا اوسے مشرک کافر ٹہیرا دیا اسقدر بھی نہ سمجھے کہ مجرد تخصیص
کسی صفت کی جناب باری تقدس و تعالے کے ساتھ اگر ثابت بھی ہوجاوے اوسکا
اطلاق غیر پر گو غلط و باطل ہو شرک نہین ہوجاتا اسیطرح جو فعل کہ حضرت صمدیت کے
سوا ہماری شریعت مین دوسرے کے لیئے حرام ہے جیسے بقول راجح سجدہ اوسکے
کرنے سے علی العموم شرک لازم نہین آتا جب تک بقصد عبادت نکیا جاوے کہ
سجدہ تحیت اگلی شرائع مین جائز تہا اور واقع ہوا اور شرک کسیوقت جائز نہین
ہوتا کہ قبیح عقلی ہے لا الٰہ الا اللہ بالاجماع کلمہ توحید ہے اور شرک توحید کا ضد تو
اثبات الوہیت صرف خدا کے لیئے اور نفی اوسکی غیر سے توحید مین کافی ہا [illegible]
کرنا ایسی صفت کا بھی جو ملزوم الوہیت ہے توحید کے منافی ہے [illegible]

شرع شریف مین استحقاق عبادت اور وجوب وجود سے عبارت جو اوسے اور اوسکے
ملزومات کو خدا کے لیے مخصوص اور ذات پاک مین منحصر جانتا ہے موحد ہے اوسے مشرک
کہنا گمراہی ہے **فائدہ ثانیہ** عبادت غایت تعظیم و غایت تذلل سے عبارت ہے
اور وہ مجرد افعال سے متصور نہین مثلاً کسی کے سامنے دست بستہ خواہ زانو پکڑ کے بطریق
نماز کھڑا ہونا یا سجدہ یا اوسکے گرد گھومنا یا محتاج سمجھکر کسی کے لئے چالیسوان حصہ اپنے مال کا
ہر سال مقرر کر دینا یا اپنے اہل وعیال کے کاروبار مین صبح صادق سے غروب آفتاب تک
کھانے پینے سے باز رہنا غایت تعظیم ہوتا تو ایک طرف تعظیم ہی نہین بلکہ مدار عبادت
اس امر پر ہے کہ ایسے افعال کسیکو غایت مرتبہ عظمت مین سمجھکر اوسکے لیے اس حیثیت
سے کہ وہ غایت مرتبہ عظمت مین ہے بجا لاوے ولہذا قرآن مجید مین امر عبادت کو خالقیت
کل اشیاء امثال ذلک پر کہ نہایت عظمت پر دال ہین مرتب کیا قال جلشانہ وعز برہانہ
ذلکم اللہ ربکم لا الہ الا ہو خالق کل شیء فاعبدوہ قال الامام الرازی فی التفسیر الکبیر ان
امر العبادۃ مترتب علی کونہ خالق کل شیء اذ ترتب الحکم علی الوصف بالفاء مشعر بالسببیۃ
فہذا یقتضی ان کون الالہ خالقا للاشیاء ہو الموجب لکونہ معبودا علی الاطلاق فالالہ
ہو المستحق للمعبودیۃ تو صرف ایسی افعال بدون اسکے کہ دوسرے کو عبادت کا مستحق اور
واجب الوجود سمجھین یا رزاق مطلق یا خالق عالم یا قیوم بالذات یا حی بذاتہ یا نفع
ضرر مین موثر حقیقی یا اماتت واحیا مین مستقل اس حیثیت سے کہ وہ ایسا ہی ہے اعتقاد
کرین نہ عبادت غیر نہ توحید کے مبطل نہ شرک کے موجب اور بعض افعال جیسے بت کو سجدہ
کرنا اور زنار گلے مین ڈالنا کہ علامات شرک و تکذیب سے قرار پاسے تا غیر فاعل بنظر اسی
اعتبار شرعی کے ہے اور مرجع اوسکا وہی اعتقاد ہے نہ غیر تو مجرد افعال عبادت نہین
ہو سکتے نہ اوسکے ارتکاب سے دوسرے کے لیے جب تک اقسام پنجگانہ شرعی خواہ قدرت
قاہرہ اس اعتقاد پر متحقق نہو ہواے نفس اور اپنے ظن و گمان سے حکم شرک و کفر [illegible]
فائدہ ثالثہ شرک شرع مین بمعنی اثبات الشریک فی الالوہیۃ ہے شرح عقائد [illegible]
مین ہے الاشراک ہو اثبات الشریک فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او

بمعنی استحقاق العبادة کما العبدة الاوثان اسی بنا پر اوسے توحید کا ضد کہتے ہین اور
جس امر کا اثبات کلمہ توحید مین ماخوذ نہین گو غیر کے لیے ثابت ہو شرک سے خارج
سمجھتے ہین تو جو شخص ورا ہے الوہیت و ملزومات الوہیت کو غیر کے لیے مانتا شرک مصطلح
قرار دیتا ہے قطعا یعنی شرک سے ذہول اور مضمون کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے غفلت
کرتا ہے ہان شرک کبھی مطلق کفر وطیرہ وریا وغیرہا معاصی مین بھی مستعمل ہوتا ہے
مگر ہماری بحث سے خارج کہ کلام قسم کفر مین ہے جسکے احکام دیگر اقسام کفر سے
مانند حرمت نکاح و ذبیحہ کے مغائر ہین بلکہ عند التعمق یہہ اطلاقات بر سبیل تجوز ہین
اور یہہ معانی مجازات شرعیہ کہ عدم تبادر انکا عند الاطلاق اسپر کھلا قرینہ حقیقت شرعیہ
وہی ہے کہ بلا قرینہ مجرد اطلاق لفظ سے متبادر ہوتا ہے اوس معنی پر اطلاق
شرک کسی صفت و فعل کی وجہ سے جب تک الوہیت کا اثبات لازم نہ آوے
صحیح نہین مثلا کوئی جاہل کسی کامل کی نسبت اولیاے امت سے اعتقاد کرے
کہ وہ سب زمین کا حال ہر وقت و ہر آن یکسان جانتا ہے اور جو اوسے جس وقت
جس جگہ سے پکارتا ہے فورا اُسن لیتا ہے تو گو یہہ عقیدہ غیر ثابت ہو لیکن اگر اسکے
ساتھہ اوسے علم و قدرت مین مستقل نہین جانتا اور یہہ سب خدا کے اعلام و اقدار
سے سمجھتا ہے اور نہ اوسے واجب الوجود و مستحق معبودیت اعتقاد کرتا ہے تو
اسقدر عقیدہ سے مشرک نہوگا ہان عوام کو اس عقیدہ سے روکنا اور اوسکا بطلان
ظاہر کرنا چاہیئے مگر بلطف و نرمی خواہ زجر و توبیخ سے جسطرح مناسب ہو نہ اسطرح
کہ خواہ مخواہ مشرک کہا جاوے کیا ایسی باتون سے الوہیت ثابت ہو جاتی ہے اور اوس
بادشاہ عالم کی شان معاذ اللہ اسقدر چھوٹی ہے غضب تو یہی ہے کہ بعض لوگون نے
نافہمی و بے سمجھی سے خدائی اور الوہیت کو ایک چھوٹی سی بات سمجھ لیا ہے کہ ذرا سے
کمال سے ثابت ہو جاتی ہے جیسے کہ ایک درخت کے پتے جان لینے سے کہ اس کا
اعتقاد دوسرے کے لیے شرک قرار دیا ہے بعض درختون کے پتے تو ہر شخص گن لیتا ہے
اور جو بکثرت ہوتے ہین اونکا بھی علم اجمالی بحجر و نظر کے حاصل ہوتا ہے باقی رہا علم

تفصیلی سوجھی کسی درخت کے غیر متناہی نہین ہو سکتے اور متناہی فی العدد مخلوق کے
شمار مین آسکتا ہے بلکہ علم و استماع کہ مثال سابق مین مذکور ہر چند کسی فرد کے لیئے افراد
امت سے ثابت نہین مگر مجموع اہل زمین کو بالبداہت حاصل ہو سکتا ہے کیا اس
مجموع کے لئے شان الوہیت حاصل جانتے ہین جو ایسے جہوٹے اور حقیر امور کو غیر خدا
کے لیئے ثابت کرنا شرک مانتے ہین لوگ ان صاحبون کو حضرات اولیاے کرام اور
انبیاے عظام کے جناب مین بے اعتقاد سمجھتے ہین فقیر کے نزدیک حضرت احدیت اور
بارگاہ صمدیت ہی مین جیسا چاہیئے اعتقاد نہین رکھتے اور خدائی اور اوسکی صفات کمال
کو کما حقہ نہین جانتے ما قدروا اللہ حق قدرہ کا مضمون انپر صادق ہے اور ایسے خیالات
عوام ہنود کے اوہام سے مطابق کہ جس شے مین کوئی امر عجیب مشاہدہ کرتے ہین یا کسی سے
کوئی واقعہ غریب صادر ہوتا ہے اوسے مستحق عبادت سمجھ لیتے ہین اور گویا ان کے گمان مین
کہ اونکے نزدیک خدا کے کام ایسے ہی ہوتے ہین اور خدائی انہین افعال و صفات سے
عبارت ہے الغرض اگر علم و قدرت تمام عالم کی ایک شخص مین جمع کرین جسکی وجہ سے
زمین و آسمان مین تصرف کر سکے اور تحت الثری سے عرش معلے تک تمام کائنات اور
اونکے حالات پر اطلاع دین ہرگز علم و قدرت الٰہی کے برابر نہین ہو سکتا بلکہ وہ نسبت
بھی جو قطرہ کو دریا سے ہے نہین رکھتا کہ وہ قدیم ازلی ابدی مستقل ذاتی ہے اور یہ
حادث زمانی فانی غیر مستقل عطیہ الٰہی ہے صفات کمال الٰہیہ ایک جماعت عقلا کے
نزدیک عین ذات ہین اور وہ ذات علم و قدرت وغیرہا صفات کے آثار و ثمرات
کے لیئے بدون کسی امر زائد منضم خواہ منفصل کے کافی ہے اور یہی مذہب ایک جماعت صوفیہ
کا ہے جسطرح امام ابو الحسن اشعری رح عینیت وجود کے کل موجودات کے ساتھ قایل
ہین اور بحر العلوم مولانا عبد العلی رح حاشیہ میر زاہد امور عامہ مین مسلک امام اختیار
کرتے اور راست الحکمۃ یمانیۃ کا مصداق ٹھہراتے ہین اس تقدیر پر علم و قدرت ممکنات
کو علم و قدرت باری تعالی سے کچھ مناسبت حاصل نہین مماثلت و مساوات کیا اور
متکلمین اگرچہ لا عین و لا غیر کہتے ہین مگر نہ اسطرح کہ غیر کو اونمین کچھ مدخل ہو تو علم

ممکنات مثلاً کسی مرتبہ مین لیا جاوے علم باری سے فروتر رہیگا بہرحال مماثلت
ومساوات صفات ممکنات صفات الٰہیہ سے بصورت مفروضہ مین بھی غیر متصور ہے
ہان جو ادنیٰ مرتبہ علم وقدرت کا کسیکو خدا جانکر ثابت کرے یا تھوڑی تعظیم بھی کسیکی
عبادت سمجھکر بجالاوے وہ اپنے اس اعتقاد وقصد ونیت کے سبب سے بلا ریب
مشرک اور کافر ہوجاوے لیکن اسمین کلام نہین اور احاطہ بحث سے باہر ہے ؀

فائدہ رابعہ لفظ بدعت باصطلاح شریعت دو معنی مین مستعمل ہوتا ہے اول مالم
یفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا اذن فیہ اور بعض نے باعتبار اسی معنی کے مالم یکن فی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امثال عبارت مذکورہ کے ساتھ تفسیر کیا ہے اور
جو کہ افعال صحابہ واقوال مجتہدین اربعہ باتفاق اہل سنت داخل ضلالت وحرمت و
کراہت نہین تقسیم اسکی حسنہ وسیئہ خواہ اقسام پنجگانہ حرام مکروہ مباح مندوب واجب
کی طرف ضرور ہے ولہذا ائمہ دین وعلماے محققین اوسکے قائل ہوے اور کتب سابقین
ولاحقین مین بلا نکیر خلاف مذکور ہے ارشاد امیر المومنین عمر رضہ درباب تراویح نعمت البدعۃ
ہذہ اور قول ابن عمر رضہ نماز چاشت کی نسبت جو انہا لبدعۃ ونعمت البدعۃ وانہا لمن
احسن ما احدثہ الناس اور حکم باواست والتزام تراویح ابو امامہ باہلی رضہ سے کمافی کشف
الغمۃ للشعرانی رح کان ابو امامۃ الباہلی رضہ یقول احدثتم قیام رمضان فدوموا علی مافعلتم
ولاتترکوا فان اللہ عاتب بنی اسرائیل فی قولہ تعالیٰ ورہبانیۃ ن ابتدعوہا الاٰیۃ بعض بدعات
کی حسن وخوبی مین صریح ہے اور بیان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اطلاق بدعت کسی چیز پر
اوسکے حسن فی نفسہ کو منافی نہین نہ بدعت سیئہ مین لحض بلکہ شے واحد کو ایک اعتبار سے
بدعت اور دوسرے اعتبار سے سنت بھی کہہ سکتے ہین جسطرح محدثات خلفاے راشدین
باعتبار معنی اول بدعت اور بحکم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سنت ہین فی المواہب
عن ابن عمر رضہ انہ قال فی الاذان الاول یوم الجمعۃ بدعۃ فیحتمل ان یکون قال علی سبیل الانکار
ویحتمل ان یکون اراد انہ لم یکن فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم لان کل مالم یکن فی زمنہ
صلی اللہ علیہ وسلم تسمی بدعۃ لکن منہا مایکون حسنا ومنہا مایکون غیر ذلک اور نیز یہ بھی

معلوم ہوا کہ احداثات و التزام غیر شرع کو ناپسند نہیں بلکہ مقبول ہے یہانتک کہ کبھی ترک موجب عتاب ہوتا ہے جیسا کہ ابو امامہ باہلی رضؓ نے اس مدعا پر آیۃ کریمہ سے استدلال کیا ہے اسیطرح ارشاد حضرت صدیق اکبر رضؓ بہی بمقدمہ جمع قران مجید علی ما اخرجہ الامام البخاری فے صحیحہ قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال عمر ہذا واللہ خیر فلم یزل یراجعنی حتے شرح اللہ صدری لذلک ورایت فی ذلک الذی رایٔ عمر اور حضرت فاروق اعظم رضؓ کا جواب جناب صدیق اکبر رضؓ اور جناب صدیق اکبر رضؓ کا جواب حضرت زید بن ثابت رضؓ کما فی البخاری ایضاً اسباب مین نص ہے کہ صحابہ کرام رضؓ نے بعض بدعات کو اچہا کہا اور اونکے فعل پر اصرار کیا یا التزام کا حکم دیا بلکہ جملہ صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے جمع قران پر اتفاق و اجماع کیا اور بعض بدعات کو بالیقین برا سمجہا ہے آیا اس سے اتفاق صحابہ تقسیم پر ظاہر نہیں خود حضور والا نے صحت تقسیم کی طرف اشارہ فرمایا ہے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا الحدیث اور سن کو بلاضرورت ملجئہ بمعنی اجی ٹہرانا قریب تحریف ہے کہ سن بمعنی اجی نہ لغت مین آتا ہے نہ اسکا شرع مین کچہ پتا ہے اور بمعنی رَوَّج لینا مخالفین کو مفید نہیں کہ وہ ایجاد و احداث کو شامل ہے اور بقرینہ تقسیم بحسنہ حدیث مین لفظ سنت بمعنے طریقہ مستعمل ہوا ہے ازین رَوَّج سے کہ صحت لغۃ و شرعاً محل کلام ہے اسیطرح اتی بطریقۃ احداث و ابتداع کو عام ہے اور اس تقدیر پر بہی سنت کو بمعنی مشہور لینا تقسیم کو بیکار و ضائع کرتا ہے اور اسکے سوا اجرا کا ترتب بہی صحیح نہین رہتا تو صحت اس عام کی بہی ایجاد و ابتداع کے اعتبار سے ہے اور حدیث شیخین لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن آدم الاول کفل من دمہا لانہ کان اول من سن القتل اس مدعا مین کہ سن بمعنی اوجد و احدث و ابتدع ہے صریح ہے کہ دوسرے معنی کا احتمال اس جگہہ غیر صحیح ہے و لہذا شیخ محقق دہلوی رحؒ نے اشعۃ اللمعات مین حدیث من سن فی الاسلام کو اسطرح ترجمہ کیا ہے کسیکہ بنہاد و پیدا کرد در دین مسلمانے راہ و روش نیک را اور اکابر علمائے اس حدیث مین بمعنی ابتدع لکہا ہے ملا علی قاری شفا کی شرح مین

لکھتے ہین کل بدعة ضلالة خص منہا البدعة الحسنة لحدیث من سن فی الاسلام سنة
حسنة فلہ اجرہا واجر من عمل بہا ومنہ قول عمر رض نعمت البدعة ہذہ اور امام نووی
شرح صحیح مسلم مین بذیل حدیث لا تقتل نفس ظلما الخ فرماتے ہین ہذا الحدیث من
قواعد الاسلام وہو ان کل من ابتدع شیئا من الشر کان علیہ مثل وزر کل من اقتدی
بہ فی ذلک فعمل مثل عملہ الی یوم القیمة ومثلہ من ابتدع شیئا من الخیر کان لہ مثل اجر
کل من یعمل بہ الی یوم القیمة وہو موافق للحدیث الصحیح من سن سنة حسنة ومن سن سنة
سیئة الخ اور نیز امام ممدوح حدیث من سن کے تحت مین لکھتے ہین تخصیص قولہ علیہ السلام
کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة مجمع البحار مین ہے البدعة نوعان بدعة ہدی وبدعة
ضلالة فمن الاول ما کان تحت عموم ما ندب الیہ الشارع وحض علیہ فلا یذم لوعد الاجر
علیہ بحدیث من سن سنة حسنة اظہار مین ہے کل بدعة ای سیئة لقولہ علیہ السلام من سن
فی الاسلام علامہ شامی رد المحتار مین کہتے ہین قال العلماء ہذہ الاحادیث من قواعد
الاسلام وہو ان کل من ابتدع شیئا من الشر کان علیہ وزر من اقتدی بہ وکل من
ابتدع شیئا من الخیر کان لہ مثل اجر کل من یعمل بہ الی یوم القیمة وتمامہ فی آخر عمدة الطریقة
حتی کہ مخالفین کے رئیس المتکلمین بھی رسالہ قول الحق مین ایجاد کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں
گو کلمۃ الحق مین اس معنی سے انکار کرتے ہین سو اس حدیث کے دیگر احادیث نبویہ
کے اشارات سے بھی علماے دین نے تقسیم بدعت کو ثابت کیا ہے مرقات مین
بذیل حدیث من ابتدع بدعة ضلالة الخ لکہا ہے قید البدعة بالضلالة لاخراج البدعة
الحسنة کالمنارة کذا ذکرہ ابن الملک محدث دہلوی نے کہا بخلاف بدعت حسنہ کہ
در رویے مصلحت دین وتقویت وترویج آن باشد اور نیز لفظ ما لیس منہ کہ حدیث شیخین
من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد مین وارد اس تقسیم کی طرف اشارہ کرتا ہے
کما اعترف بہ فی مظاہر الحق ملا علی قاری اس حدیث کے شرح مین فرماتے ہین
فیہ اشارة الی ان احداث ما لم ینازع الکتاب والسنة کما سنقررہ بعد لیس بمذموم
اور نیز ملا علی قاری شرح عین العلم مین کہتے ہین وقد تکون البدعة حسنة وقد تکون

واجبة وقد تكون مباحة اور کریمہ رہبانیة ابتدعوها الایة الشریفہ سے حضرت ابو
امامہ رض صحابی نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جو امر محدث کہ فی نفسہ خیر ہو
اگرچہ شرع نے مقرر نہ فرمایا التزام اور اوسکا اہتمام چاہیئے اور خیر فی نفسہ بعد احداث
کے مقبول ہو جاتا ہے یہانتک کہ اوسکے ترک پر عتاب ہوا ہے اور اقوال اکابر
محققین تقسیم پر صریح دلالت کرتے ہیں امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں قال
العلماء البدعة خمسة اقسام واجبة ومندوبة ومحرمة ومکروهة ومباحة شیخ امام عینی شرح
صحیح بخاری میں لکھتے ہیں والبدعة فی الاصل احداث امر لم یکن فی زمن رسول الله
صلی الله علیه وسلم ثم البدعة علی نوعین ان کانت تندرج تحت مستحسن فی الشرع فهی بدعة حسنة
امام قسطلانی رح لکھتے ہیں وہی خمسة واجبة ومندوبة ومحرمة ومکروهة ومباحة وحدیث کل
بدعة ضلالة من العام المخصوص وقد رغب عمر رض بقوله نعمت البدعة وہی کلمة تجمع المحاسن
کلها خود امام دوم مخالفین کے مائة مسائل میں بحوالہ امام جزری رح لکھتے ہیں البدعة
بدعتان بدعة هدی وبدعة ضلالة فما کان فی خلاف ما امر الله به ورسوله فهو فی حیز الذم
والانکار وما کان تحت عموم ما ندب الله الیه وحض علیه رسوله فهو فی حیز المدح رد المحتار میں
بذیل قول ابن حجر بدعة ای حسنة لکھتے ہیں کذا فی النهر قلت البدعة یعتریها الاحکام الخمسة
کما اوضحناه فی باب الامامة امام غزالی رح آداب نکاح کے ادب خامس کتاب
احیاء العلوم میں لکھتے ہیں وقول القائل ان ذلک بدعة الی ان قال وانما المحظور
بدعة تراغم سنة مامورا بها الخ غنیة الطالبین میں کہ مستندات مخالفین سے ہے اور
اوسے بالیقین کلمات طیبات حضرت محی الدین والملة غوث اعظم قدس سره المکرم
سے جانتے ہیں در باب نیت نماز مرقوم وان تلفظ بذلک کان هو احسن ہدایہ میں ہے
ولا باس بتحلیة المصحف لما فیه من تعظیمه اسیطرح ثبوت تعریف وتعمیم میت ورجعت قہقری
بقصد تعظیم بیت الله اور تقبیل خبز تکریم رزق وغیرها صدہا امور کہ عہد نبوت بلکہ قرون
ثلثہ میں بھی نتھے فقہائے کرام نے مستحسن خواہ مباح قرار دیئے اور ان مسائل میں
کلام خارج از مبحث ومقام ہے کلام اسمیں ہے کہ یہ علمائے دین اور ارکان شرع

متین ہماری طرح تقسیم بدعت کی قائل تھی یا نہین اور نیز یہ عذر کہ ایسے مسائل صرف
متاخرین سے ثابت ہین قطع نظر اس سے کہ وہ متاخرین کس مرتبہ کے ہین اور در
باب عبادات و معاملات اونکا فتوی جاری اور بحالت عدم مخالفت قوی مجرد
اونکا لکھدینا فریقین کے نزدیک کافی ہے انحصار ایسے اقوال کا متاخرین مین
ایک قول بے بنیاد ہے کافی ہین امام الائمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رضہ سے مروی ہے انہ
لیس بسنۃ وانما ہو حدث احدثہ الناس فمن فعلہ جاز دیکھو امام اجل و اعظم تعریف کو
محدث و بدعت فرما کر جائز کہتے ہین اور دیگر ائمہ سے بھی ایسے امور کا استحباب و استحسان
خواہ اباحت و جواز بتصریح و ضمن احکام کلیہ مین منقول ہے حتی کہ مخالفین کے
امام الطریقہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے بھی منہاج السنۃ مین تقسیم بدعت اور حسن ایسے
امور کا کہ اصول شرع سے موافق ہون تسلیم کر دیا البدعۃ ہی الحادث فی الامر فان کان
بغیر دلیل شرعی فبدعۃ قبیحۃ وان وافق اصول الشرع فبدعۃ حسنۃ بلکہ بتصریح ائمہ سابقین
اور کبرائے محققین تقسیم بدعت اور قسم حسن کا استحباب اور اوسپر امید ثواب متفق علیہ علما کا
ہے سیرت شامی مین ہے والبدع الحسنۃ متفق علی جواز فعلہا والاستحباب لہا ورجاء
الثواب لمن حسنت نیتہ وہی کل مبتدع موافق للقواعد الشرعیۃ غیر مخالف لشی منہا
ولا یلزم منہ محذور شرعی فتح المبین مین ہے والحاصل ان البدع الحسنۃ متفق علی
ندبہا و عمل المولد و اجتماع الناس لہ کذلک اور تنبیہ مین کہ مستندات مخالفین عصر
سے ہے مصرح کہ اہل اسلام کے فرقون سے کوئی ایسی بدعت کو برا نہین سمجھتا حتی کہ
مخالفین کے رئیس المتکلمین کو بھی رسالہ کلمۃ الحق مین اعتراف ہے کہ تقسیم بدعت پر
ہزار برس تک علما کا اتفاق رہا یہانتک کہ ہزار دوم مین صرف حضرت مجدد رح
شناعت تقسیم پر متنبہ اور فہم معنی بدعت کے ساتھ مخصوص ہوے قطع نظر اس سے کہ
مراد مجدد صاحب کی کیا ہے اور اونہون نے اعمال و اشغال طریقہ نقشبندیہ اور
اون مہمات کذائیہ کے نسبت جو اعمال و اخلاق مین خود ایجاد کین اور دوسرے
بدعات حسنہ بالخصوص ذکر خلفاء راشدین کی نسبت خطبہ مین اور اسیطرح تقاید

شخص کی بابت کیا فرمایا ہے اور کس شد و مد سے ان امور کی تاکید فرمائی
اور اونمین ثابت کیا ہے ہمارے لئے ارشاد پیغمبر علیہ السلام کہ اس باب
مین صراحۃ و اشارۃ ہر طرح موجود اور تصریحات صحابہ کرام اور اتفاق و اجماع علما
اسلام جسکی نسبت ہزار اول مین رئیس بہادر کو اقرار ہے کفایت کرتا ہے کیا
رئیس صاحب اسقدر بھی نہین جانتے کہ بعد اقرار اتفاق و اجماع علما انکار تقسیم کسی
بزرگ کی طرف نسبت کرنا اونمین خارق اجماع ٹھہراتا ہے سو بدنام کنندہ
نکونامی چند ہے سوا اسکے پیشوایان طریقت مجدد صاحب کے تقسیم بدعت کے قائل
کہ اقوال اونکے ایک دفتر ضخیم مین جمع ہونا مشکل خواجہ محمد شریف حسینی نقشبندی سے
حجۃ الذاکرین مین رسالہ حضرت قطب الوقت قیوم ربانی خواجہ محمد پارسا نقشبندی رح
سے نقل کرتے ہین قال رضی اللہ تعالے عنہ بدان ایدک اللہ سبحانہ بتوفیقہ و یسر علیک
لتحصیل سلوک الطریقۃ کہ بدعت حسنہ کہ موافق اصول مطہرہ بود و متضمن مصالح دینیہ باشد
و منافی و مزاحم سنتی نباشد و از مستحسنات علماے دین و کبراے اہل الیقین روح اللہ
ارواحہم بود در میان امت کہ خیر الامم است زادہا اللہ شرفا سلفا و خلفا بسیار است
اکثر من ان تحصی من لدن الصحابۃ والتابعین رض الی یومنا ہذا انتہی کلام قنوجی سے جب
کسی طرف مفر نپائی اور انکار تقسیم کے لئے کوئی راہ ہاتھ نہ آئی اور اس دعوے
بے بنیاد پر بھی کہ منقسم صرف بدعت لغوی ہے جیسا کہ کلمۃ الحق مین بعض کی طرف
منسوب ہے نہ جم سکے ناچار دوسری چال چلے کہ قائلین تقسیم بدعت سے معنی لغوی یا
قریب بمعنی لغوی یعنی محدث بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے ہین نہ یہ
معنی شرعی بلکہ بدعت مذمومہ کو اس معنی سے تفسیر کرتے ہین تو قائلین تقسیم بدعت
حسنہ اوسی محدث کو کہتے ہین کہ کسی دلیل شرعی سے ثابت ہوا اور منکرین تقسیم
ایسے محدث کو سنت بمعنی طریقہ مسلوکہ فی الدین مین داخل کرتے ہین پس نزاع
تقسیم و عدم تقسیم مین لفظی اور جس تفسیر سے انقسام لازم نہ آوے اوسکی خوبی میں تحقیق
اقول و باللہ السداد مین قنوجی صاحب جس معنی کو لغوی سے قریب ٹھہراتے ہین وہ بعینہ

ہمارے معنی اول کا مفاد ہے ہم بہی اوسے منقسم کہتے ہین لیکن اوسکے ساتھہ معنی
لغوی کا تذکرہ نری عیاری اور مغالطہ ہے جو شخص کہ علم فقہ مین کچہ بہی مہارت رکھتا ہے
بخوبی آگاہ ہے کہ علماے شریعت تحقیق و تقسیم و احکام و احوال لغت سے کتب شرعیہ
مین کچہ کام نہین رکہتے اگر معانی شرعیہ کے ساتھہ معنی لغوی بہی کبہی ذکر کرتے ہین
تو تقسیم و احوال و احکام معانی شرعیہ ہی کے بیان فرماتے ہین جیسا ابواب فقہ کے
آغاز سے ظاہر ہوتا ہے تو قائلین تقسیم بدعت کے کلام مین یہہ احتمال کہ مورد قسمت
معنی لغوی ہے بدون اونکی دیگر تصریح خواہ قرینہ صارفہ کے قائم کرنا محض نا انصافی یا
ہٹ دہرمی ہے ثانیاً وہی قائلین تقسیم صدہا امور کو جنہین قنوجی صاحب اور انکے
اصول و فروع حرام و مکروہ ٹہیراتے ہین بتصریح مستحسن و بدعت مستحبہ مین داخل فرماتے
ہین تو گو تقسیم باعتبار معنی اول بدعت اور انکار اوسکا بنظر معنی دوم نزاع لفظی
ہوگا مگر مخالفین اور اون حضرات محققین مین نزاع حقیقی ہے [illegible] مثلاً مولد وغیرہ جنکا محصل یہہ کہ مدار کار
اصل شرعی پر ہے جس محدث کے لئے شرع مین اصلا اصل نہین وہ بدعت مذموم
و باطل و مطرود ہے قنوجی صاحب کو مفید و ہمارے مضر نہین کیا آپکو [illegible] خبر
نہین کہ بہت علما۔ بہت امور متنازع فیہا مین اونکی مخالف اور ہمارے موافق
ہین اور امام ابن حجر مکی اور شیخ علامہ ملا علی قاری جیسے آپ اس مقام پر سند
لائے خاص مجلس مولد کو جسکے رد و ابطال مین ذات شریف نے یہہ سب عرق
ریزی و جانفشانی کی ہے کس شد و مد کے ساتھہ مستحسن اور بدعت حسنہ مین داخل
کرتے ہین لہذا اصل سے ان حضرات کی عبارت مین بالیقین وہی معنی مراد ہین جنکی
رو سے مولد وغیرہ امور مستحسنہ بدعت سیئہ سے خارج رہتے ہین پہر اونکا دامن
پکڑنا اپنے پاؤن مین تیشہ مارنا نہین تو کیا ہے اور وہ جو جامع الروایات سے بحوالہ

نصاب الفقہ لکہا ہے آنچہ کہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند ہمان حکم سنت است
حال اوسکا انشاء اللہ تعالے آگے آتا ہے [illegible] اول سے اصل کے کہ
[illegible] تقسیم [illegible] سمجہہ لیتے یا کسی ماہر علم سے دریافت فرماتے

اوسکے بعد اون تفسیرات کا ذکر کرتے لفظ اصل ان تفسیرات مین نکرہ تحت نفی
واقع ہوا خود فتح الباری سے نقل کیا قولہ علیہ السلام شر الامور محدثاتہا بفتح
الدال والمراد بہا ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع یسمی فی عرف الشرع بدعة
وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعة فالبدعة فی الشرع مذموم بخلاف
اللغة اسیطرح عبارت علامہ عینی و امام نووی و قرطبی و ابن حجر مکی وغیرہم رحم مستندین
متکلم قنوجی اس مدعا مین کہ بدعت وہ ہے جسکی شرع مین کچہ اصل نہو اور جسکے لیے
کوئی اصل بہی پائی جاوے مفہوم بدعت سے خارج ہے صریح ہے اور اکثر علما کے
کلام مین اون امور کے جو اصل سے یہان مراد ہین تصریح ہے مجمع البحار وغیرہ کتب
معتبرہ مین اندراج تحت العموم محقق دہلوی نے مصلحت و ترویج و تقویت دین اور
ہدایہ مین اصل مقصود شرع کا لحاظ اور اوسکے مطابقت کو دلیل مستقل ٹہیرایا مسئلہ
وزیادت تلبیہ مین لکہتے ہین ولان المقصود الثناء و اظہار العبودیة فلا یمنع من الزیادة
علیہ بعض عون ماموراث کو دلیل جواز ٹہیراتے ہین خود متکلمین و ہابیہ امام غزالی
سے نقل کرتے ہین فالمنارة عون لاعلام وقت الصلوة الخ اور امام عز الدین
بن سلام نے قواعد و اصول سے مطابقت کو معتبر رکہا کہ بدعت قواعد شرعیت پر
پیش کیجاوے اگر قواعد ایجاب مین داخل ہو تو واجب اور قواعد تحریم مین داخل
ہو تو حرام و علی ہذا القیاس سمجہی جاوے اور فتح الباری مین بہی ایسا مذکور ہے
والبدعة ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فی الشرع فہی حسنة وان کانت تندرج تحت
مستقبح فی الشرع فہی مستقبحة والا فہی من قسم المباح اور ہدایة المرید مین تعمیم اصل کے
حمل نظیر سے مصرح حیث قال اما ما احدث فما لہ اصل فی الشرع اما بحمل النظیر او
غیر ذلک فانہ حسن اور خاص اس بیان مین کہ امور مذکورہ بالا مجتہدین سے
خاص نہین البتہ قیاس مصطلح خصوصا بمقابلہ مجتہد متبوع مقلد تابع کو نہین پہونچتا
انشاء اللہ تعالے ایک قاعدہ جدا گانہ لکہا جاویگا جس سے ابطال اس مغالطہ
کا کہ معرفت اصل خاصہ مجتہدین ہے بخوبی ظاہر ہوگا اور خود مخالفین اور اونکے

مقتدایان مذہب ستندین ان امور سے ہزار جگہ استدلال و استناد کرتے ہیں
اور اکثر علماے دین بلکہ خود وہ حضرات جنسے مخالفین تعریف بدعت نقل کرتے ہیں
صدہا امور کو کہ مجتہدین سے قولاً و فعلاً ثابت نہیں مستحسن فرماتے ہیں اور امام دوم
ان بزرگواروں کے خاص اس مسئلہ میں بجواب سوال کہ بدعت حسنہ محمود ہے یا
نہیں مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں حاصل یہ کہ معرفت حسن و قبح کے لئے اجتہاد مطلق
ضرور نہیں بدانت قبح کا سبب کلی اصل پر ہے اور وجود حسن کے لیے وجود ایک اصل کا
اصول مذکورہ اور انکی امثال سے کافی اور بعض وہ ہے جو ہمیشہ خواہ اباحت کسی امر
کی ہو وہی اوسکے لئے اصل شرعی ——— ولذا قال الامام الشافعی رح ما من شیء له
احد من ائمة محمد الا وله اصل فی الشرع تو استناد متکلم قنوجی بہا مع الروایات مذکورہ لمذاہب
الفقہ سے محض بیجا اور جو التفتازانی و ابن حجر مکی و ملا علی قاری رح کا محض مشار الیہ ہے
محصل کلام ان حضرات کا صرف اسیقدر ہے کہ جسکے لیے شرع سے کوئی اصل متحقق وہ
بدعت سے خارج اور جسکے لئے اصلا اصل نہو وہ بدعت ضلالت ہے اور اس میں
شک نہیں کہ بدعات حسنہ و واجبہ کے لئے اصل بالمعنی الاعم موجود البتہ اونمیں امور
سے کلیۃ مسلوب ہے جو مخالف شرع ہیں ولہذا اکثر قائلین تقسیم انعدام اصل کو مخالفت
شرع سے تعبیر کرتے ہیں کما قال القاضی المالکی رح کل ما احدث بعد النبی صلی الله
علیه وسلم فهو بدعة والبدعة فعل ما لم یسبق الیه فما وافق اصلا من السنة یقاس علیها
فهو محمود وما خالف اصول السنن فهو ضلالة ومنه قوله علیه السلام کل بدعة الخ و شیخ
محقق دہلوی گفتہ است بدانکہ ہرچہ پیدا کردہ شدہ بعد از پیغمبر صلی الله علیه وسلم
بدعت است و از آن انچہ موافق اصول و قواعد سنت است و قیاس کردہ شدہ
بران آنرا بدعت حسنہ گویند و انچہ مخالف آن باشد بدعت ضلالت خوانند تو ماحصل
اسی کے معنی دوم کی طرف راجع ہو اسنے ایسے امور کے مکروہ و ضلالت ہونے
میں ایسے کلام ہے لیکن عدم انقسام بدعت باعتبار اس اصطلاح کے مستلزم بطلان
تقسیم باعتبار اصطلاح آخر نہیں کما لا یخفی تحقیق مرام و تفصیل مقام یہ ہے کہ کلنے

اصل باصطلاح علما معانی متعددہ مین مستعمل ہے کبھی قیاس مصطلح اور کبھی کتاب
وسنت واجماع وقیاس ہین اور کبھی بمعنی عام کہ عمومات وقواعد شرعیہ ومصالح
تقویت وترویج دین وغیرہا کو شامل اطلاق کیا جاتا ہے جس نے بمعنی مقیس علیہ خواہ
تصریح قران وحدیث مراد لیا وجود اصل جواز واباحت امر محدث کے لئے ضروری نہ جانا
اور بعد تسلیم فقدان اصل بدعت کو مکروہ وممنوع نہ سمجھا کما فی رد المحتار وینبغی حمل نفی
الاصالیۃ علی المرفوع کما حمل بعضہم قول النووی الخ اور ملا علی قاری قول سخاوی قرأۃ
انا انزلنا عقب الوضوء لا اصل لہ کے بعد فرماتے ہین اراد انہ لا اصل لہ فی المرفوع و
الا فقد ذکرہ ابو اللیث السمرقندی وہو امام جلیل مجمع البحار مین بعض اکابر سے منقول
اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک ای التطیب ونحوہ فلا اصل لہ ومع
ذلک لا کراہۃ عندنا قال النووی رح ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ
الناس من المصافحۃ بعد الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی ہذا الوجہ ولکن لا باس
بہ وہکذا فی فتاوی ابراہیم شاہی ناقلا عن الکاشف اور بعض نے بمعنی امر حادث
بمعنی مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حادث سے جسکے لئے اصل شرعی
نہین عام پاکر اوسے منقسم قرار دیا اور اس قسم کو ضلالت و بدعت سیئہ اور اوس کے
مقابل کو جسکے لئے کوئی اصل شرعی ہے بدعت حسنہ کہا اور چونکہ انعدام اصل بالمعنی
الاعم مادہ مخالفت شرع مین منحصر کسی نے اوسے انعدام اصل اور کسی نے مخالفت شرع
سے تفسیر کیا یہ سب طرق صحیح اور باہم متوافق اور مخالفین کے مخالف اور ہمارے موافق
ہین جسطرح کبھی معنی اول بدعت کو مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما
فی شرح المسلم للنووی اور گاہے مالم یامر بہ الشارع علیہ الصلوۃ والسلام ولم یفعلہ
کما فی کثیر من الکتب اور کبھی حادث فی الامر کے ساتھ کما قال امام ائمۃ المخالفین ابن
تیمیہ فی المنہاج البدعۃ ہی الحادث فی الامر فان کان بغیر دلیل شرعی فبدعۃ قبیحۃ وان
وافق اصول الشرع فبدعۃ حسنۃ اور امثال عبارات مذکورہ کے ساتھ تفسیر کرتے ہین
گاہے منقسم کو امر دینی کے ساتھ مقید کر دیتے ہین کما فی خلاصۃ الحقائق البدعۃ

ما لفعل من الدنیات بالم یفعل النبی صلے اللہ علیہ وسلم ولا اذن فیہا ورد وسرون
نے بایں وجہ کہ امر دنیوی بھی اقسام خمسہ سے کسی قسم مین لامحالہ داخل ہے تو تخصیص مورد
قسمت بلاضرورت نچاہیئے عام رکہا کسی نے بایں وجہ کہ احوال وافعال صحابہ معتبر اور
وہ سب عادل ومعتمد ہین اور استعمال اس لفظ کا مخالف سنت مین بھی آتا ہے اطلاق
اوسکا گوارا نکر کے تعبیر لفظ کی ایسے مفہوم سے مناسب سمجہی کہ وہ ر اسا خارج رہین بعض
نے بایں حیثیت کہ اطلاق اوسکا بمعنی اول ہے اور خود یہہ لفظ محدثات صحابہ مین بعض صحابہ
مستعمل ہو لیا تفسیر مین عموم و اطلاق مناسب سمجہا بعض بدین خیال کہ احادیث ذم
بدعت مین وارد معنی دوم یعنی مخالف سنت کے ساتھہ تفسیر مناسب سمجہی بعض نے باعتبار
دوسری اصطلاح کے معنی اول کے ساتھہ تفسیر کی بعض نے بایں وجہ کہ خیریت فی نفسہ حسن امر
خیر کے لیئے کافی ہے جیسا مفاد جواب ابوبکر وعمر رضہ کا ہے کہ بسابق بخاری شریف سے
منقول ہوا بعد تسلیم خیریت اصل آخر کے حاجت نہ سمجہی بنا رعلیہ وجدان اصل کے
ساتھہ جواز کا حکم دیا بایں معنے کہ آخر یہہ خیریت کسی دلیل سے ثابت ہوگی وہی اصل شرعی
کفایت کریگی اور یہہ دوسری توجیہہ قول شافعی رح وما من خیر یعملہ احد من امتہ محمد صلی اللہ
اصل فی الشرع کے ہے نہ یہہ کہ اصل کی اصلا حاجت نہین دوسرون نے وجود اصل
پر مدار خیریت رکہا لیکن ان سب اختلافات سے کہ اختلاف عنوانات واعتبارات
کی طرف راجع ہین اصل مقصود مین کچہہ فرق نہین آتا نہ عدم انقسام ایک اعتبار سے
دوسرے اعتبار سے بھی عدم انقسام کو مستلزم اس تحقیق سے ظاہر کہ یہہ سب
تعریفات واقوال علما کہ بظاہر مختلف بالکمال متحد اور ہمارے مفید ومؤید ہین اور
جسقدر خبط وخلط کہ مخالفین اس مقام مین کرتے ہین اونکی نافہمی یا دانستہ مغالطہ
وہی ہے البتہ اخراج محدثات تابعین مفہوم بدعت مطلقہ سے بلاضرورت داعیہ
محل نظر ہے اور پہر اوس امر دینی کو جو قرون ثلثہ کے بعد حادث ہوا بدعت ضلالت
ٹہرانا صحیح نہین یہی مابہ النزاع ہے وسیجی بطلانہ فانتظر معنی دوم کہ ضد اور مزاحم ومخالف
سنت سے عبارت ہے اور شرع مین کثیر الاستعمال عند التحقیق اکثر احادیث مین

یہی معنی مراد کہ ایسی سخت وعید اور ذم شدید ہیں ومن وقر صاحب بدعة فقد اعان علی
ہدم الاسلام اور لعن اللہ من آوی محدثا اور من کان فترتہ الی عمل و بدعة فاولئک من
اصحاب النار کما فی حدیث الطبرانی اور اہل البدعة شر الخلق والخلیقة اخرجہ ابو نعیم
اور اصحاب البدع کلاب النار رواہ ابو حاتم و کل بدعة ضلالة رواہ مسلم و امثال ذلک
یعنی ذم پر مرتب ہیں معنی اول ہر کہ اگرچہ مخالفین از اقسام معنی اول کو مباح و مستحسن نہ کہیں
لیکن اونکے طور پر حد کراہت سے تجاوز نہیں کرتے اور نیز احادیث و کلمات علما میں
لفظ بدعت بمقابلہ سنت واقع ہوتا ہے اور باعتبار مقابلہ کے ضدیت تامہ ہے و لہذا اکثر
علما مخالفت شرع کے ساتھ اوسے تفسیر کرتے ہیں ابن حجر مکی فرماتے ہیں ما احدث
علی خلاف امر الشارع ودلیلہ الخاص والعام شفا میں ہے مخالفة امرہ صلی اللہ علیہ و
سلم و تبدیل سنتہ ضلالة و بدعة للوعید من اللہ تعالی بالخذلان اور غالب استعمال
اوسکا عقائد میں آیا ہے و لہذا فرقہ ناجیہ کو اہل سنت اور ارباب اہوا کو اہل بدعت
کہا جاتا ہے شرح سفر السعادہ میں ہے غالب در استعمال در عقائد اختراعیہ کہ مذاہب
باطلہ اہل زیغ از فرق اسلامیہ بحر المذاہب میں ہے البدعة مخالفة اہل الحق فی
العقیدة امام قرطبی لکھتے ہیں المبتدع کل من یعتقد شیئا یخالف الکتاب والسنة
ولا یتبع الرسول فی الاقوال والافعال درمختار میں ہے البدعة ہی اعتقاد خلاف
المعروف عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بحر الرائق میں ہے البدعة ما احدث
خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع
شبہة او استحسان وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما بلکہ علما بعض اوقات بنظر کثرت استعمال
اور دوسری وجہ سے مفہوم بدعت کو انہیں معنی یعنی مخالف شرع خواہ جو اوس سے تحقق
میں مساوی اور مآل میں معنی میں منحصر اور مقابل کو بدعت ضلالت بلکہ باعتبار اس
معنی کے مفہوم بدعت سے خارج کرتے ہیں علامہ عینی شرح بخاری میں شر الامور
محدثاتہا کے تحت میں لکھتے ہیں والمراد بہا ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع
ویسمی فی عرف الشرع بدعة وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعة اور

دوسرے حضرات سیئہ و مذموم و ضلالت ہونا اس معنی خواہ ایسے معنی کے ساتھ
جو اوسکی طرف راجع مخصوص کرتے ہین کما فی احیاء العلوم ولا یمنع ذلک من کونہ
محدثا فکم من محدث حسن انما البدعۃ المذمومۃ ما تصادم السنۃ القویمۃ او تکاد تفضی الی
تغییرہا الخ لمعات شرح سفر السعادۃ مین ہے ہر امر محدث کہ مخالف سنت و مغیر آن باشد
گمراہی است امام جلال الدین سیوطی مولد کی نسبت فرماتے ہین ہذا القسم مما احدث
ولیس فیہ مخالفۃ للکتاب والسنۃ ولا اثر ولا اجماع امام غزالی کتاب احیاء کے
ادب خامس سماع مین لکھتے ہین وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی عہد الصحابۃ
فلیس کل ما یحکم باباحۃ منقولا عن الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم وانما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ مامورا بہا کیمیاء سعادت
مین فرماتے ہین و اینہمہ اگرچہ بدعت است و از صحابہ و تابعین نقل نکردہ اند لیکن ہر چہ بدعت بود نشاید کہ بسیاری بدعت
نیکو باشد لیس بدعت نکہ مذموم است آنکہ مخالف سنت باشد الخ ملا علی قاری شرح عین العلم مین
کہتے ہین ولیس کلما ابدع منہیا عنہ بل المنہی عنہ ابداع بدعۃ سیئۃ تتضاد لسنۃ ثابتۃ
الخ وفی المرقات شرح المشکوۃ تحت قولہ من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد
فیہ اشارۃ الی ان احداث ما لاینازع الکتاب والسنۃ کما تقررہ بعد لیس بمذموم
امام صدر الدین بن عمر کہتے ہین لا تکرہ البدع الا اذا راغمت السنۃ اما اذا لم
تراغمہا فلا تکرہ امام نووی اور حافظ بیہقی اور امام ابن حجر حضرت امام شافعی رح
سے نقل کرتے ہین المحدثات من الامور ضربان احدہما ما احدث یخالف کتابا
او سنۃ او اثرا او اجماعا فہذہ البدعۃ الضالۃ والثانی ما احدث من الخیر لا خلاف فیہ
لواحد من ہذہ وہی غیر مذمومۃ سوا اسکے اکثر اقوال علماے دین و مستندین مخالفین
کے کتب معتبرہ مین مذکور اور بعض اس فائدہ مین بھی مسطور ہین بالجملہ خواہ بدعت
کو مخالفت کے ہی ساتھ تفسیر کیا جاے یا باعتبار عموم معنی اول اوسی قسم مطلق
بدعت کی ٹہیرا کر بدعت ضلالت و مذمومہ و سیئہ کو اوسمین منحصر کر دیا جاوے ہر
طرح مدعا ہمارا حاصل اور تصرف بعض متکلمین مخالفین کا معنی مخالفت مین قطع النظر
اس سے کہ تاویل بلا ضرورت ہے خصوصاً تعریفات مین کہ محض ناجائز تصریح

اکثر اکابر بلفظ مصادمت و مضادت و مزاحمت و منازعت کے ساتھ اس تاویل کو رد یہیں کافی اور
نیز شرح مقاصد میں ہے لا نسلم ان مجرد فعل ما لم یفعله النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مخالفة له و ترک لاتباعه و انما یکون ذلک اذا فعل بما نهی عنه او ترک ما امر به تحفہ
اثنا عشریہ میں ہے سوم آنکہ نکردن استخلاف چیزے دیگر است و منع فرمودن از آن
چیزے دیگر مخالفت وقتی باشد کہ منع از استخلاف می فرمود و ابوبکر رض استخلاف مے کرد
نہ آنکہ پیغمبر استخلاف نکرد و ابوبکر رض کرد باقی رہی اصطلاح مخالفین کہ جو امر دینی زمانہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین میں نہ پایا جاوے بدعت ہے
سو اگر کسی کتاب میں اسکا پتا بھی ہو قطع نظر اس سے کہ بمقابل تفسیرات جمہور قابل
التفات نہیں اصطلاح اوس قائل کی ہے نہ معنی شرعی بدعت کہ نصوص شرعیہ میں
اوسکا ارادہ صحیح ہو اور نہ مخالفت بعض متاخرین کے بعض اقوال کی نسبت اسوجہ
سے کہ قرون ثلثہ میں نہ تہی اوسکی تفسیر شرعی ہونے کی دلیل ہو سکے خصوصاً جس حالت
میں وہی علما یا اونسے افضل خواہ امثال بعض افعال کو اس نظر سے کہ قرن حضرت
و صحابہ اور بعض اوقات صرف اس بنا پر کہ عہد نبوت میں نہ تہی یا ان الفاظ سے
کہ نہ حضور نے حکم دیا نہ آپ کیا منع کرتے ہیں اور یہ تفسیر بتصریحات مخالفین کے
بہی صریح مخالف و منافی ہے نیز یہ شبہ کہ یہ فعل عہد سابق میں نہوا اور حضرت
رسالت نے نکیا ہم کسطرح کریں عہد صحابہ میں پیش ہو کر رد ہوگیا بالآخر فعل
کی خیریت فی نفسہ پر مدار ٹہیرا اور صحابہ کرام نے جمع قرآن مجید پر اتفاق کر لیا اور
یہ جواب کہ صرف باعتبار عہد نبوت یہ شبہ صحیح نہتا لہذا رد کیا گیا شبہ نہیں کہ
اس تقدیر پر جواب اسی مضمون کے ساتھ متعین تہا نہ ان الفاظ سے کہ وہ
فی نفسہ خیر ہے واللہ انہ لخیر علاوہ ازین حضرات وہابیہ کے سوا کس مسلمان کی
عقل تجویز کریگی کہ صرف جناب رسالت کا ترک کسی فعل کو حرام خواہ مکروہ مکرر
اور ترک صحابہ و تابعین یا عدم استنباط مجتہدین بہی اسکے ساتھ ہو تو فعل مکروہ و حرام
ہو جاوے گویا ترک حضور حجت شرعی ہو نہیں ان امور کا مماثل جسے اصل حقیقت یہ ہے

کہ صرف ترک حضور کا باوجود دواعی و انعدام موانع کراہت متروک پر دلالت
کرتا ہے اور ذکر صحابہ و تابعین اس مقام پر استطرادی ہے بلکہ ذکر تابعین فعل
بین بہی بتعاہی نہ اسطرح کہ قول و فعل اونکا حجت شرعی ہے رہے تابعین باتفاق
مجتہدین حجت نہین مگر جسطرح تعامل قرون مابعد و قول و فعل علماے ہر عصر اور قید
دواعی و موانع کے وجود او عدم کا اس لیے ملحوظ ہے کہ ترک کراہت کے سوا اور
جہت سے بہی ہوتا ہے لہذا وہی فقہا کہ ترک جناب سے استناد کرتے ہین باوجود
تکرر نے حضور کے بیسیون افعال کی نسبت جواز و استحسان کا حکم دیتے ہین بلکہ کراہت
کے لئے کبہی دوسری علت ہوتی ہے جسطرح آپ قیام اور اطلاق سید کا نفس
نفیس کے واسطے تواضعاً مکروہ سمجہتے یا ارباب توکل و تقوے کو بعض امور سے نہی
فرماتے ایسے کراہت احکام شرع کا مبنی نہین ہوتی بالجملہ مجرد عدم فعل خواہ عدم نقل
حضور سے مثبت کراہت و حرمت اور نہ تحدید زمانی اسمین معتبر اور نہ فقدان
کسی فعل کا ازمنہ ثلثہ مین اوسکی ضلالت و بدعت سیئہ ہونے پر دلالت کرتا ہے
اور استدلال اکابر فرقہ وہابیہ اسبات پر کہ جو امر قرون ثلثہ یعنی عہد سید المرسلین اور زمانہ
صحابہ و تابعین مین نہ پایا جاوے بدعت و ضلالت ہے حدیث خیر امتی قرنی سے
محض بیجا اور حدیث اس مدعا مین کہ خیریت قرن تابعین باعتبار سیرت اہل
قرن کے ہے نص نہین بلکہ الفاظ سے خیریت باعتبار قرب عہد نبوت اظہر کہ
لفظ الذین یلونہم سے تعبیر اور لفظ ثم کے ساتہ تعقیب اس مراد پر قرینہ واضحہ کہ
صلہ موصول تعلیل پر دلالت کرتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ قرن تابعین اسوجہ
سے کہ قرن صحابہ سے متصل و مقارن اور وہ عہد رسالت سے متصل ہے پچہلے
زمانون سے بہتر اور اچہا ہی تہا نہ یہ سمجہنا کہ خیریت باعتبار سیرت کے ہے لیکن قاتلان
امیر المومنین عثمان اور مولی علی اور حسین بن علی رضی اللہ تعالے عنہم بہی اوسی
قرن مین تہے اور قتل و نہب اہل حرمین شریفین و ہتک حرم کعبہ معظمہ و مدینہ منورہ
و رفض و خروج و قدر و غیرہا افعال شنیعہ و عقائد باطلہ بہی اوسی عصر مین ظاہر

ہوسے ہان خیریت اکثر افعال واحوال اکثر اہل قرن مسلم مگر خیریت کل افعال خواہ
کل اشخاص عصر مذکور کو غیر مسلم ہے اور خیریت قرن باعتبار خیریت سیرت اہل قرن
ہے تو مدار خیریت کا افعال پر ہے اور یہہ ہمین مفید اور مخالفین کو مضر ہے نہ یہہ کہ
افعال تابعین لعلت خیریت قرن خیر و داخل سنت اور امور کہ بعد اوس زمانہ کے
واقع ہوئے سب حرام خواہ مکروہ اور بدعت اصل یہہ ہے کہ وقوع فعل کا کسی زمانہ
مین مدار خیریت شرعیت نہین ہوسکتا بلکہ فعل خیر جس وقت واقع ہو خیر اور شر ہر حال مین
شر رہیگا یہہ وہی امر ہے کہ عصر صحابہ مین دربارۂ متعہ قران منتج ہوکر اوسپر اتفاق
واجماع منعقد ہوگیا ہدایۃ المرید شرح جوہرۃ التوحید مین ہے ومن الجہلۃ من یجعل
کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ تمسکا بقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلمون ان المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما
لیس فیہ انتہی ثالثاً بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حدیث مین قرون ثلثہ سے
عہد حضرت رسالت و عصر جناب شیخین رض و عہد امیر المومنین عثمان ذوالنورین مراد
اور ارشاد حضرت حذیفہ بن یمان رض اسی معنی کو کہ یہہ عہد خاص زمانہ حضور و عہد
خلافت خلفاے ثلثہ کے ہوا اور نیز سبب حالات و وقائع ان تینون ازمنہ اور انکے
مابعد کے مؤید لا اقل اوسکے محتمل ہونے مین شک نہین تو بدون دفع اس احتمال
کے ثبوت مدعاے مخالفین اس حدیث سے غیر متصور اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
رابعاً یہہ دعوی کہ خیریت ازمنہ ثلثہ مین مخصوص ہے اور ازمنہ مابعد مخصوص بشر ہین مردود ہے
حدیث مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ جسے ترمذی نے بسند
حسن انس رض اور امام احمد نے عمار بن یاسر رض اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین سلمان
فارسی رض سے روایت کیا اور محقق دہلوی رح نے اشعۃ اللمعات مین باعتبار کثرت
طرق صحیح قرار دیا اور حدیث رزین مین صحابہ کے مقابلہ کے لفظ خیر شہ وارد ہوا اور
نیز حدیث صحیح مسلم مین اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی یود احدہم لو رآنی
باہلہ ومالہ اور حدیث بیہقی سیکون فی آخر ہذہ الامۃ قوم لہم مثل اجرہم یامرون بالمعروف

وینہون عن المنکر وہی المفلحون اہل الفتن اور نیز آیۃ کریمہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
اور کریمہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس و دیگر آیات و احادیث
کہ فضل امت مرحومہ اور اوسکی خیریت مین بدون تخصیص کسی قرن و عصر کے وارد
اس دعوی کے رد مین کافی بلکہ طریق جمع و تطبیق آیات و احادیث اسی مین منحصر
کہ یہ امت بتمامہا خیر الامم اور ہر قرن اوسکا خیر اور قرن صحابہ کرام افضل القرون
اور بجہت قرب عہد نبوت اشرف و اکمل اور بعض قرون مابعد بعض سے بنظر بعض وجوہ خیر
اتم شیخ عبد الحق دہلوی رح حدیث اول کی شرح مین لکھتے ہین مدلول ظاہر حدیث
شک و تردد و عدم جزم و قطع است بانکہ اول است بہتر و فاضلتر است یا آخر ان و
اینجا این معنی مقصود نیست بلکہ کنایہ است از بودن ہمہ امت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع است
نہ یہ کہ خیریت کو صرف قرون ثلثہ مین منحصر اور ازمنہ مابعد کو شر سمجھین اور جو افعال اوسمین
رائج ہوے خواہ مخواہ بدعت و ضلالت قرار پاوین بلکہ جس حالت مین آیات و احادیث
امت مرحومہ کی خیریت پر علی الاطلاق ناطق ہین اور خیریت امت بدون خیریت سیرت
امت غیر متصور تو خیریت سیرت و عادت و معمولات و مروجات جملہ قرون امت باقتضاء
نصوص کتاب و سنت ثابت ایک بات پر بدون فہم مطلب و تنقیح مراد اقتصار بیراوسپر
اصرار اور دیگر آیات و احادیث سے کہ خاص اوس مادہ مین وارد ہوئی اعراض اور
بالکلیہ اغماض شیوہ اہل بدعت و اہوا کا ہے خصوصاً لفظ خیر اسم تفضیل ہے تو ظاہر
لفظ مفضول کی فی الجملہ خیریت پر دلالت کرتا ہے نہ شریت پر بلکہ اسکے مقابلہ مین
کبھی تصریح شریت مفضول بھی اوسکے خیریت کو باطل نہین کرتی صرف اسقدر سمجھا جاتا ہے
کہ وہ اس سے افضل اور یہ اوس سے کمتر ہے حدیث مین آیا ہے خیر الصفوف اولہا
شرہا آخرہا حالانکہ پچھلی صف بھی فی نفسہ خیر ہے پس معمولات ازمنہ لاحقہ کی شریت
حدیث سے اصلا ثابت نہین سیما وسا تتمہ حدیث خیر القرون قرنی یہ ہی ثم ان بعدہم
قوما یشہدون ولا یستشہدون ویخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یوفون ویظہر فیہم
السمانۃ اور حدیث نسائی مین بعد ذکر خیریت قرون ثلثہ کے وارد ثم یظہر الکذب

حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشہد ولا یستشہد جس حالت میں خود تتمہ حدیث وجوہ
خیریت قرون ثلثہ ومفضولیت ازمنہ مابعد کی تصریح کرتا ہے تو اس حدیث سے شریت
جمیع قرون لاحقین پر استدلال کرنا والسنتہ تحریف کلام نبوی اور تغییر وتبدیل مراد
حضرت رسالت پناہی ہے سابقا بعد فرض وتسلیم اسکے کہ خیریت کسی قرن کی دوسرے
قرون کے شر ہونیکو مستلزم شریت قرون مابعد باعتبار شیوع وظہور عقائد فاسدہ جو
مذاہب باطلہ کے ہیں کہ قرون ثلثہ کے بعد شائع ہوئے نہ اعمال متنازع فیہا جنکا وجود
قرن رابع وخامس میں نہ تہا تو حدیث کو اونکے شر ٹہیرانے میں اصلا مدخل نہیں ثانیا منشا
مخالفین اقوال مجتہدین اور علوم فقہ وتفسیر واصول و اخلاق وتصوف کے تدوین اور حضرت
کی تعلم تعلیم کی نسبت کیا کہینگے اور یہ عذر کہ اصل انکی شرع میں موجود ومتبرک ہے کہ
امور متنازع فیہا جنکو حضرات وہابیہ ضلالت بدعت سیئہ کہتے ہیں عمومات شرعیہ کے تحت
میں مندرج یا دلائل شرع سے مستفاد اور مقصود شرع سے موافق اور مصالح دینیہ پر مشتمل
الی غیر ذلک من الاصول الصحیحہ بانہیں اونہیں حکم سنت میں جانتا اور انہیں بدعت و
ضلالت کہنا سراسر ناانصافی اگر تقسیم مقبول کافہ علماء سے خواہ مخواہ انکار اور حملہ
کل بدعۃ ضلالۃ کی کلیت پر باعتبار معنی اول بدعت ہی اصرار منظور ہے اور بنظر دفع
تعارض وجمع وتطبیق ادلہ شرعیہ اقوال وافعال صحابہ کرام کو بدینوجہ کہ اونکی فضیلت
اور مقتدا ہونے میں احادیث وارد اور رسم ورواج عصر تابعین کو صرف اسوجہ سے کہ اونکی
خیریت حدیث سے ثابت اور مسائل قیاسیہ مجتہدین کو باعتبار اونکی اصل وسند کے
کتاب اللہ وہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحق کرنا ضرور جیسا غایۃ الکلام
وغیرہا رسائل مخالفین میں مذکور اور تدوین علوم دینیہ اور اونکی تعلیم وتعلم کو بہی
بلحاظ اصل شرعی ومصلحت دینی واجب یا خواہ مستحب ٹہیرانا لابد ہے جسکا عمائد فرقہ سو جبکہ
اقرار کرتے ہیں تو بموجب حدیث اتبعوا السواد الاعظم وانہ ما رآہ المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن اور کریمہ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ قول وفعل جمہور
اہل السنت اور نیز باعتبار آیات واحادیث کے کہ آخر امت خواہ تبابہ قرون کی خیریت

ہین وارد و سیرت و رواج تمام اہل اسلام ہر قرن کو جسکے لیئے برائی شرع سے ثابت
نہو مستحسن خواہ مندوب سمجھنا لازم بمقام تطبیق بین بعض دلائل شرعیہ کا لحاظ اور جو مخالف
ہوائے نفس ہو اول لنواس سے اغماض نہی ہیں شئے ہر ای افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض الحاصل دعوی صنادید وہابیہ قول
و فعل تابعین حکم سنت مین ہی اور جو امر قرون ثلثہ مین ہیئت کذائی و صورت مخصوصہ نپایا گیا بدعت و ضلالت حدیث کو ہی نشی
نہین نہ یہہ معنی شرعی بدعت تو احادیث کو کہ ذم بدعت مین ہین اس معنی پر وارد کرنا
ایسا ہے جس طرح حضرات وہابیہ ربا یا سرقہ و زنا کسی مباح خواہ مستحب فعل کا نام رکھین
اور آیات و احادیث کہ اون کے باب مین وارد نقل کر کے اس فعل کے لیئے احکام شرعیہ
اونکے ثابت کر دین ثبوت اصطلاح اہل اصطلاح سے چاہیے قران مین جس جگہ یہہ
لفظ وارد ہوا بدیع السموات والارض اور ابتدعوہا فمارعوہا حق رعایتہا وہان یہہ معنے
بالقطع مراد نہین نہ کسی حدیث مین یہہ معنی متعین اگر ہون تو مخالفین بتا دین ودونہ
خرط القتاد اور جو بالفرض اونکا معنی شرعی ہونا تسلیم کر لین تو جب تک انحصار استعمال
اوس مین ثابت یا قرینہ قاطعہ متحقق نہو مراد احادیث کس طرح متعین ہوگی مگر عادت
مستمرہ اہل اہوا و بدعت ہے کہ ایک لفظ قران و حدیث کا لیکر اپنے معنی اختراعی یا
لفظ غیر مشترک سے معنی غیر مراد مراد لیتے ہین اور یہہ طریقہ فرقہ وہابیہ مین بہ نسبت دوسرے
مبتدعین کے زیادہ شایع ہے کہ اس تدبیر سے عوام بیچارون کو سہل طور سے مغالطہ
دیتے ہین حقیقۃ الامر یہہ ہے کہ بدعت بمعنی دوم یعنی مخالف و مزاحم و مضاد سنت
مطلقا گمراہی و ضلالت اور یہی معنی اکثر احادیث مین مراد اور وعید کہ احادیث مین
وارد اسی معنے کے مناسب اور باعتبار اس معنی کے حدیث کل بدعۃ ضلالۃ اپنے معنی حقیقی
پر ہے اور یہہ کلیہ بلا تاویل و تصرف صحیح ہے اور بدعت بمعنی اول اور نیز بمعنی مصطلحہ
مخالفین حسنہ و سیئہ دو اقسام پنجگانہ کی طرف منقسم اور کل بدعۃ ضلالۃ بمعنے کل بدعۃ سیئۃ
ضلالۃ یا کل بمعنی اکثر ہے کہ ہزار جگہ شرع مین مستعمل تو لفظ بدعت کو اپنی اصطلاح پر
حمل کرنا اور اسکے ساتھ جملہ کل بدعۃ ضلالۃ کو باتباع ابن الصفی وغیرہ اصل پر رکھنا
نرا خلط و خبط ہے اور بیان سے تقریر مولانا ے قوم اسمعیل صاحب دہلوی کہ ایضاح

الحق الصریح مین تبری طمطراق سے لکھی اور اتباع کو اوسپر بڑا ناز ہے اور بصفت وتبات
اوسپر مبنی بخوبی رد ہوتی ہے اور یہہ تاویل متکلم قنوجی کی کہ لفظ مخالفت تفسیر بدعت مین
کہ امام شافعی وغیرہ اکابر و ائمہ کے کلام مین واقع ہوا بمعنی عدم موافقت ہے قطع نظر
اس سے کہ تاویل رکیک بلا ضرورت خصوصاً الفاظ تعریف و تفسیر مین نری سفاہت
ہے اس تقدیر پر جس امر کے لئے مثلاً کتاب سے موافقت ثابت نہین گو حدیث مین
مصرح ہو مخالف کتاب و علی ہذا القیاس عدم موافق بالسنۃ موافق بالکتاب مخالف
سنت قرار پاویگا و ہل ہذا الا جنون اور اسیطرح یہہ مغالطہ بھی کہ اکثر اوقات عوام
سے کہتے ہین اور کبھی تنزلاً مباحثہ علما مین بھی پیش کرتے ہین کہ جس جگہ کتب دینیہ مین
لفظ بدعت وارد وہان خواہ مخواہ سیئہ سے مراد لینا چاہیے کہ مطلق فرد کامل کیطرف
راجع ہوتا ہے رفع ہوگیا کہ بدعت حسنہ و سیئہ مفہوم مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے افراد ہین اوسمین کمال و نقصان کو دخل نہین اور لفظ بدعت اس مفہوم اور
معنے دوم مین مشترک لفظی اس صورت مین کمال و نقصان افراد سے کیا علاقہ ہے اور نیز
فقہا سو جگہہ اطلاق بدعت کرتے ہین اور لاحقین و شارحین تصریح کر دیتے ہین کہ مراد
بدعت حسنہ ہی کما لا یخفی علی من طالع کتب الفن باقی رہا مغالطہ کہ ہم صحابہ و تابعین کے
پیرو ہین جو اونھون نے کیا کرینگے اور جو اون سے ثابت نہوا نہ مانینگے بوجوہ مدفوع اولاً
حسب تصریح فقہا مسائل جزئیہ مین عامی کو تقلید صحابہ تابعین نہین پہونچتی بلکہ علماے
محققین کا اوسکی ممانعت پر اجماع تحریر الاصول وغیرہ مین لکھا ہے نقل الامام اجماع
المحققین منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ بل من بعدہم الذین سبروا و وضعوا و
دونوا و علی ہذا ما ذکر بعض المتاخرین منع تقلید غیر الاربعۃ لانضباط مذاہبہم و تقیید مسائلہم و
تخصیص عمومہا و لم یدر مثلہ فی غیرہم الآن لانقراض اتباعہم ہو صحیح فیض القدیر شرح
جامع صغیر مین ہے یجب علینا اعتقاد ان الائمۃ الاربعۃ و لا یجوز تقلید الصحابۃ و کذا التابعین
کما قالہ امام الحرمین و قد نقل الامام الرازی اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید
اعیان الصحابۃ و غیرہم و ہکذا قال الامام المحقق النووی فی شرح الاربعین و ہکذا قال

ابن حجر کی رسالۃ اور اسیطرح علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے
حدیقۃ الندیہ فی شرح الطریقۃ المحمدیہ مین اوسکے منع کی تصریح فرمائی ثانیاً اتباع
اسے کہتے ہین کہ جو اونہون نے کیا خواہ حکم دیا کرین اور جس سے منع کیا باز رہین نہ یہہ
کہ جو اونسے کسیطرح اور کبھی ترک ہوا اوسے مکروہ وضلالت سمجھین ہان یہہ کہہ سکتے ہین
جو امور مجتہدین سے بھی ثابت نہین اونہین کسطرح جائز جانئین لیکن قواعد آتیہ اس شبہہ
کے انحلال مین کفایت کرتے ہین اور اسی مغالطہ کے قریب ہے وہ جو کہتے ہین اگر یہہ
امور کہ بعد قرون ثلثہ حادث ہوئے اچھی ہوتے تو جناب رسالت وصحابہ وتابعین ہرگز
ترک نفرماتے بجواب اوسکے اسقدر کافی کہ اگر افعال مروجہ عصر تابعین اچھی ہوتے تو قرن
صحابہ مین اور افعال اوس قرن کے عہد نبوت مین ضرور رواج پاتے صدہا امور خیر
جنکی خوبی اور بھلائی اور اونپر ثواب واجر اخروی احادیث صحیحہ مین مصرح باوجود اسکے اکثر
صحابہ کرام کا عمل کسیوجہ سے ثابت نہوا اسیطرح اگر صحابہ کرام وتابعین عظام نے
اس وجہ سے کہ دوسرے عمدہ کامونمین مصروف تھے فرصت نپائی یا دوسرے اسباب
سے انکی طرف توجہ نفرمائی تو ایسا ترک اونکا مبطل خیریت امور مذکورہ نہین ہو سکتا
اور حقیقۃ الامر یہی ہے کہ صحابہ تابعین کو اعلاے کلمۃ اللہ واشاعت فرائض حدود اسلامیہ
وحفظ وروایت حدیث واصلاح امور کلیہ سے فرصت نہ تھی لہذا استخراج جزئیات و
تصنیف وتدوین علوم کی طرف چندان متوجہ نہوے اور جہاد سیفی وسنانی نے مناظرہ
لسانی کی فرصت نہ دی اور بوجہ عدم شیوع عقائد باطلہ ومذاہب سائغہ کے اوس زمانہ
مین نظم دلائل ورد شبہات اہل بدعت واہوا اسکے اسقدر حاجت بھی نتھی جب حضرات
صحابہ تابعین نے امور کلیہ کی تکمیل کردی اور بفضل الہی دین کمال کو پہونچا اور ملت
حنفیہ اسلام مشارق ومغارب مین اچھی طرح جم گئی مجتہدین امت استنباط جزئیات
اور علما وائمہ ملت نے تصنیف کتب کیطرف توجہ فرمائی اونکی کوشش سے دین کو اور
بھی رونق حاصل ہوئی مابعد کے علمانے جو ان کامون سے بھی فرصت پائی رد وابطال
اہل بدعت واہوا مین سعی نمایان اور دقایق واشارات ولطائف ونکات شرع مین

فکر بے پایان کی اور حوادث و وقایع ہین کہ از منہ ثلثہ و ائمہ اربعہ کے بعد واقع ہوتے
رہے دی جس بات کو اصول دین و قواعد شرع متین سے موافق اور مصالح عینیہ پر
مشتمل پایا مستحسن اور مندوب یا واجب و لازم جیسا مناسب سمجھا ٹہرایا اور اونکے
ترویج مین سعی کی آیا یہ سب احکام و افعال متاخرین و متقدمین اور اقوال ائمہ
دین صرف اسوجہ سے کہ قرون ثلثہ مین نہ تہی گو دین کو مفید اور اصول شرع سے
ثابت ہون بدعت سیئہ اور ضلالت ہوسکتی ہین ہرگز نہی عقل پر ظاہر کہ عمال و تعلقہ
داران پرگنات کو معاملات روزمرہ مین ہزارون وقایع اس قسم کے پیش آتے ہین جنکی
تصریح دستور العمل و قانون سلطنت مین نہین پاتے اور اونکے کام پر اسوجہ سے کہ
بادشاہ نے صاف صریح حکم نہ دیا نہ ارکان ریاست و حاضران دربار سے کسی نے
بعینہ یہ کام کیا کوئی اعتراض نہین کرتا بلکہ اگر اعمال اونکے قواعد سیاست و ملکداری
کے مناسب اور مقصود سلطانی کے مطابق ہوتے ہین تو مورد آفرین ہوکر انعام کے مستحق
ہوتے ہین جسنے مجرد العزام فعل کو قرون ثلثہ مین خواہ عدم تصریح کو شارع سے دلیل قبح
افعال ٹہرایا اس بھید کو نہ پہونچا اور یہ کیا ضرور ہے جو اچھے کام سلف سے رہ گئے
ہین اونکی توفیق نہ دیجاوے جسطرح ہزارون مسائل جزئیہ ائمہ اربعہ نے استخراج
کیے اور اگلے قرون ہوفق نہوے خود متکلم قنوجی لکھتے ہین وجہ ضرورست کہ بیان صحابہ
کبار رہ آل اظہار مستقصی جمیع جزئیات مستفادہ از کتاب و سنت باشد بلکہ ممکن است
کہ خدا تعالے جماعتی را در علم مماثل ایشان پیدا کند کہ استخراج بعض مسائل جزئیہ از
کتاب و سنت نماید و این قصور در استخراج چون ناشی است از قلت دواعی و عدم
وقوع وقائع باعث آن موجب نقص علم امثال این بزرگان نیست اسیطرح بسبب عدم
وقوع وقائع اور قلت دواعی وغیرہ اسباب کے بعض امور کی نسبت مجتہدین امت نے
بہی تصریح نفرمائی اور ائمہ و علماے لاحقین استخراج کے ساتہ موفق اور بعض حسنات
و مندوبات کی ترویج اور اس طریقہ سے دین کی تائید سے مخصوص ہوے اور شاید
احادیث ہین کہ درباب فضل آخر امت وارد انہین امور کی ایجاد و ترویج کی طرف

اشارہ ہو والفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم تذییل واضح ہو کہ تقریر
فرقہ وہابیہ بیان معنی بدعت مین نہایت مضطرب اور احادیث و آثار کے مخالف اور
بطلان تقسیم کو جسپر حسب تصریح ائمہ علما کا اتفاق ہے اور صاحب کلمۃ الحق کو بھی ہزار
اول کی نسبت اس امر کا اعتراف ہے اور عدم مطابقت آیات و احادیث و اقوال
علما کو مستلزم صرف ایجاد اصطلاح اختراعی ہے نہ شرعی جسکا ثبوت شرع سے غیر ممکن
بخلاف ہماری تقریر کے کہ بفضل الٰہی اس تقدیر پر جملہ نصوص مین توفیق اور تفسیرات
علما مین کہ بظاہر مختلف تطبیق حاصل اور اسکے ساتھ واسطے دفع خلط و خبط مخالفین کے
بھی کافی اور سب مغالطات و تشکیکات کے رد مین کہ اوس طرف سے پیش ہوتی ہین
وافی با اینہمہ اگر تقلید اسمعیل صاحب دہلوی کی جنکو اس فرقہ نے خواہ مخواہ آسمان پر
اوڑایا اور امام مذہب بنایا ہے ہماری تحقیق و تدقیق انیق کے قبول سے مانع ہوگی
کہ ان حضرات کے نزدیک قول کسی کا گو کیسا ہی مدلل ہو بمقابلہ اونکے وقعت نہین رکھتا
تو کیا اتفاق کافہ علماے ملت و فضلاے اہل سنت کا بھی کہ باقرار صاحب کلمۃ الحق
ہزار برس تک تقسیم پر رہا ہے اونکے مقابلہ مین قوت اور اوسکے رد کی صلاحیت نہین
رکھتا اور جو اجماع علما اور اونکے تحقیق اور دلائل شرع کی تطبیق و توفیق سے بھی کچھ کام
نہین قول مولوی مذکور کا گو کیسا ہی ہیچ ہو واجب القبول ہے اور امام اعظم و شافعی رح سے
تو کبھی اجتہاد مین خطا ہو گئی کہ خود اونہون نے اپنے قول سے رجوع فرمائی لیکن کلام
اس نئے مجتہد کا وحی آسمانی کی طرح خطا سے پاک ہے تو صاف اقرار کردین پھر کوئی
تعرض نکریگا یہہ سب جھگڑا اس دعوی کے ساتھ ہے کہ ہم قران و حدیث کو حق جانتے
ہین سنی المذہب ہین علماے اہل سنت اور اون کے اقوال کو بھی مانتے ہین اس
تقدیر پر جو امر رعایت تطبیق دلائل شرعیہ و توفیق اقوال علما ظاہر ہوگا تسلیم اوسکی
لازم ہوگی اور ہماری یہہ تقریر اگرچہ مولوی اسمعیل اوسکے خلاف پر ہون واجب التسلیم
ٹھیریگی اور آدمی وہابیت سے کہ تفسیر بدعت پر مبنی ہے انکار اور اپنے مجتہد و امام کی

غلطی کا اقرار ضرور ہوگا ہدانا واللہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد ومن یضلل اللہ فما لہ من [illegible]

قاعدہ ۲ - مرکبات خارجیہ مین کہ خلط یا اتصال اجزا خارج مین ہوتا ہی صفات مختلفۂ اجزا باقی نہین رہتین مثلاً ایک جزو درجہ ثالث مین حار اور دوسرا بھی درجہ مین بارد ہوگا تو بعد از حلول و اختلاط و کسر و انکسار مرکب حرارت و برودت مین معتدل ہوجاویگا نہ کیفیات متنفرکہ کہ مرکب اسود و اسود سے اسود اور حسن و حسن سے حسن رہے گا و علی ہذا القیاس ہان ایسے مرکب کو اکثر احوال مین نسبت شدت خواہ زیادت کے کلواحد من الاجزا سے حاصل ہوتی ہے کہ بالون کی رسّی ہر بال سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور خبر متواتر با انکہ احاد حد ظن سے تجاوز نہین کرتے مفید یقین ہوجاتی ہے اسیطرح ہر فرد انسان بیت مین داخل ہوسکتا ہے بخلاف مجموع کے کہ حجم مجموع مطلقاً حیثیت دخول بیت کی نہین رکھتا نہ یہ کہ مجموع صفات حقیقیۂ اجزا کے اضداد سے متصف ہوجاتا ہے کمازعموا اور یہ اختلاف حکم ہمین مفید اور مخالفین کو مضر ہے جسکی رو سے کہہ سکتے ہین کہ ثواب مجموع امور خیر ہر واحد کے ثواب سے کہین زیادہ ہے اور مرکب اعتباری کو لیجئے کہ عقل احاد متباینۃ الوجود و غیر مختلطہ فی الواقع سے ہیئت اجتماعی انتزاع کرتی ہے بدیہیہ کہ موجود فی الخارج نہین خارج مین کوئی صفت ثابت ہی — نہین ہوتی اور یہہ قول کہ مرکب حسن و قبیح سے قبیح ہے ایسے مرکب کی نسبت ایک کلام ظاہری ہے کہ بعد التعمق و تدقیق قبح جزو خواہ جزئین کیطرف راجع نہ یہہ کہ مجموع باوجود حسن اجزا قبیح ہوگیا مثلاً ایک شخص قران پڑھتے مین کسیکو ناحق مارے تو اوسے تلاوت کا ثواب اور دوسرے فعل کا گناہ ہوگا اور جو حسن ایک جزو کا شرعاً خواہ عقلاً عدم مقارنت جزو ثانی سے مشروط ہے تو جزو اول بھی حسن نرہے گا اور نیز دوام حسن کا مجموع اگر قبیح ہو تو حکم قبح باعتبار ایک جزو کے ہوگا یا باعتبار کلواحد من الجزئین کے یا نظر ہیئت اجتماعی شق اولین مستلزم خلف کہ حسن جزئین مفروض ہے اور شق ثالث بھی صحیح نہین کہ مجموع امرین بعینہ امرین اور ہیئت امر اعتباری کہ مدار احکام خارجیہ کے نہین ہوسکتے اور نیز حکم حسن و قبح اگر بشرط الانفراد ہے تو مرتبہ بشرط شئے کیطرف منتقل نہوگا اور جو بشرط شئے کے مرتبہ مین ہے تو اوسی مرتبہ کے لئے مخصوص ہوگا اور

جو لابد بسیط ستی کے مرتبہ مین ہوگا تو حالت انفراد و اجتماع مین ثابت رہیگا اور
بدون مانع ومنافی کے مرتفع نہوگا مولانا نظام الدین رح شرح مبارزیہ مین فرماتے
ہین ان کل حکم علی الافراد ان کان صحیحا علی تقدیر الاجتماع والانفراد فالحکمان متلازمان
ولہذا کیفیات اجزا سے کیفیت مجموع پر استدلال علما سے کلام وفقہا سے کرام مین
بلا نکیر مسلک جاری رہا قال فی المواقف فی بحث الکلام فان حصول کل حدث مشروط
بانقضاء الاخر فیکون لہ اول فلا یکون قدیما فکذا المجموع المرکب منہا اور شرح عقائد
نسفی مین حدوث جواہر واعراض سے حدوث عالم پر استدلال کیا ہے کہ جب اجزا
حادث ہین مجموع بالضرور حادث ہوگا امام ابن امیر الحاج شرح منیۃ المصلی مین
درباب التسبیح تصریح کرتے ہین جب دانہائے خرما پر شمار ثابت ہوا تو نہین دورا ذال لینے
سے کیا حرج لازم آیا شرح سفر السعادۃ مین کثیر ابن شہاب سے نقل کیا ہے امیر المومنین
عمر رض سے پنیر کا حکم پوچھا فرمایا پنیر دودہ اور پانی اور پیا سے بنایا جاتا ہے تو اوسے
کہاؤ یعنی جس حالت مین اجزا اوسکے حلال ہین تو اوسکے نکہانے کی وجہ کیا ہے
امام غزالی درباب سماع احیاء العلوم مین لکہتے ہین فاذا لم یحرم الاحاد فمن این
یحرم المجموع اور نیز فرماتے ہین فان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع
مباحا مرزا جانجانان مظہر کہ مستندین مخالفین اور امام الطائفہ کے مرشدین سے
ہین اسی مسئلہ مین کہتے ہین —— وامر مباح کہ کلام موزون وصوت موزون
باشد ہیئت اجتماعی مباح گردد اونکے دوسرے امام اربعین مین بوقت رخصت برات فقرا کو
کچہ دینے کے باب مین لکہتے ہین اگر آن وقت بطریق شکر یا تصدق لفقرا ومساکین در
گروہ چیزے بدہد جائز بلکہ مستحب است زیرا کہ در حدیث شریف آمدہ من سال باللہ
فاعطوہ الی قولہ وتصدق کردن ہیچگاہ ممنوع نیست اور اصل اس قاعدہ کی حدیث
شریف سے بہی ثابت کہ ابو داود کی حدیث مین بروایت ابوہریرہ رض وارد ہے قد سمعتک
یا بلال وانت تقرأ من ہذہ السورۃ ومن ہذہ السورۃ قال کلام طیب یجمعہ اللہ بعضہ الی
بعض فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم کلکم قد اصاب دیکہو حضرت بلال رض نے مختلف

سورتوں سے آیتیں جمع کرکے پڑہیں اور کہا کہ یہہ سب کلام پاکیزہ ہے کہ پروردگار
بعض کو بعض سے جمع کرتا ہے اور حضور والا نے باوجودیکہ ترتیب بھی ملحوظ نرکھی جواب
اونکا پسند فرمایا اور اس فعل کی تصویب کی اس حدیث سے پنچایت کی جس طرح
مروج ہے ایک کھلی اصل ظاہر ہوئی اور بہت مسائل متنازع فیہا اس قاعدہ سے طے
ہوگئے اور فاتحہ وسوم ومولد وغیرہا امور متنازع فیہا کہ سنکا اثبات شرعیہ سے خالی ہوں
ایسی طریقہ سے ثابت ہوے کہ مخالفین کو اونمیں کلام کی اصلا گنجایش نرہی الحمد لله
علی ذلک **قاعدہ ۳۴** اصل اشیا میں اباحت ہے یعنی جس عمل کے فعل یا ترک
میں شرعا کچھہ حرج نپایا جاوے اور دلیل حسن و قبح مفقود ہو شرعا مباح و جائز ہے
اسے اباحت اصلیہ شرعیہ کہتے ہیں کہ جس بارہ میں فعل و ترک کی نسبت شرع سے حرج
مدرک نہو وہاں حکم بالتخییر پاتے ہیں فاضل مرزاجان رحمہ حاشیہ عضدی میں لکہتے ہیں
وعند الجمهور ان كلما عدم المدرك الشرعي للحرج في فعله وتركه فذلك مدرك شرعي
لحكم الشارع بالتخيير بينهما مسلم الثبوت میں ہے الاباحة حكم شرعي لانه خطاب الشرع بالتخيير
والاباحة الاصلية نوع منه وان كل ما عدم فيه المدرك الشرعي للحرج في فعله وتركه
فذلك مدرك شرعي لحكم الشارع بالتخيير فهي لا يكون الا بعد الشرع فلا قائل بعض المعتزلة
مولانا بحر العلوم شرح میں فرماتے ہیں اى عدم المدرك الشرعي لهما مدرك شرعي
لحكم الشرعي بالتخيير والاباحة الاصلية لا يكون الا في موضع عدم المدرك الشرعي للحرج
في الفعل والترك الخ اور اباحت اصلیہ کہ زمان فترت کی نسبت مختار اکثر حنفیہ و شافعیہ
رح ہے اور اسیطرح اباحت اصلیہ جسکی معتزلہ قائل ہیں اسکے مغائر ہیں اختلاف کہ کتب
اصول میں منقول کہ اصل اشیا میں اباحت یا حرمت یا توقف ہے زمانہ فترت اور
انکار اشعریہ و ماتریدیہ اباحت اصلیہ معتزلہ کی نسبت ہے کما یظهر بالمراجعة الى كتب الاصول
والتعمق في البحث منه مسلم الثبوت میں مذکور و يظهر من تتبع كلامهم ان الخلاف قبل ورود
الشرع و من ثم لم يجعلوا ارتفاع الاباحة الاصلية نسخا بعد ثم خطاب الشرع مولانا بحر العلوم
رح فرماتے ہیں فان الخلاف الا في زمن الفترة التي اندرست الشرائع فيها

من قبله وما فعله ان الذين جاؤا بعد اندراس الشريعة وجهل الاحكام فعليهم ان ما يكون
عند انقطاع من مع الافعال كلها معاملة المباح اعني لا يؤاخذ بالفعل ولا بالترك كما
في المباح واليه ذهب اكثر الحنفية والشافعية وسموه اباحة اصلية الخ علامہ شامی کہتے
ہیں الاول ان ما مر عن الهداية ليس مبنيا على ان الاصل الاباحة لان الخلاف
المذكور فيه انما هو قبل ورود الشرع وصاحب الهداية اثبت الاباحة بعد ورود الشرع
بمقتضى الدليل يعني ان مقتضى الدليل اباحتها لكن تثبت العصمة بعارض وقد صرح بذلك
في الاصول لان التكليف عند الحق لا يثبت الا بالشرع حيث قال البزدوي بعد
ورود الشرع الاموال على الاباحة بالاجماع ما لم يظهر دليل الحرمة لان الله تعالى
اباحها بقوله خلق لكم ما في الارض جميعا اور دوسرے امر کی بھی تصریح ہے قاضی عضد
شرح مختصر الاصول میں کہتے ہیں الاباحة حكم شرعي خلافا لبعض المعتزلة فانهم يقولون المباح
ما انتفى الحرج في فعله وتركه وذلك ثابت قبل الشرع وبعده ونحن لا ننكر ان ذلك اباحة
شرعية بل الاباحة خطاب الشارع بذلك فافترقا حاصل اس اختلاف کا یہ ہے
کہ معتزلہ اس معنی کو اباحت حقیقیہ و حکم کہتے ہیں اور قبل شرع و بعد اوسکے ثابت مانتے
ہیں اہل سنت کے نزدیک حکم خطاب شارع سے عبارت اور وہ قبل از شرع غیر
ثابت ولہذا اباحت فطرت کو اباحت حقیقیہ و شرعیہ و حکم نہیں کہتے اور باعتبار اس
معنی کے زمان فطرت کی نسبت اختلاف رکھتے ہیں اکثر حنفیہ و شافعیہ اوس زمانہ کی
نسبت قائل اسکے ہیں اور بعض توقف اور بعض حرمت مانتے ہیں بخلاف اباحت
اصلیہ کے کہ بعد ورود شرع ثابت اور حکم شرعی ہے اور بہ حیثیت کہ انعدام دلیل
حسن و قبح اور عدم مدرک ہرج فعل و ترک شرع سے مدرک شرعی حکم تخییر کے لیے ہے
اوسی اباحت شرعیہ یعنی خطاب شارع کے ایک قسم کہتے ہیں کما مر من المسلم اور
اسکے اصل ہونے میں اصولیین اشاعرہ و ماتریدیہ سے کسی معتبر شخص نے کلام نکیا اور کوئی
قائل توقف خواہ حرمت کا ہوا بعض حضرات نے یہ اشتباہ اور بعض اطلاقات اہل مذہب
میں خلط کر کے اختلافات کہ زمان فطرت کی نسبت تھا بعد ورود شریعت حقہ کے

قرار دیا اسقدر بہی خیال نکیا کہ یہہ مسئلہ اصول کا ہی اور ارباب اصول سے کسی معتمد
معتبر نے عہد شریعت کی نسبت توقف نکیا نہ کوئی اصالت حرمت کا قائل ہوا اور
دلائل اختلاف بہی زمان فترت پر منطبق ہین بلکہ نصوص بلا معارض اباحت مین صریح
ہین اور علماے دین نے اوسی آیات و حدیث سے ثابت کر دیا ہے ایسے مادہ
مین اختلاف محققین کا متصور نہین ہو سکتا ہے قال اللہ عز وجل خلق لکم ما فی الارض
جمیعا ملا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین الحلال بین ای واضح لایخفی
حلہ بان ورد نص علی حلہ او مہد اصل یمکن استخراج الجزئیات منہ کقولہ تعالے خلق لکم
ما فی الارض جمیعا فان اللام للنفع فعلم ان الاصل فی الاشیاء الحل الا ان یکون فیہ مضرۃ
حموی شرح اشباہ مین مذکور و دلیل ہذا القول قولہ تعالی خلق لکم ما فی الارض جمیعا اخبر
بانہ خالقہ لنا علی وجہ المنۃ و ابلغ وجوہ المنۃ اطلاق الانتفاع فثبتت الاباحۃ و قال جل
مجدہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما بدرک التنزیل مین ہی و فیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی
اللہ و شرعہ لا بہوی النفس مشکوۃ مین ابن عباس رضہ سے روایت ہے کان اہل الجاہلیۃ
یاکلون اشیاء و یترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ و انزل کتابہ و احل حلالہ و حرم حرامہ
فما احل فہو حلال و ما حرم فہو حرام و ما سکت عنہ فہو عفو فی اشعۃ اللمعات ازینجا معلوم
میشود کہ اصل در اشیاء اباحت است ترمذی و ابن ماجہ رحم سلمان فارسی رضہ سے روایت
کرتے ہین الحلال ما احل اللہ و الحرام ما حرم اللہ فی کتابہ و ما سکت عنہ فہو مما عفا عنہ
مرقات مین ہی فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ شیخ ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین این
دلیل ست برانکہ اصل در اشیا اباحت است اور مشکوۃ مین ابو ثعلبہ رضہ سے مرفوعا آیا
ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوہا و حرم حرمات فلا تنتہکوہا و حد حدودا فلا تعتدوہا و
سکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا فی المرقات دل علی ان الاصل فی الاشیاء
الاباحۃ لقولہ تعالی ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا الخ صحیح مسلم شریف مین ہی قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سال عن شیء
لم یحرم علی المسلمین فحرم علیہم من اجل مسئلتہ اور اوسیمین مرفوعا مروی ہی ما سکت عنہ

فاجتنبوہ وما امرتکم بہ فافعلوا منہ ما استطعتم فانما اہلک الذین من قبلکم کثرۃ مسائلہم واختلافہم
علی انبیائہم اور کریمہ لا تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل کو اس بحث وتفتیش کے
ساتھ بھی تفسیر کرسکتے ہیں کہ کثرت سوال بنی اسرائیل کے حق میں شدت و وبال
عظیم کا باعث ہوا اگر ایسا نکرتے تو جیسے گائے ذبح کردیتی کفایت کرتا اور آیت سراسر
بشارت الیوم اکملت لکم دینکم سے بھی اس قاعدہ کی تائید ممکن کہ اکمال شریعت بوقت
نزول آیت اسی طریق سے متصور کہ بعض احکام وحی میں مصرح اور بعض کے ماخذ بوجوہ
جنسے مجتہدین بطریق قیاس شرعی استخراج و استنباط جزئیات کرسکیں اور بعض بطور عموم
وکلیت اور بعض قواعد و اصول اوس سے ثابت جنسے افراد وجزئیات کے احکام بالذات
معلوم ہوجاویں ورنہ کل احکام شرعیہ وحی منزل میں قطعا مصرح نہیں اور جس حالت
میں اصل ہونا اباحت کا صراحۃ واشارۃ قرآن مجید سے ہر طرح ثابت ہوا تو حرمت و
کراہت اشیاء پر بدون دلیل مستقل شرعی حکم کرنا یا ایسی مادہ میں توقف وحرمت کو
اصل شرعی کہنا جسطرح وہابیہ کی عادت ہے شارع تقدس وتعالی پر افترا ہے کما قال
تعالی ولا تقولوا لما تصف السنتکم ہذا حلال وہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب علامہ
شامی رد المحتار میں علامہ نابلسی سے نقل کرتے ہیں ولیس الاحتیاط فی الافتراء
علی اللہ تعالی باثبات الحرمۃ او الکراہۃ الذین لا بد لہما من دلیل بل فی الاباحۃ
التی ہی الاصل اور نیز اسیمیں لکھتے ہیں بہ یظہر ان کون المستحب خلاف الاولی لا یلزم
منہ ان یکون مکروہا الا بنہی خاص لان الکراہۃ حکم شرعی فلا بد لہ من دلیل الخ اور
نیز قول صاحب درمختار وکرہ التحریم تنزیہا لترک الکتابۃ المستونۃ کی بحث میں کہتے
ہیں علتہ لکونہا مکروہا تنزیہا اذ لیس فیہ نہی لیکون مکروہا تحریما الخ ملا علی قاری
رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں ومن المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ہو الصحۃ
واما القول بالفساد والکراہۃ فیحتاج الی حجۃ من الکتاب او السنۃ او اجماع الامۃ
الخ فتح القدیر میں متصل قبل از مذہب کو نجیر مسنون فرماکر لکھتے ہیں ثم الثابت
بعد ہذا النفی المشروعیۃ وبہا ثبوت الکراہۃ فلا الا ان یدل دلیل آخر الخ سواہب لدنیہ

ہیں ہے فان المکروہ ما ثبت فیہ نہی وہذا لم یثبت فیہ ولعلہم ارادوا بالکراہۃ خلاف
الاولی امام نووی شرح مسلم میں نفل قبل المغرب کے باب میں لکھتے ہیں لا حجۃ فی
الحدیث لمن کرہہا لانہ لا یلزم من ترک الصلوٰۃ کراہتہا والاصل ان لا منع حتی یثبت
اقول وہ الحنفیۃ ایضاً صرحوا بذلک الاصل وفرعوا علیہ کما مر شیئاً من المسائل وقد صرح
فی منح الغفار ایضاً انہ یشترط لہذا الاثبات الکراہۃ فلا بد لہا من الدلیل الخاص علامہ
سید شریف قدس سرہ فرماتے ہیں الحلال بالنص والحرام بالنص والمسکوت عنہ باق
اصل الاباحۃ ہدایہ کے فصل حداد میں ہی ان الاباحۃ اصل وفی شرح الوقایۃ لما حکموا
بنجاسۃ المسفوح بقی غیر المسفوح علی اصلہ وہی الحل ویلزم منہ الطہارۃ وقال المحب
الطبری فی مسئلہ جواز تقبیل ما فیہ تعظیم اللہ تعالیٰ فانہ ان لم یرد فیہ خبر بالندب لم یرد
بالکراہۃ ایضاً اور ہر ظاہر کہ حرمت وکراہت احکام شرعیہ سے ہیں اور حکم شرعی کے لیے
دلیل شرعی سے چاہئے اور اباحت بھی اگرچہ حکم شرعی ہے مگر اوسکی اصالت منصوص
اور متفق علیہ ہے اور تصریح علماء اصول عدم حکم شرعی واسطے تخییر واباحت
کے کافی ہے کما مر تو قائلین جواز سے خواہ مخواہ دلیل مستقل جواز کا مطالبہ کرنا
اور خود ہزاروں جزئیات کی نسبت بلا دلیل مستقل حکم کراہت وحرمت کا دینا
نری سینہ زوری ہے وفی الحموی تحت قولہ والنبات المجہول الا یعلم منہ حل
شرب الدخان اصطلاح فقہاء کرام صدہا جگہ اس اصل کی تصریح اور اوس پر
مسائل کی تفریع کرتے ہیں باوجود اسکے اگر کسی نے مذاہب اور اونکے مصطلحات
میں تفرقہ نکرکے دہوکا کہایا تو آیات صریحہ واحادیث صحیحہ اور اقوال علماء اصول
سے جنکی تحقیق اس مسئلہ میں معتبر ومقبول ہے یکقلم آنکھ بند کرنا اور جو قول مرجوح
کتاب وسنت اور تحقیق علماء ملت سے مدفوع ہے سند میں لانا اور اوسی بلکہ
اور باتفاق اپنی خیالات فاسدہ کا ٹھیرانا کس درجہ حیا ودیانت کے خلاف ہے
اور فقہاء کرام صدہا مسائل میں باوجود اسکے کہ قرون ثلثہ میں نپائے گئے نہ
شرع میں اونکا ذکر آیا جواز واستحسان کا حکم دیتے ہیں بمقابلہ اونکے ایک روایت

عالمگیری و نصاب الاحتساب سے قراءۃ الکافرون مع الجمع مکروہ لانہا بدعۃ
لم تنقل عن الصحابۃ والتابعین ذکر کرنا اور یہ ہی نہ دیکھنا کہ عالمگیری میں بیسیوں
امور کو جو قرن صحابہ و تابعین میں نہ تھے جائز و مستحسن فرمایا ہے اور صاحب نصاب الاحتساب
کا ایک مسئلہ میں ایسا کہدینا باوجود مخالفت متون و شروح تفریع جزئیات کے لیے
اصل نہیں ہو سکتا اچھا بعض اکابر مخالفین سے واقع ہوا سراسر خلاف انصاف ہے
اور اس روایت کی رد ملک اصالت حرمت و کراہت کے استیصال میں تحقیق بحث
گذشتہ قاعدہ اولے میں کافی کفایت کرتی ہے اور خاص قرأت سورہ کافرون کی
نسبت امام ابن امیر الحاج نے تتمہ شرح منیۃ المصلی میں لاباس بہ ہونیکی تصحیح کی ہے
اسیطرح رد المحتار و اشباہ وغیرہ کا نسبت اختلاف کے کہ اصل اباحت ہے یا حرمت
یا وقف حقیقت مسئلہ سے نا واقفی یا عوام کو دانستہ مغالطہ دہی ہے باقی رہی حدیث
ابن عباس رضہ الامر ثلثۃ امر بین رشدہ فاتبعہ وامر بین غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ
فکلہ الی اللہ عز وجل سو مرقات میں لکھا ہے والاولی ان یفسر ہذا الحدیث بما ورد
فی آخر الفصل الثالث من حدیث ابی ثعلبہ رضہ یعنی جس امر کا رشد و غی ہونا معلوم نہو
اوسے خدا کی مرضی پر چہوڑو اور اوسمیں بحث نکرو کہ اوسنے بنظر رحمت و آسانی
اوسکے حال سے تعرض نفرمایا اور اباحت اصلیہ پر چہوڑ دیا اور نیز امر اختلف فیہ
حدیث میں یعنی اشتبہ فیہ ہے کہ اختلاف ہر ایک جہت سے حقیقت حکم مشتبہ ہو جاوے
اور بوجہ تعارض اور انعدام وجہ تطبیق و ترجیح کے توقف لازم آوے سو یہ صورت
ما نحن فیہ سے علاقہ نہیں رکھتی کلام اوس صورت میں ہے کہ کوئی دلیل شرعی
حرمت خواہ کراہت پر نہ پائی گئی اور حدیث مسلم نعمان بن بشیر رضہ سے ان الحلال
بین وان الحرام بین وبینہما مشتبہات لا یعلمہن کثیر من الناس الخ کی بحث میں امام
نووی رحمہ فرماتے ہیں اما المشتبہات فمعناہ انہا لیست بواضحۃ الحل ولا الحرمۃ
فلہذا لا یعرفہا کثیر من الناس ولا یعلمون حکمہا واما العلماء فیعرفون حکمہا بنص
او قیاس او استصحاب او غیر ذلک فاذا تردد الشیء بین الحل والحرمۃ ولم یکن فیہ

نص ولا اجماع اجتهد المجتهد فالحقه باحدهما بالدليل الشرعي فاذا الحقه به صار حلالا او
قد يكون دليله غير خال عن الاحتمال البين فيكون الورع ترکه ويکون داخلا تحت قوله
صلے اللہ علیہ وسلم فمن اتقی الشبہات فقد استبرأ لدینه وعرضه وما لم يظهر للمجتهد فيه شیٔ فهو
مشتبه الخ حاصل یہہ کہ جو امور اکثر خلق کے نزدیک مشتبہ ہوتی ہین مجتہد حکم اونکا دلیل
شرع سے ظاہر کر دیتا ہے حقیقۃً مشتبہ وہ ہے جسکا حکم اجتہاد سے بھی مدرک نہو
اور قاعدہ وہم ہین انشاء اللہ تعالی باحسن طریق ثابت ہوگا کہ استنباط عموم نصوص
دین و قواعد شرعیہ و اصول مجتہد و مطابقت مقاصد شرع وغیرہا امور سے مخصوص
بمجتہدین نہین حکم علماء دین کا بھی خصوصا اون وقایع و حوادث مین کہ ائمہ اربعہ
کے زمانہ مین ظاہر نہوی معتبر اور مقبول اور حکم اجتہاد مجتہدین ہین ہے سوا ایسا امر کہ
انمین سے کسی طریق سے ثابت نہین گو حرام و مکروہ نہو اوسکا ترک ہی اولی ہے
اسقدر سے اصالت اباحت مین کچہ ہرج نہین ہوتا نہ اصالت توقف کا اثبات بلکہ
یہہ ترک حقیقۃً از قبیل ورع و احتیاط ہے یہانتک کہ اشباہ مین لکہدیا الیس زماننا
ہذا زمان اجتناب الشبہات اور جملہ ما لم يظهر للمجتهد فيه شيء فهو مشتبه کا ظاہر ایہہ مفاد ہے
کہ مجتہد اوسمین تامل کرے اور حکم سے واقف نہوسکے اور بسبب تعارض ادلہ اور
انعدام تطبیق و ترجیح کے یا اس وجہ سے کہ حلال و حرام دونونکی طرف جہت برابر
رکہتا ہو توقف لازم آوے جسطرح امام اعظم رح اور دیگر مجتہدین سے ثابت ہوا
اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین فرمایا وبينهما المشتبهات اي امور ملتبسة لكونها
ذات جهة الى كل من الحلال والحرام اور ایسی امور ہماری بحث سے خارج ہین علاوہ
ازین علماء نے وقت تعارض ادلہ اور امر ذو جہتین مین نظر باصالت اباحت حکم جواز
دیا ہے بعضہ اور ورود ان احادیث کا اوسوقت ہوا کہ بعض احکام الہیہ نازل ہونیکو
باقی تہے اور حسن و قبح اون امور کا جنکی نسبت حکم نہین آیا ہنوز ظاہر نہین ہوا تہا
تو مقتضای احتیاط ایسے موادین ترک تہا گو انعدام نہی کے وجہ سے فاعل ہو خندہ
و ملامت کا مستحق نہوتا جیسا کہ صحابہ کرام نے اون بکریون کے کہانے سے جو ایک

رئیس ملد وغیرہ پر رقیہ کے عوض مین حاصل کی تہین اور بعض صحابہ نے احرام مین
اوس شکار کے گوشت کہانے سے جسے حلال نے بے ان کے اشارہ و دلالت کے
صید کیا تہا بغیر حضور سے استفسار کیے احتراز کیا بعد تکمیل دین کے ہر حکم شرعی کا
حال ظاہر ہوا اور جس امر سے شرع ساکت ہی شارع نے بوجہ کمال رحمت و عنایت
اونہین اباحت اصلیہ پر چہوڑ دیا اور اوسکی اصالت بیان فرمائی کہ جو احکام اوس
سے مستنبط ہون وحی کی طرف منسوب ہوجاوین اور اس طریقہ سے دین تمام اور
کامل ہوجاوے بالجملہ احادیث مذکورہ وقف کے اصل ہونے پر اصلا دلالت نہین
کرتین نہ کوئی —— دلیل قران وحدیث سے اصالت اباحت کی منافی پائی جاتی
ہے نہ کسی دلیل شرع اور اقوال ائمہ فن سے اصالت حرمت کا کچہ پتا جاتا ہے سب
مخالفین کی زبان درازی ہے اور ایک اور لطیفہ قابل بیان ہے کہ مخالفین تعریف
بدعت مین امر دین کی قید اپنی طرف سے پلاؤ زردہ کہانے اور طرح طرح کے لباس
پر تکلف پہننے کے واسطے زیادہ کرتے ہین درصورت اصالت حرمت بلکہ وقف تحقیق اونکا
تنگ ہوجاوے گا کہ بہت امور دنیوی اگرچہ مفہوم بدعت سے بوجہ اوس قید کے خارج
بہی ہوجاوینگے بوجہ اصالت حرمت خواہ بجہت اصالت وقف اونکے طور پر قابل احتراز
قرار پاوینگے اور جو امور دنیا مین عدم مخالفت شرع جواز کے لئے کافی ہوگی تو امور
دین مین بہی کفایت کریگی اس صورت مین اباحت اصلیہ ثابت ہوجاوے گی اور یہی
معنی بدعت کے قرار پاجاوینگے تو اصل ہونا اباحت کا اونکے طور پر بہی لازم اور یہہ ایک
اصل عظیم ہے جس سے تمام امور متنازع فیہا کا جواز بلا دقت ثابت اور یہہ مغالطہ اس
فرقہ کا کہ یہہ فعل کہانسے ثابت ہوا قران وحدیث مین دکہا دو بخوبی دفع ہوتا ہے
اگر عوام صرف اس قاعدہ کو اچہی طرح سمجہ لین تو اونکے دام فریب مین نہ پہنسین اور
کہدین حرمت وکراہت ثابت کرنا تمہارے ذمہ ہے جب تک تم دلائل شرعیہ سے
ثابت نکرو بقاعدہ مناظرہ ہمارے لئے اباحت اصلیہ کفایت کرتی ہے اسیطرح
یہہ خبط بے ربط بعض عوام وجہال وہابیہ کا کہ قاعدہ اباحت اوسجگہہ جاری ہوتا ہے

جہان شرع ساکت ہے اور بدعت کی مذمت تو احادیث میں وارد ہے بعد ملاحظہ تحقیق
بدعت کے کہ اس مختصر کے قاعدہ اولے میں مذکور ہو چکی بوضوح اوس سے ظاہر کہ مجرد
اطلاق بدعت شرعیت امر کو مستلزم نہیں اور جب بدعت وامر محدث کی برائی شرع سے
ثابت اوسی کو کوئی جائز و مستحسن نہیں کہتا ہان جسکی خیریت و شرعیت شرع سے اصلا
ثابت نہیں وہ مباح ہے اوسے مکروہ و ضلالت سمجھنا بیجا ہے فتح الباری میں تصریح
ہے البدعة ان كانت مما يندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وان كانت تندرج تحت مستقبح
في الشرع فهي مستقبحة والا فهي من قسم المباح **قاعدہ ۳۴** استدلال عموم و اطلاق سے
اہل اسلام میں از عہد صحابہ کرام بلا نکیر جاری ہے اور عقل سلیم کہ شوائب اوہام
باطلہ سے پاک ہے اوسکی صحت پر حکم کرتی ہے مسلم الثبوت میں ہے وایضا شاع و
ذاع احتجاجهم سلفا وخلفا بالعمومات من غير نكير لکھتے ہیں وذلك كاحتجاج عمر رض
على ابي بكر في قتال مانعي الزكوة بقوله امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا
الله فقرره وزاد يحتج بقوله عليه السلام الا بحقها وابي بكر رض بقوله الائمة من قريش وبقوله
انا معشر الانبياء لا نورث وما تركناه صدقة بحر العلوم فرماتے ہیں یعنی ان القدماء
الصحابة ومن تابعهم والمتأخرين ومن بعدهم يحتجون في الاحكام الشرعية بالعمومات آگے
بالالفاظ الدالة عليها الخ حتے کہ حنفیہ حمل مطلق کو مقید پر اتحاد حکم و حادثہ کی سوا کسی جگہہ جائز
نہیں سمجھتے کہ حمل بالمقید سے مطلق پر عمل حاصل نہیں ہوتا تو بلا وجہ ایک دلیل شرعی
کا اہمال لازم آتا ہے اور شافعیہ کہ مطلق محمول مانتے ہیں حمل بالمقید کو مستلزم عمل
بالمطلق جانتے ہیں خلاصہ مرام یہہ کہ عموم و اطلاق کے دلیل شرعی ہونے پر سلف و
خلف متفق رہے ہیں اور ائمہ مجتہدین اور علماے راسخین نے صدہا مسائل جزئیہ و
مطالب علیہ اوسی سے استخراج کئے ہیں اور بانیان ملت نجدیہ نے تو اسدرجہ افراط
کی کہ بمقابلہ اوسکے احکام خاصہ مصرحہ فی الشرع کان لم یکن سمجھہ لیے اور جن امور کو
بزعم فاسد اپنی کسی آیت و حدیث کے عموم و اطلاق میں داخل سمجھا باوجود معارضہ
مساوی بلکہ راجح احکام عام و مطلق اونپر جاری کیے مدار تقریر کتاب التوحید و

تقویۃ الایمان اسی افراط پر ہے اونکی اتباع ومعتقدین پر دوسری بلا نازل ہوئی
کہ اکثر عمومات واطلاقات احادیث وآیات اپنے خیالات فاسدہ اور اوہام باطلہ
کے مخالف پاکر کبھی عموم واطلاق کے معنی اور مراد مین تصرف اور کبھی اپنی ساختہ
اصول اور مخترعات سے مرجوح اور بمقابلہ اونکے بیکار ومضمحل قرار دیے آج کل اس
تقریظ کا زور شور ہے ولہذا ہمین بھی چند مباحث مین اوسی کی تعرض منظور **مبحث اول**
مطلق باصطلاح اصول برخلاف اصطلاح منطق ماہیت متمکنہ فی ای فرد من الافراد یا امر
شائع علی الاطلاق کو کہتے ہین ولہذا حنفیہ مطلق کو مقید پر حمل نہین کرتے اور جس جگہہ
مطلق ومقید دونون ایک امر مین وارد ہوتے ہین جسطرح درباب کفارۂ یمین قرارت
عامہ صیام ثلثۃ ایام مطلق اور قرارت ابن مسعود رضہ مقید بہ تتابع یا اوس حکم کی خصوصیت
ایک فرد کے ساتھہ دوسری دلیل سے ثابت ہوجاتی ہے جیسے حدیث فی کل خمس من
الابل شاۃ کے اطلاق کو احادیث کہ غیر سائمہ سے نفی زکوۃ کرتے ہین مانع ومزاحم ہین
ایسے موقع پر عموم واطلاق کا حکم تخصیص خواہ نسخ کے ساتھہ زائل مانتے ہین اور بجواب
استدلال شافعیہ کہ حمل مطلق علی المقید سے جمع وتطبیق بین الادلہ حاصل ہوتی ہے
بخلاف تمہارے قرار دادکے کہ بلا وجہ حکم مقید سے مخالفت لازم آتی ہے تصریح کرتے
ہین کہ یہ محض مغالطہ ہے صرف ایک فرد مین تحقق حکم کا حکم مطلق کے تحقق مین کفایت
نہین کرتا بلکہ عمل مطلق پر جب حاصل ہو کہ حکم اوسکا جمیع مصادیق ومقیدات مین جاری
رہے مسلم الثبوت مین ہے قالوا اولا فی المنہاج فی الحمل عمل بالدلیلین جواب دیا
قلنا ممنوع فان الحمل بالمطلق لیقتضی الاطلاق الخ منہیہ مین لکنما ای لیقتضی الاجزاء
بای فرد کان بخلاف المقید وتحقق المطلق فیہ لیس مقتضیا للانحصار فیہ الاتری فی النسخ
ایضا تحقق المطلق فی المقید مع انہ لیس لعمل بالمطلق اتفاقا تحریر اور اوسکی شرح مین ہے و
قولہم انہ جمع بین الدلیلین لان الحمل بالمقید عمل بہ قلنا بالمطلق الکائن فی ضمن المقید
من حیث ہو کذلک ای فی ضمن المقید وہو المقید فقط ولیس الحمل بالمطلق ذلک
ای الحمل بہ فی ضمن المقید فقط بل الحمل بہ ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق

من المفیدات ونشار المغالطة ان المطلق باصطلاح وھو اصطلاح المنطقیین الماہیة
لا بشرط شئی فظن ان المراد بہ ہذا ہہنا لکن ہہنا لیس کذلک بل المراد بہ الفرد الشائع
علی الاطلاق او الماہیة حتی کان متمکنا من ای فرد شاء الخ بیان سے ظاہر ہوا کہ مطلق
اصطلاح ارباب اصول مین بمعنی فرد شائع علی الاطلاق یا ماہیة متقررہ فی ضمن ایسے
فرد ہے اور حکم اوسکا جمیع افراد ما تحت پر جاری اور ایک فرد خاص مین تحقق غیر کافی
اور اصطلاح اصول اصطلاح منطق سے مغائر ہے تو اوسے موضوع قضیہ مہملہ قد مائیہ
قرار دیکر ایک فرد مین تحقق حکم کو کافی کہنا جیسا بعض وہابیہ سے واقع ہوا محض مغالطہ
کہ خلط اصطلاحین سے ناشی ہوا ہے لیکن جس حالتمین علماے اصول نے اوسپر تنبیہ
کردی تو اوسے مباحثہ اہل علم مین پیش کرنا اور مرغ کی ایک ٹانگ کہی جانا سراسر
ہٹ دہرمی نہین تو کیا ہے سچ ہے سخن پروری اور نفسانیت بصیرت کو اندہا کردیتی
ہے یہہ مدعیان عقل و دانش اسقدر بہی نسمجہے کہ اس تقدیر پر وہ گھر جسے عبد الوہاب
نجدی اور اوسکے فرزند رشید نے اسی بنا پر قایم کیا اور اسمعیل صاحب دہلوی نے
اوسپر استرکاری اور رنگ آمیزی کی بیخ و بنیاد سے منہدم ہوا جاتا ہے چند جزئیات
کے واسطے اصول مذہب کو کالعدم کردینا کام انہین حضرات کا ہے اسیطرح یہہ
حضرات معنی عموم مین تصرف بیجا کرتے اور احکام اوسکے مجموع افراد کے لئے ثابت
ٹہیراتے ہین حالانکہ شرع مین عموم و استغراق سے تعلق حکم کا کل واحد من الافراد
کے ساتھہ تنہا ورہ ہوتا ہے علامہ سعد الملة والدین تفتازانی نے مطول مین لکہا
ہے الجمع المحلی باللام الاستغراق یتناول الافراد کما یتناول المفرد کما ذکرہ ائمة الاصول
والنحو ودل علیہ الاستقراء وصرح بہ ائمة التفاسیر فی کل ما وقع فی التنزیل من ہذا
القبیل نحو اعلم غیب السموات وعلم آدم الاسماء کلہا والله یحب المحسنین وما ہی من
الظالمین بعید الی غیر ذلک ولذلک صح بلا خلاف جاء نی العلماء الا زیدا مع امتناع
قولک جاءنی کل جماعة من العلماء الا زیدا علی الاستثناء المتصل الخ اور اسم جنس
معرف باللام کے نسبت لکہتے ہین وانا علی کل الافراد وہو الاستغراق ومثالہ کل

مضافا الی النکرۃ الخ وفی المسلم وعموم الرجال باعتبار ان اللام یبطل معنی الجمعیۃ کما
ھو الحق مولانا نظام الدین شرح مین فرماتے ہین انہ اختلف فی ان الجمع المعرف بلام
الاستغراق ھل ھو باق علی جمعیتہ اولا فکثیرون من ارباب العربیۃ الی الثانی وھو الحق
فقولہ لا اتزوج النساء ولا اتزوج امرأۃ بمعنی فحینئذ شمولہ شمول الکلی للجزئیات الخ وفی
مسلم الثبوت ایضا قال المحلی منھا ای جمعی القلۃ والکثرۃ) للعموم مطلقا قال مولانا
قدس سرہ فی الشرح ای یبطل عنھا الجمعیۃ ویصیر کالمفرد العام المحلی باللام وکل الخ ثم
قال فی المسلم استغراق الجمع لکل کالمفرد وعند السکاکی ومن تبعہ استغراق المفرد یشمل
لنا ما تقدم من الاستثناء والاجماع الخ فی الشرح ولنا علی المختار الاجماع من الائمۃ
الادبیۃ المستقدمین منھم علی ان المفرد والجمع فی حالۃ الاستغراق سیان الخ وبھذا صرح مولانا عصام
فی الاطول وقال صرح بذلک ائمۃ الاصول وصرح بتفسیر کل جمع معرف باللام بکل فرد دون
کل جماعۃ ائمۃ التفسیر کلھم الخ واھل المنطق ایضا عدوا لام الاستغراق من سوار الکلیۃ
المحصورۃ وھذا لا یستقیم الا اذا کان بمعنی کل فرد فرد وایضا لو کان بمعنی مجموع الافراد لم
یلزم الانتاج من الشکل الاول کما لا یخفی تو عموم واستغراق کو بمعنی مجموع افراد قرار دینا
اور اس بنا پر بارآہ المسلمون حسنا کو بمعنی بارآہ جمیعھم اور نجات وخیریت کو جمیع اصحاب
کرام یا اکثر سے بر تقدیر عدم نکیر آخرین اور قابلیت اقتدا و اتباع کو اسی مین منحصر
ٹھیرانا جیسا متکلم قنوجی سے غایۃ الکلام مین واقع ہوا اور افراد صحابہ رض کے بعض
افعال واعمال کو بدعت وضلالت کہنا جسطرح اونکی ائمہ مذہب نے کیا ایک شعبہ
رفض وخروج کا ہے **بحث دوم** جب یہہ امر ثابت ہو لیا کہ عمل بالمطلق شیوع
واطلاق کو باینمعنی مقتضی ہے کہ اوسکے جملہ مقیدات معمول بہا ہونے کی صالح ہوتے
ہین اور وہ بالنظر الی ذاتہ جملہ خصوصیات ہین گو بعض مین عوارض خارجیہ کی وجہ
سے جاری نکر سکین اپنے حکم کا اقتضا کرتا ہے تو خصوصیات مطلق مین اصل یہہ
ہے کہ احکام مطلق اوسمین جاری ہون اور اوسکا قائل متمسک باصل ہے کہ
اپنے دعوی کے اثبات مین محتاج دلیل نہین بلکہ مخالف اثبات تخلف مین محتاج

دلیل ہے اور ہر چند یہہ حکم نہایت ظاہر مگر تسکین خاطر مخالفین کے لئے کہا جاتا ہے کہ اونکے ائمہ مذہب نے بھی تصریح کی ہے اور صرف دلیل اطلاق کو کافی سمجھا ہے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی نے رسالہ بدعت میں لکھا ہے وطریق ثانی آنکہ مطلق بالنظر الی ذاتہ حکمی از احکام شرعیہ متعلق گردد پس مطلق بنظر ذات خود در جمیع خصوصیات ہمان حکم اقتضا مینماید گو در بعض افراد بسبب عوارض خارجیہ حکم مطلق مختلف گردد مثلا گوشت خنزیر حرام است اگرچہ در وقت مخمصہ مباح گردد و مطلق تلاوت قران عبادت است اگرچہ در صورت جنابت محرم میگردد و در باب مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کسی کہ دعوی جریان حکم مطلق در صورت خاصہ مسکوت عنہا مینماید ہمان است متمسک باصل کہ در اثبات دعوی خود حاجت بدلیلی ندارد دلیل او ہمان حکم مطلق است و بس الخ اور یہی حال عام کا ہے کہ عصر صحابہ سے الی یومنا ہذا قرناً فقرناً اوس سے استدلال جاری رہا ہے اور جس نے حکم عام اوسکے کسی فرد کے لئے ثابت کیا کوئی اوس سے مطالبہ دلیل کا نہین کرتا بلکہ طریقہ بحث اثبات تخلف یا استدلال بالراجح مین منحصر ہے تو جس صورت مین مطلق ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبی اہل اسلام کے نزدیک بدیہی ہے اور مانعین مولد کے رئیس المتکلمین کو بھی رسالہ کلمۃ الحق مین اسکا اقرار ہے اور مطلق تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتاب و سنت و اجماع امت سے ثابت تو ذکر مولد ہیئت مخصوصہ یا قیام محفل میلاد کے لئے مطالبہ دلیل ہمسے خلاف داب مناظرہ ہے اسیطرح مطلق تلاوت قران و ذکر خدا و درود و تصدق و کلمہ طیبہ وغیرہا اعمال خیر جنکا حسن شرع سے ثابت اور ہر امر خیر فی نفسہ کسی عام خواہ مطلق کے تحت مین مندرج تو فاتحہ مروجہ و سوم وغیرہا کا اثبات ہمارے ذمہ نہین بلکہ قران و حدیث وغیرہا ادلہ شرعیہ سے ممانعت ثابت کرنا ذمہ مانعین کا ہے اور ایسے مسائل مین یہہ کہنا کہ ان امور کا ثبوت کہان ہے قران و حدیث مین دکھادو صحابہ تابعین نے کب کیا ہے کس مجتہد نے حکم دیا ہے اسکا پتا دو محض بیجا اور عوام بیچارون کو دہوکے مین لینا ہے بجواب اونکے اسقدر کافی کہ یہہ امور خیر ہین جنکی

عام یا مطلق کی خوبی قرآن حدیث مین مصرح تم بھی اسیطرح تصریح ممانعت کی ان خاص
امور کی نسبت ادلہ شرع سے ثابت کردو ورنہ بمقابلہ قرآن حدیث صرف تمہاری
زبانی ڈہکوسلے کون مانتا ہے اور ہم متمسک باصل وظاہر ہین اور تم مخالف اصل و
ظاہر تو بقاعدہ مناظرہ اثبات اپنے مدعی کا تم پر واجب ہمارے لئے منع مجرد کفایت
کرتا ہے **مبحث سوم** تحقق خارجی فرد فعل مطلق کا بالضرور اجزاے زمانہ سے کسی
خاص فرد مین ہوگا اور تعیین ایک جزو کے عدم مقتضی الی الفصل کے وقت خواہ اوس
سے پہلے لوازم وامارات فردیت سے ہے نہ اوسکے منافی تو تعیین کسی وقت کے
ساتھ فردیت سے خارج نہین کرتے اوسوقت بھی مطلق کا فرد ہی متحقق ہوگا نہ دوسرے
شی کما لا یخفی اور یہی حال جنس وقسم طعام کا بہ نسبت مطلق طعام کے اور خصوصیات افراد
عام کا بہ نسبت کلی کے ہے البتہ وہ وقت خواہ خصوصیات کسی محذور شرعی کی طرف
مقتضی ہووینگے تو تعیین وتکرار فعل مطلق اور عام کے اوسوقت مین خواہ ان خصوصیات
وقیودات کی ضمن مین اسی مانع خارجی کی وجہ سے ناجائز اور جو کسی مصلحت دینی یا
مصلحت عامہ دنیوی پر مشتمل قرار پاوینگے تو تعیین وتکرار بہتر البتہ فعل کو اوسوقت بلا
ایجاب شرعی واجب اور اوسکے ساتھ مخصوص سمجھ لینا یا بطور کہ دوسرے وقت صحیح
نہ سمجھا جاوے مخل ہے اور جو تعیین وتکرار کسی وجہ خیریت اور کسی محذور شرعی
کی طرف مفضی نہین تو جائز ومباح شرعی یا بمعنی کہ فعل وترک اوسکا اس تعیین کے
اعتبار سے مساوی ہونگی اور اوسے تغیر حکم مطلق مین اصلا دخل نہوگا اور فرد من
حیث انہ فرد حکم مطلق مین مسنون خواہ مستحب جیسا کہ اصل مین ہے رہیگا اور تعیین
وتکرار اسی حکم پر رہے گی ولہذا ایسے افعال عبارات مختلفہ سے تعبیر کیے جاتے ہین
مثلا مصافحہ بعد الفجر والعصر کو امام نووی وخفاجی نظر بتکرار وتعیین وقت بدعت مباح
اور شیخ ابو السعود بنظر فردیت سنت اور بعض باعتبار مجموع کہتین بدعت حسنہ یا
من وجہ سنت ومن وجہ بدعت فرماتے ہین امام نووی اسباب مین لکھتے ہین

اعلم ان المصافحة سنة مستحبة عند كل لقاء وما اعتاده الناس بعد صلوة الصبح و

والعصر لا اصل له فی الشرع علی ہذا الوجہ ولکن لا باس فان اصل المصافحۃ سنۃ و
کونہم محافظین علیہا فی البعض ومفرطین فیہا فی کثیر من الاحوال لا یخرج ذلک البعض عن
کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا وہی البدعۃ المباحۃ شیخ محقق دہلوی رح فرماتے
ہین سنیت مصافحہ کہ علی الاطلاق است باقی است لیس بوجہی سنت است وبوجہی
بدعت ملا علی قاری رح رسالہ فضائل نصف شعبان مین فرماتے ہین ثابت وتجوز العمل
بالحدیث الضعیف لا سیما وقد ثبت روایۃ عن اکابر الصحابۃ مطلقا فلا وجہ لمنع المستفید ابہ
الی صاحب مصباح الضحی رسالہ ملا علی قاری سے نقل کرتے ہین حادث کر لینا سنت کا
بعض اوقات مین نام رکہا جاتا ہے بدعت اور عبارت مسائل اربعین ورسالہ دعائیہ
مولوی خرم علی مذکور ہوگی اور شاہ ولی اللہ محدث نے قول امام نووی مسوی شرح
موطا مین نقل کیا حکم مصافحہ فجر وعصر پر حکم مصافحہ عید کو متفرع کیا اور اسبات کو کہ امر
مشروع بعد تعیین وتخصیص کے بہی مشروع ہی رہتا ہے مسلم وبرقرار رکہا تو بخلاف
تصریح اپنے اکابر کے صرف بعلت تعیین وتخصیص امور مستحسنہ کو کہ عمومات شرع مین
مندرج ہو رہے ہین وہ محض بدعت وضلالت ٹہرانا کمال بیدہرمی ہے ہان اس تعیین
وتخصیص کو واجب اور ضروری سمجہ لینا بیجا ہے اور علما نے ایسی ہی تعیین وتخصیص کو
ناجائز فرمایا ہے اور مائۃ المسائل وغیرہ کتب اکابر فرقہ سے بہی ایسا ہی ثابت
ہوتا ہے سولہوین سوال کے جواب مین لکہا ہے وتعیین کردن روزی برای
ایصال ثواب بمردہ کہ با تحقیق ہمون روز خواہد رسید ودیگر روز نخواہد رسید خطا است
الخ اور یہ ایک عمدہ بات ہے جسکی رو سے ثابت کہ ایسی تمام امور متنازعہ کے بافراد
اکابر حکم مطلق سے ثابت ہوگی اور کسی خاص ہیئات کے ثابت کرنے کی ہمین حاجت
نہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض سورہ خواہ درود کو بعض نمازون کے ساتہہ خاص
کرنا اور اوراد ووظائف کے لیئے ایک وقت خواہ دن اور تاریخ وعدد اور مشکل
جمعہ کو وعظ ونصیحت کے لیئے معین کرنا اور فاتحہ اموات کے لیئے سوم خواہ چہلم یا
روز پنجشنبہ اور نیاز حضرت قطب الاقطاب غوث عالم قدس سرہ الاکرم کے لیئے

گیارہوین یا ستر ہوین کو مقرر کرنا اور اسیواسطے تخصیص ایک کہانے کی کسی شیخ کی کی
نیاز و فاتحہ کے واسطے بلا اعتقاد وجوب و لزوم سب جائز و روا ہے اور تلاوت
قران و درود و تصدق کی خوبی فی نفسہ مین اصلا حرج نہین کرتا اور بعض امور انہین
سے جیسے جمعہ و وعظ و تذکیر کے لیئے اور تعیین بعض سورۂ قرانیہ کے بعض نمازون سے
اور بعض اوراد و اذکار و اشغال کے بعض اوقات سے مخالفین مین بہی بلا نکیر مروج
اور اونکے متقدمین اور اکابر مستندین سے قولاً و فعلاً بکثرت ثابت باوجود اس کے
جو امور + اونکے مخالف طبع اور جنمین انبیاء عظام اور اولیاء کرام سے ایک طرح کی
نیازمندی ظاہر ہو اونہین بوجہ تخصیصات و تعیینات کے حرام و مکروہ و بدعت و ضلالت
ٹہیرانا اور حکم اطلاق و عموم سے یکقلم اعراض کرنا وہی مثل ہے کہ مین کہون جو ہی سو ہی
تو نہ کہہ جو ہی سو ہے لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **بحث چہارم** ترک حضور والا کو
دلیل شرعی ٹہیرا کر عموم و اطلاق پر ترجیح دیتے ہین اور اس بناپر مولد و قیام و فاتحہ
اموات و سوم وغیرہ مستحسنات کو کہ عمومات و اطلاقات شرع سے ثابت ممنوع و
ضلالت ٹہیراتے ہین اس خبط بے ربط کا بطلان قاعدہ اولمین بضمن تحقیق معنے
بدعت مذکور ہوا کہ باوجود خیریت فی نفسہ عدم تحقق کسی فعل کا عصر رسالت بلکہ قرون
ثلثہ مین اصلا حرج نہین کرتا ثانیاً یہہ قرارداد خود ان حضرات کے بہی مخالف ہے کہ
اس تقدیر پر جو امور حضور نے ترک فرمائے اور عصر صحابہ و تابعین مین رائج ہوئے
سب بدعت ضلالت و مکروہ و معصیت ٹہیرینگے ثالثاً مجرد ترک واجب الاتباع اور ترک
متروک کو موجب ہو تو ہر ترک پیا جہ سے اور عاصی عین عالم زنا و شراب
نوشی مین بوجہ ترک دیگر معاصی و اتباع و اقتدای حضرت نبوی ہزار طاعت کے
ثواب کا بہی مستحق ہوگا اور ایک جہت سے مورد ملامت اور لاکہہ حیثیت سے لائق
ستایش سمجہا جاویگا رابعاً خود اکابر متکلمین فرقہ نے اس اصل کو بے اصل سمجہکر
بناچاری وجود مقتضی و عدم مانع کے قید بڑہا دے اور خاک نہ سمجہے کہ بعد اعتراف
اس قید کے امور مستحسنہ مذکورہ کو مکروہ و حرام ٹہیرانے کی کوئی سبیل نرہی کاش

اس قید ہی کو یاد رکھیں اور ہر جزئی میں اوسکا لحاظ کر لیں تو صدہا مسائل جن میں
نزاع ہے طے ہوجاوین اور ہر امر کو بے تکلف مکروہ و ممنوع نہ کہہ سکیں حضور و مقتضا
موانع کا بہی اونکا اوس وقت میں انعدام ثابت کرنا سہل کام نہیں عمل برخصت تعلیم
جواز رعایت نفس رعایت خلق تحصیل نشاط عبادت تسہیل بر امت مصلحت ابتدائے
اسلام خصوصیت حضور والا شغل اشرف و اعلے اور انکے سوا بہت امور حضور والا
اور صحابہ کرام کو ترک پر باعث اور فعل سے مانع ہوئے جب ایک کا بہی احتمال باقی
ہے دلالت ترک کی کراہت فعل پر ممنوع بلکہ نہی بہی وانکا کراہت شرعی پر دلالت
نہیں کرتی جسطرح نہی و کراہت قیام و اطلاق لفظ سید اپنی ذات والا کے لیئے
بر سبیل تواضع ہے اور حضرت امیر المومنین عمر رض کو کہ اپنا گہوڑا خیرات کیا تہا پہر خرید
کرنے سے منع فرمایا اور بعض امور سے کہ منافی توکل ہیں احادیث میں نہی صراحۃ
و اشارۃ وارد ایسی جگہہ نہی سے کراہت نہیں سمجھی جاتی نہ وہ مبنی احکام شرعیہ کے
ہو سکتی ہے بعض امور خاص حضور کے حق میں جائز نتہے وہان نہی بہ نسبت اونکے نہیں
ذات خاص اقدس سے مخصوص ہے سوا اسکے ترک کا اثبات کب سہل ہے دو
ایک کے کہدینے سے کہ یہ فعل نپایا گیا منقول نہوا حضور اقدس و صحابہ کرام نے
نکیا کسی فعل کو متروک ٹہرا دینا ایک امر تقلیدی ہے کہ مقام تحقیق میں قابل لحاظ
اور تقسیم کو تسلیم اوسکی ضرور نہیں کہ نہ پانا دو چار کا اور بات اور نفس الامر میں نہونا
اور بات ہے اور عدم وجدان نقل عدم نقل کو مستلزم نہیں کہ استقراء تام کا
دعوی دشوار ہے اسیطرح استلزام عدم نقل کا عدم واقعی کو ممنوع کما فی تتمۃ النقل ان
وبالجملۃ عدم النقل لاینفی الوجود بانہم ان [illegible] کا صدہا امور حسنہ کی نسبت [illegible]
اثبات ترک و وجود مقتضی و عدم مانع یہ کہدینا کہ یہ افعال حضور اقدس و صحابہ نے
نکئے لہذا واجب الترک اور مکروہ و معصیت ہیں [illegible] سہل ہے ہاں اگر ترک قیود
مذکورہ کے ساتھہ ثابت ہوجاوے تو ترجیح اوسکی عموم و اطلاق پر ممنوع ورنہ ترجیح
فعل کے قول پر لازم آویگی اور قول صاحب مجالس الابرار محمول الحال بمقابلہ

تصریحات اکابر اصول و فقہ اصلا قابل لحاظ نہین اس بزرگوار کی لیاقت و استعداد
علمی تو اوس کتاب ہی سے ظاہر ہوتی ہے خاص اس مقام مین عجیب تقریر لکھی
ہے محصل اوسکا یہہ کہ جب کوئی فعل جناب والا نے باوجود مقتضی و عدم مانع ترک فرمایا
معلوم ہوا کہ اوسمین کچہہ مصلحت نہین بلکہ بدعت قبیحہ ہونا اوسکا سمجھا گیا اور اذان عید
کی مثال دیکر لکہا کہ اذان جمعہ پر قیاس اوسکا صحیح ہے اور عموم کریمہ واذکروا اللہ ذکرا
کثیرا اور قولہ تعالیٰ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ کے عموم و اطلاق مین داخل باوجود
اسکے علماء نے اوسے مکروہ ٹہیرایا اور فرمایا کہ جسطرح کرنا اوسکا جسے آپ نے کیا سنت
اسیطرح ترک اوسکا جسے آپ نے ترک کیا سنت ہے صاحب کلمۃ الحق نے اسپر
تنفل قبل از عید کے کراہت کا حاشیہ چڑہایا اور شکلم قنوجی نے غایۃ الکلام مین تنفل
قبل از فجر وغیرہ بعض مسائل کا ذکر فرمایا قطع نظر اس سے کہ منجملہ افعال مذکورہ بعض صحابہ
کرام سے ثابت اور اکثر مختلف فیہ ہین اور فعل صحابی اور اسیطرح رائے مجتہد کو بدعت
و ضلالت کہنا اصول مخالفین پر بہی ٹہیک نہین بلکہ اونکے طور پر ایسا امر داخل سنت
ہے اور قیاس امور متنازع فیہا کا نماز و اذان اور اونکے اوقات و ہئیات پر مع الفارق
ہے یہہ کہان سے ثابت ہوا کہ دلیل ترک عموم و اطلاق پر مقدم ہے جس نے اون
افعال کو جائز سمجہا عموم و اطلاق کے سوا اوسکے پاس کیا حجت ہے اور جس نے مکروہ
کہا اونمین اکثر نے یہہ نہین کہا کہ کراہت کی صرف ترک علت ہے اور بعض نے اگر
تصریح اسکی کردی تو دوسرے مسائل مین خود اونکا کلام یا دوسرے اکابر کی تصریح
اوسکے معارضہ کو کافی بلکہ عقل و نقل اس تعلیل کی بے اصلی پر شاہد عدل باقی رہا
انکار بعض صحابہ کا بعض افعال کی نسبت جنکی خیریت عموم و اطلاق سے ثابت اوسکا
بہی یہی حال ہے کہ تصریح اونکی مخالفت کی شریعت سے پائی خواہ اعتقاد سنیت و
وجوب کا دفع بجہت قرب عہد اسلام مقدم سمجہا یا کسی اور وجہ سے اون افعال
کو مزاحم سنت اور مخالف مقصد شریع تصور فرمایا بعض اوقات وہ افعال دوسرے
صحابہ سے ثابت اور تابعین مین معمول بہا ہوئی یا بعض مجتہدین اون کے جواز خواہ

استحسان کی طرف گئے یہہ کس صحابی سے ثابت ہے کہ ہم اس فعل کو صرف بوجہ ترک حضور بدون لحاظ کسی اور مضرت شرعی کے مکروہ و ضلالت سمجھتے ہین بہرحال صاحب مجالس الابرار وغیرہ مجاہیل کے سوا صحابہ خواہ متاخرین علماسے ترجیح دلیل ترک کی دلیل عموم و اطلاق پر ہرگز ثابت نہین اور یہہ قول صاحب مجالس علم انہ لیس فیہ مصلحۃ باینمعنی کہ یا وہ ترک ہر جگہہ اور ہر حال مین مصلحت سے خالی ہوتا ہے مجرد ادعا ہے ہان ترک شارع باقتضاے مصلحت ہوتا ہے مثلاً تعلیم جواز و تسہیل بر امت یہہ سب مصالح دینیہ ہین اگر یہ شئ غیر مشتمل ہونا فعل کا کسی مصلحت پر کسی جہت سے کسیوقت مین لازم نہین آتا و الکلام فیہ حوالہ علما کہ اونہون نے اس مسئلہ مین تصریح کی کہ ترک متروک سنت ہے قابل مطالبہ ہے مخالفین اپنے اس مستند کا دعوی کل یا اکثر علما کی تصریحات سے جیسا کہ اوسکے کلام سے ظاہر خاص اس مسئلہ مین خواہ دوسرے طریق سے ثابت کر دین ورونہ خرط القتاد بلکہ علماے کرام و فقہاے ذوی الاحترام ہزار امور کو جو حضور سے ثابت نہین جائز و مستحسن ٹھہراتے ہین اور سیکڑون جگہہ باوجود معارضۂ دلیل ترک عموم و اطلاق کے تحت مین داخل فرماتے ہین کسی نے یہہ نکہا کہ یہہ استدلال بمقابلہ دلیل ترک کے متروک ہے بلکہ ملا علی قاری نے رسالہ فضائل نصف شعبان مین اوسکی دعاے مخصوص کی نسبت یہان تک لکہا لاسیما وقد ثبت روایتہ عن اکابر الصحابۃ مطلقا فلا وجہ لمنع المقید ابدا اگر بحسب عادت قدیمہ اہل ہوا و بدعت اپنے مستندین اور اکابر علماے دین کے اقوال و احکام قبول نکرینگے تو اپنے ائمہ مذہب اور اکابر فرقہ کو کسطرح مجوز ضلالت و معصیت و مرجح مرجوح قرار دینگے دیکھو انکے امام ثانی اربعین مین لکھتے ہین اما دست برداشتن براے دعا وقت تعزیت ظاہر اجواز آنست زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در دعا مطلق ثابت است پس درینوقت ہم مضائقہ ندارد الخ مولوی خورم علی رکن رکین ملت جدیدہ رسالہ دعائیہ مین لکھتے ہین اگر کوئی دست برداشتن در دعا و مسح نمودن از احادیث قولیہ و فعلیہ ثابت شد لیکن بر دعا عقیب صلوات خمسہ چہ دلیل کو بہم و باللہ التوفیق

چون ثابت شد که رفع الیدین از آداب دعا است وجالب اجابت وموقت
بوقتے دون وقتی نیست پس حاجت دلیل دیگر نمانده وداعی از جانب شارع محیرا ست
بعد نماز ہمچنین دعا کند یا ورائے آن تنہا یا با جماعت الخ اوسی رسالہ مین ہے دست
بر داشتن وقت دعا ور وبالیدن بانہا بعد آن باحادیث صحاح وحسان قولا و
فعلا ور استسقا وغیر آن ثابت است گو بالتزام عقیب صلوات خمسہ ثابت کہ درانیہ
مروی نباشد الخ اور اربعین استحفیہ کے مسئلہ پانزدہم مین شادی مین نانہال والونکا
نقد وپارچہ وزیور دینا جسے بہات کہتے ہین بدلیل قواعد واصول شریعت جائز لکہا
اور اسیطرح اوسی اربعین مین اہل برادری کا حجام کو نوشہ کے کپڑے پہنانا اور
دینا جائز لکہا ہے الی غیر ذلک من المسائل الکثیرۃ مبحث پنجم خیالات واوہام
متکلم قنوجی کے رد مین قولہ لہبا احکام مطلق بضم قیود باطل میشوند یہہ اوسی صورت
مین ہے کہ قیود مانع حکم مطلق ہون اور اثبات مزاحمت قیود ذمہ مدعی مزاحمت ہے
اور متمسک باطلاق متمسک باصل کما مر قولہ مثلا گفتن میتوانم الانسان صالح لانیکون
موضوعا للقضیۃ المہملۃ وگفتن نمیتوانم کہ الانسان مع تشخص زید صالح لانیکون موضوعا
للقضیۃ المہملۃ بیان تشخص مانع اور مزاحم مرتبہ مطلق الشی ہے ولہذا انسان اس
قید کے ساتھ موضوع قضیہ مہملہ نہین ہوسکتا قولہ ونیز ہر گاہ عمرو کاتب بالفعل باشد
وزید کاتب بالفعل نباشد گفتن میتوانم کہ الانسان کاتب بالفعل وگفتن نمیتوانم
کہ زید کاتب بالفعل یہہ اوسی مغالطہ پر مبنی ہے جسے ہمنے بحوالہ کتب اصول حل
کر دیا ہے جس حالت مین مطلق بحسب اصطلاح اصول شیوع واطلاق کو مقتضی
ہے باین معنی کہ تمام افراد مین حکم اوسکا جاری ہوتا ہے اور فرد دون فرد مین
تحقق کفایت نہین کرتا تو اسجگہ الانسان کاتب بالفعل کہنا صحیح نہین البتہ یہہ
قضیہ بحسب اصطلاح منطقین سچا اور مہملہ قد بائیہ ہے ولا کلام فیہ قولہ پس بر تقدیر
تسلیم حسن مطلق حسن مقید لازم نیاید نمی بینید کہ از ثبوت کتابت برائے انسان
ثبوت کتابت برائے زید لازم نیاید بیان یہی اوسی جہالت کا جوش ہے

بسبب اصطلاح ما نحن فیہ ثبوت کتابت مطلق انسان کے لیئے اوسیوقت صحیح ہوگا
کہ جب یہہ حکم علی الاطلاق اوسکے تمام افراد مین ثابت ہوگا ہان اگر کتابت نفس
انسانیت کا حکم ٹہیرے اور بنظر انسانیت اوسکے تمام افراد مین ثابت پائی جاوے
گو خصوصیت مادہ منع کردے تو یہہ حکم مطلق کے لیئے ثابت کہینگے اور زید کے لیئے
نہ ثابت ہونا کچہہ حرج نہین کرتا نہ ہمارے نظر کہ جب تک مزاحمت قید کی ثابت نہو جاویگی
تمام افراد مین بلا تکلف جاری رہیگا قولہ بالجملہ ضرور است کہ این استحسان مقید بدلیلی
علاوہ از دلیل استحسان مطلق اس ضرورت کے ابطال مین قول امام الطائفہ اور
اونکے امام ثانی اور اقوال رکن رکین ملت کہ سابق مذکور ہوے کافی قولہ قال
ابن النجیم فی البحر ولان ذکر اللہ اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشیء دون
شیء لم یکن مشروعا مالم یرد الشرع بہ انتہی اسی بحر الرائق مین بہت امور کہ بہیئت کذائی
شرع مین وارد نہوے جائز و مشروع ٹہیرائی بلکہ خاص اس مسئلہ یعنی تکبیر عید الفطر
کی بابت در مختار مین اوس سے نقل کیا اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا
لقلۃ رغبتہم فی الخیرات قطع نظر اس سے یہہ ٹکڑا کلام کا کہ بدون لحاظ موقع ومقام
و مفہم اول و آخر تغلیط عوام کے لیئے نقل کر دیا ہے ہرگز مفید مستدل نہین کاش
مجیب در ترجمہ الفاظ ہی سمجہہ لیتے تو اوسے استناد نہ کرتے حاصل مطلب اوسکا یہہ ہے
کہ مطلق ذکر خدا ہر چند عبادت ہے مگر اوسے ایک وقت کے ساتہہ باین طور
خاص کر لینا کہ اوسیوقت مسنون مان لین اور دوسرے اوقات مین کہ اوس سے
مساوی الاقدام مین مسنون نہ سمجہین جیسا مسئلہ تکبیر عید الفطر مین ہے کہ صاحبین
خاص عید الفطر کے لیے مسنون فرماتے ہین اور دیگر اوقات مین کہ صالح ظرفیت
تکبیر ہاین سنت نہین ٹہیراتے یہہ صورت بدون تشریع شارع مشروع و مسنون
نہین ہوتی اسکی مشروعیت و مسنونیت کے لیئے دلیل مستقل کی حاجت ہے اور
یہہ مضمون مدعاے خصم سے منافات نہین رکہتا ہمنے خود بحث سوم مین اس کی
تصریح کر دی ہے اور علماے جسجگہہ تعیین و تخصیص مین کچہہ کلام واقع ہوا اوسکا

مطلب و محل یہی ہے وہ یکین کہ مراد صاحب بحر الرائق کی یہی ہے کہ مسنونیت
مطلق سے سنت عملی ہونا مقید کا لازم نہین آتا بلکہ مقید جسمین کلام ہے باعتبار قید
کے بدعت بمعنی اول ہے گو بنظر الی المطلق حسن ہو لہذا منجملہ خیرات شمیر اکر عوام کو
اوس سے روکنا منع فرماتے ہین بالجملہ عبارت بحر الرائق سے استناد محض مغالطہ ہے
اور یہی حال عبارت شرح عمدہ کا ہے کہ مراد تخصیص سے یہی ہے کہ دوسرے وقت
اور حال وہیات کو باوصف اسکے کہ حکم مطلق سب مین یکسان جاری ہونا چاہیے
محل جریان نسمجھے ورنہ قول صاحب شرح عمدہ کا جمہور علما و عامہ فقہا کے کہ حکم مطلق کو
مقیدات مین بدون لحاظ دوسری دلیل کے جاری کرتے ہین مخالف ہے اور
اسیطرح استناد اونکا جناب ابن عمر و عبد اللہ بن مغفل اور عبد اللہ بن مسعود سے
قطع نظر دیگر اجوبہ کے قول و فعل اکثر صحابہ سے کہ عموم و اطلاق سے باوصف بدعت
و محدث ہونے کے استناد فرماتے ہین اور ہزار افعال خیر باوجود اسکے کہ حضور
والا نے ترک فرمائی عمل مین لاتے ہین مدفوع ہے بلکہ حضرت ابن عمر و ابن مسعود
سے خلاف اس قرارداد کا ثابت اور ابن عمر رض سے تو خاص صلوۃ الضحی کا استحسان
اور اوسکی مدح و ثنا منقول ہے اور بعضے ائمہ و اراکین مذہب تابعین سے بتصریح
نقل کر دیا ہے کہ اونھون نے عموم و اطلاق سے باوصف ترک حضور بلکہ عدم
نقل کے قرون ثلثہ سے استدلال کیا ہے بحث ششم ذم بدعت بمقابلہ دلیل
عموم و اطلاق کے پیش کرنا محض بے معنی کہ ذم بدعت باعتبار معنی دوم خواہ بمعنی ثانی
معنی اول کے ہے اور مجرد عدم فعل خواہ عدم نقل حضور خواہ قرون ثلثہ سے
کوئی اصل شرعی نہین کہ دلیل اطلاق و عموم کا معارضہ کر سکے بلکہ جو شی عمومات
و اطلاقات شرع کی رو سے مستحسن اور اوسمین مندرج گو ہیئت کذائی قرون ثلثہ
مین نپائی جاوے بدعت حسنہ ہے کہ صاحب مجمع البحار اسی اندراج کو حسن بدعت
کی علامت قرار دیتے ہین اور تقسیم بدعت مین لکھتے ہین البدعۃ نوعان بدعۃ
هدی و بدعۃ ضلال فمن الاول ما کان تحت عموم ما ندب الشارع الیہ او حض

علیہ فلا یذم لو عدالاجر علیہ الخ اور امام عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین ثم البدعۃ
علی نوعین ان کانت مما یندرج تحت مستحسن فی الشرع فہی بدعۃ حسنۃ الخ وہکذا اصرح
الامام الجزری والامام العسقلانی فی فتح الباری وغیرہما بالجملہ یہہ مغالطہ کہ امور
متنازع فیہا کو عموم واطلاق نصوص کے تحت مین داخل ہونے سے جائز و مستحسن ٹہرین
لیکن بدعت ہین اور وہ شرعا مذموم تحقیق معنی بدعت سے کہ قاعدہ اولی کی فائدۂ رابعہ
مین مذکور بخوبی حل ہوتا ہے اور حاصل اسکا یہی ہے کہ ترک حضور خواہ قرون ثلثہ کا
واجب الاتباع ودلیل شرعی ہے جسکے انحلال مین یہہ قاعدہ کفایت کرتا ہے باقی
رہا مسئلہ توقیف سو قطع نظر اس سے کہ خود باقرار متکلم قنوجی وغیرہ اصل کلی نہین امر
اکثری ہے بادنی تامل ہمین مفید اور مخالفین کو سراسر مضر ہے محصل اوسکا صرف
اسیقدر ہے کہ ہیئت عبادت شرع سے دریافت کیجاوے اپنی رائے کو دخل نہ دیا
جاوے اور جس عبادت کے شارع نے جو ہیئت وصورت بیان فرمادے اوس سے
تجاوز نچاہیئے تو جس عبادت کو شارع نے عموم واطلاق پر چھوڑا اور کوئی خاص
ہیئت اور وضع معین اوسکے لئے بیان نفرمائے وہ عموم ہیئت واطلاق پر رہے گی
ایسے امور کو من عند نفسہ کسی خاص وضع وحالت ووقت وہیئت مین منحصر کردینا اور
دوسرے اوضاع وہیات واحوال واوقات مین جائز نسمجھنا مسئلہ توقیف کے
مخالف اور حکم شرعی سے تجاوز اور تحریم ما احل اللہ مین داخل ہے اور تعظیم وذکر
خدا اور رسول اور تلاوت قران ودرود خوانی وتصدق وغیرہا امور کو جس کا حکم شرع
مین عموم واطلاق کے ساتھہ وارد ہے طرح طرح سے اور جس حالت وہیئت ووضع
ووقت مین چاہین بشرط عدم مزاحمت شرع بجالانا عین تعمیل حکم الہی ہے ورنہ
جس حالت مین شارع نے کسی وضع مین اونہین منحصر نکیا تو اوضاع غیر مذکورہ فی
الشرع کی نسبت عموم واطلاق اونکا مجمل اور بعد انقطاع وحی کے حکم متشابہ مین ہو
جاویگا اور التزام کسی ہیات خواہ وقت وغیرہ کا اگر باعتقاد وجوب خواہ اس
نظر سے ہے کہ بدون اس خصوصیت کے عامل اوسکا مطلق صحیح نہین ہوتا دلیل

مستقل شرعی کا محتاج بدون اوسکے حکم عموم و اطلاق سے مخالفت جیسے بلا وجہ انکار بعض صدور سے اور جو بدون اس اعتقاد کے کسی مصلحت کے لیئے ہے تو اوسمین کچھہ حرج نہین بلکہ نفس التزام و ادامت امور حسنہ شرعا مقبول و محمود کما سیجی بیانہ اسجگہہ بعض حمقا کہتے ہین حضور اقدس اور آپ کے یارون نے تو ان افعال پر بدایت نکی تمہاری ریاضت و عبادت اونسے بہی بڑہ گئی یا اسکی خیر و خوبی سے وہ واقف نہوے اور تم سمجھے سے بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ✤ ولیکن سیفزاے بر مصطفے ✤ اور اس تقریر کو نسبت مستحسنات متنازع فیہا کے بہی طرح طرح کے رنگ آمیزیون اور مغالطون کے ساتہہ پیش کرتے ہین ہر چند جواب اس کا کئی طور پر بادنی تامل مقامات متعددہ رسالہ ہذا سے نکل سکتا ہے مگر اسقدر اور بہی گذارش کیا جاتا ہے کہ گو حضور نے بوجہ بعض مصلحتون و بنیہ کے کہ ایک اونمین خوف وجوب ہے ان امور کا التزام نکیا مگر احادیث سابقہ مین ہمارے لیئے مفید ٹہرا دیا اور ان افعال کی خیریت خواہ دوام مین مصلحت ہمین حضور اور اونکے یارون کی بدولت معلوم ہوئی ہمارے علم کی زیادتی کہان سے لازم آئی ہمارا کوہ احد کے ہموزن سونا راہ خدا مین صرف کرنا صحابہ کرام کے تین پاو جو خیرات کر نیکی برابر نہین ہوسکتا ان افعال کے اعتبار سے اون بزرگان دین سے فوقیت کون صاحب دین و دانش تجویز کریگا البتہ آپ لوگ صحابہ تو کیا انبیاے کرام کی بزرگی و کمال صرف انہین اعمال مین منحصر سمجہتے ہین اور اونمین کیفیات باطنہ سے کچہہ کام نہین صرف امور ظاہری پر مانند تنوع و تکثیر کے نظر رکھتے ہین لیکن آپکی تغلیط سے کون الزام اوٹہا یگا مضمون شعر آپ کی قرارداد سے علاقہ نہین رکہتا بلکہ ریاضات شاقہ جنکی شرع نے ممانعت کردی مانند گونگی روزہ او رہبانیت اور خشک کر دینے اعضا اور عمل بالرخصت سے انکار پر اعتراض مقصود ہے ورنہ علماے دین و آئمہ مجتہدین نے توہئیات معینہ معدودہ پر بہی زیادتی بعض امور خیر کے جائز رکہی اور اجلہ صحابہ کرام سے ثابت

ہو گئی ہدایہ میں درباب تلبیہ کے لکہا ہے ولو زاد فیہا جاز خلافا للشافعی فی روایۃ الربیع
عنہ فہو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم ولنا ان اجلاء الصحابۃ کابن
مسعود وابن عمر وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم زادوا علی الماثور ولان المقصود الثناء واظہار
العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ ہمارے مخالفین کہتے ہیں یہ زیادتی تلبیہ پر حضور اقدس
کے سامنے واقع ہوئی اور آپ نے مقرر رکہی کما اخرج ابوداؤد عن جابر رضی اللہ عنہ جواب
اوسکا یہ ہے کہ صاحب ہدایہ نے مجرد افعال صحابہ سے استدلال کیا بعدہ مطابقت
مقصود شرعی کو دلیل مستقل قرار دیا اور تقریر سے مشروعیت اوسکی بوجہ تقریر کے
بعد حاصل ہوئی قبل اوسکے زیادتی کرنیوالون نے ہیئت معینہ مسعودہ پر بلا اجازت
شارع کسطرح زیادتی کی اسیطرح امیر معاویہ وامامین حسنین وابن الزبیر وانس
وجابر وسوید بن غفلہ وعروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم رکن عراقی وشامی کا بھی استلام کرتے
اور امیر معاویہ رضی بجواب ابن عباس رضی کہتے لیس شیء من البیت مہجورا اور امیر المومنین
عمر رضی اور ابن عباس رضی کہ مکروہ فرماتے ہیں اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے اور یہی سنت
مسعودہ کے مخالف اور مغیر سنت سمجہتے ہیں مجرد ترک کو بھی کراہت کا منشا ٹہراتے ورنہ
حنفیہ دیواران کعبہ کی نسبت اس حکم کو کیون قبول کرتے اور امام شافعی سے
منقول ہے مما قیل من البیت مستحسن شرح منیہ میں ہے وان زاد فی دعاء الافتتاح
بعد قولہ تعالی جدک وجل ثناؤک لا یمنع من الزیادۃ وان سکت لا یومر بہ لانہ لم
یذکر فی الاحادیث المشہورۃ در مختار میں درباب درود لکہتے ہین وندب السیادۃ
لان زیادۃ الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی
شرح منیہ میں ہے لا یقول انک حمید مجید لعدم ورودہ فی الاحادیث ولو قال
ذلک لا باس بہ اذ ہو زیادۃ ثناء اللہ تعالی الی غیر ذلک یا تجرید الفاظ واحکام نصوص
اگر تخصیص اونکی کسیوقت وموضع وغیرہ کے ساتھ شرع سے ثابت ہو اور مجال انصاف
قیاس مورد پر مقتصر نکرو تو تعمیم واطلاق پر رہتے ہیں علما سے اصول خصوصیت
سبب کا بھی اعتبار نہین کرتے اور احادیث احیا وکو فقط تذکرہ میں نہیں سمجہتے

ان حضرات کے خیالات کب لیاقت اس کام کی رکھتے ہیں لطف یہہ ہے کہ
خود عموم و اطلاق بدعت سے ہزار جگہہ استناد کرتے ہیں اور ہے ہر مسئلہ میں
قرآن و حدیث سے تصریح اور ہر جزئی کے جواز و اباحت پر دلیل مستقل چاہتے
ہیں اور استدلال ائمہ دین عموم و اطلاق آیات و احادیث سے نہیں مانتے
واہ شاباش ان حضرات کو باین بضاعت مزجات تو عموم بدعت و دلیل ترک
استناد پہونچی لیکن اوسکی اور دلیل مستقل کی حاجت مخالفت و ثبوت حرمت و کراہت
کے لئے اصلا باقی نہیں اور اکابر ملت کو گنجایش استناد کی نہو اور بدون تصریح
کے حرمت اونکی کہ قرآن و حدیث سے موئد ہو بیکار سمجھی جاوے اس تحکم و سینہ زوری
کی کچھ حد ہے **قاعدہ۔** فعل حسن بمقارنت و مجاورت فعل قبیح سے اگر حسن اوسکا
اوسکے عدم سے مشروط نہیں مذموم و متروک نہیں ہوجاتا حدیث ولیمہ میں جسمیں طعام ولیمہ کو
شر الطعام فرمایا قبول ضیافت کی تاکید اور انکار پر اعتراض شدید ہے رد المحتار میں
در باب زیارت قبور لکھا ہے قال ابن حجر فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من
المنکرات والمفاسد لان القربۃ لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا و
انکار البدع بل وازالتہا ان امکن قلت ویؤیدہ ما مر من عدم ترک اتباع الجنازۃ
وان کان معہا نساء و نائحات انتہی ملخصا اور نیز جب عمل سنت پر بدون ارتکاب بدعت
ممکن نہو تو سنت کو ترک کریں عبارت فتح القدیر کا ما تردد بین السنۃ والبدعۃ
فترکہ لازم محمل وہ چیز ہے جو فی نفسہ مثل سور حمار مشتبہ ہو نہ یہہ کہ جس امر کی سنت
و بدعت ہونے میں اختلاف ہو اوسکا ترک واجب ہے خود صاحب فتح القدیر
نے محل اختلاف میں بارہا حکم استحباب کا دیا اور ابو المکارم نے شرح مختصر وقایہ میں
ایسے مادہ میں بحوالہ امام قاضی خان فعل کو ترک سے اولی کہا اور صلوۃ ضحی کی
سنت و بدعت ہونے میں اختلاف ہے باانیہمہ کسی نے ترک اوسکا واجب نہ
کیا بلکہ خود قائلین بدعت استحباب کی تصریح فرمائی اور نیز قاضی خان نے ختم
قرآن میں جماعت تراویح میں اور دعا عند الختم کے لیے استحسان مشائخ سے اجازت دی

اور ممانعت کی الی غیر عند ذلک من الامثلة الکثیرة المشہورۃ اصل اسباب مین یہہ ہے
کہ مستحسن کو مستحسن جانے اور قبیح کی ممانعت کرے اگر قادر ہو ورنہ دلسے مکروہ سمجھے
ہان اگر عوام کسی مستحسن کے ساتھہ ارتکاب امر ناجائز کا لازم ٹہیرالین اور بدون
اوسکے اصل مستحسن کو عمل ہی مین نہ لاوین تو بنظر مصلحت حکام شرع کو اصل کی
ممانعت و مزاحمت پہونچتی ہے اسی نظر سے بعض علما نے ایسے افعال کی ممانعت
کی ہے لیکن چونکہ اس زمانہ مین خلق کی امور خیر کی طرف رغبت اور دین کیطرف
توجہ نہین اور مسائل کی تحقیق سے نفرت کلی رکھتے ہین نہ کسی سے دریافت
کرین نہ کسی کے کہنے پر عمل کرتے ہین ولہذا اکثر افعال خرابیون کے ساتھہ واقع
ہوتے ہین اسکے ساتھہ اونکے چھوڑ دینے سے باک نہین رکھتے اب اصل کی ممانعت
بھی خلاف مصلحت ہے ولہذا علماے دین نے ایسے امور کی ممانعت سے بھی
کہ فی نفسہ خیر اور بسبب بعض عوارض خارجیہ کے مکروہ ہو گئی منع فرمایا کما فی
الدر المختار اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلۃ رغبتہم فی الخیرات
اور اسی نظر سے بحر الرائق مین لکھا کما فی القوم اذا صلوا الفجر وقت الطلوع
لا ینکر علیہم لانہم لو منعوا یترکونہا اصلا ولو صلوا یجوز عند اصحاب الحدیث واداء
الجائز عند البعض اولی من الترک اصلا دیکھو ان اطباے قلوب نے خلق کے
مرض باطنی کو کسطرح تشخیص اور مناسب مرض کے کیا عمدہ علاج کیا جزاہم اللہ
احسن الجزا ار برخلاف اسکے نئے مذہب کے علما کہ مسائل مین ہر طرحکی شدت
کرتے ہین اور مستحسنات ائمہ دین و مستحبات شرع متین کو شرک و بدعت ٹہیراتے
ہین تمام ہمت ان حضرات کی نیک کامون کے مٹانے مین جو فی الحقیقت رونق
اسلام کے باعث ہین مصروف ہے اسقدر نہین سمجھتے کہ لوگ انہین چھوڑکر
کیا کام کرینگے اور جو رد یہہ کہ ان کامون اور انبیا و اولیا کے اعتقاد مین صرف
کرتے ہین وہ کس کام مین صرف ہوگا جنے تو ان حضرات کے احتساب و نصیحت کا
اثر یہی دیکہا ہے کہ مسلمانون مین ایک نیا اختلاف اور روزمرہ کا جھگڑا فساد

پیدا ہوگیا ایک مذہب کے دو ہوگئے کوئی کسیکو مشرک و بدعتی اور وہ اوس کو
وہابی گمراہ جہنمی کہتا ہے کسی نے مجلس میلاد چہوڑ کر مسجد نہین بنوائی یا گیارہوین
اور فاتحہ کے عوض دو چار طلبہ علم کو ایک وقت روٹی نہ کہلائی کسی نے وہ روپیہ
ناچ رنگ مین صرف کیا اور جو عیاش نہ تہا اوس نے سوائے ڈیوڑہے پر لوگون کو
قرض دیا سیکڑون مین دو چار ایسے بہی سہی کہ اونہون نے سال مین ایک دوبار
وہابی مولویونکو دعوت بہی کہلادی اپنے واسطے دینکو ستانا اور خلق خدا کو بہکانا
کس مذہب و ملت مین روا ہے اگر خست طبع اور دناءت صرف کو گوارا نہین کرتے
اور لا تصرف کے سوا تمنے کچہ نہین پڑہا ہے تو یہ افعال فرض و واجب نہین اور نہ
سے کوئی مواخذہ کرتا ہے مگر دوسرے کو مانع ہونے اور اس غرض کے لیے نئے
اصول اختراع کرنے اور نیا مذہب بنانے سے کیا فائدہ معاذ اللہ دناءت اور خست
اس حد کو پہونچی کہ جس کام مین روپیہ کا خرچ پاتے ہین اوسکے مٹانے مین کس درجہ
اصرار فرماتے ہین صرف کرنا تو ایک طرف دوسرے کو خرچ کرتے دیکہکر گہبراتے ہین
یہی وجہ ہے کہ دنی الطبع قاسی القلب اس مذہب کو بہت جلد قبول کر لیتے ہین
صرف کو تو اپنا نفس نہین چاہتا لوگونکی طعن و تشنیع سے بچنے کا یہ حیلہ خوب ہاتہہ
آتا ہے کہ ہم کیا کرین ہمارے علما ان امور کو بدعت بتاتے ہین ان صاحبون
نے بخل نفس کا نام اتباع سنت رکہا ہے اور تعظیم و تکریم انبیا و اولیا سے انکا شرک
توحید ٹہیرایا ہے **قاعدہ ۔ ۱۲** مشابہت کفار و مبتدعین کی ممانعت چند امور
پر موقوف **اولاً** نیت و قصد مشابہت لان الاعمال بالنیات و لکل امرء مانوی
وفی الاشباہ الامور بمقاصدہا وفی الدر المختار نقلا عن البحر فان التشبہ بہم لا یکرہ
فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم اور دیگر
احادیث مین جو ممانعت مشابہت مین ہین جیسے حدیث لیس منا من تشبہ بغیرنا
اور لا تشبہوا بالیہود والنصارے مین لفظ تشبہ وارد خاصہ باب تفعل کا تکلف کتمرض
وتحلم ای اظہر نفسہ مریضا و حلیما ولم یکن مین عبادات اور عقائد یا معاملات

الضالة تمنوع الی ان قال مع انا لا نتحری التشبه بالفرق الضالة بل نتقت المواقفة

اور اونکے امام ثانی اربعین میں لکھتے ہیں فرشادن جاش غلہ وغیرہ از طرف ناہال

مولود اگر بہ نیت صلہ رحم باشد جائز است الی ان قال و اگر اداے رسم جاہلیت باشد

جائز نیست کہ دران تشبہ برسم ہنود لازم خواہد آمد و آن درست نیست قال علیہ السلام

من تشبہ بقوم فھو منھم پس حکم مخالفین برخلاف احادیث و اقوال علماے دین اور

اپنے ائمہ طریق کے کب قابل التفات ہے دوم جس فعل میں مشابہت واقع ہے

شعار مذہب اونکا ہو صرح بہ العلماء فی شرح الفقہ الاکبر لمولانا العلی القاری رح انا ممنوعون

من التشبہ بالکفرۃ واہل البدعۃ فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ

سواء کانت من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ فالمدار علی الشعار

جیسے زنار وغیرہ علامات کفر کا ارتکاب باعتقاد و بلا اعتقاد ہر طرح کفر ٹھیرا کہ

الکفر دین اقتدی لسیرتھم التی لا یکون دینا عندہم وانما یکون لعوا فانہ لا یحکم بکفرہ

سوم خصوصیت فعل کی کسی فرقہ مخالف کے ساتھہ اور مخالفت مشابہت کی اوس میں

خاص اوس حالت میں متصور کہ احداث اوس فعل کا اوس فرقہ سے ثابت ہو ورنہ

ہمیں ترک اپنی عادت کا کہ کفار و اہل بدعت بقلید اقتدا ہمارے اختیار کرلیں ضرور

نہیں جسطرح اب عمامہ وغیرہ ہنود میں مروج ہوگیا مگر یہ کہ تمام ملک کے اہل حق اوسے

بالکل ترک کردیں یہانتک کہ اب جو کرے وہ بوجہ اس فعل کے فرقہ مخالف میں خیال

کیا جاوے اسیطرح جو فعل کسی ملک میں فرقہ مخالف کے سوا اپنے اہل ملک میں اصلا

نپایا جاوے خصوصاً جب عامہ اہل ملت اوسپر تشنیع و ملامت کرتے ہیں اور جنبی لوگ

مرتکب کو خواہ مخواہ فرقہ مخالف سے خیال کریں جیسے جاکٹ پتلون وغیرہ کہ ان

ملکوں میں انگریزوں ہی میں مروج ہے اور ملک روم میں مسلمانان ترک بہی پہنتے ہیں

اس لباس کا ملک ہند میں پہنا ہیا اور ملک روم میں جائز و روا ہے چہارم

اگر عادت کفار و مبتدعین کے بدل جاوے اور اب اونکی عادت و رواج

اوس بارہ کا عام ہونے سے خصوصیت اونکے ساتھہ باقی نرہی یہانتک کہ

شعار اونکا نسمجھا جاوے تو حکم بھی نرہیگا قسطلانی مسئلہ طیلسانمین لکھتے ہین
انما ذکرہ ابن القیم من قصۃ الیہود فقال الحافظ ابن حجر انما یصح الاستدلال بہ
فی الوقت الذی تکون الطیالسۃ من شعارہم وقد ارتفع ذلک فی ہذہ الازمنۃ فصار
داخلا فی عموم المباح وقد ذکرہ ابن عبد السلام رح فی امثلۃ البدعۃ المباحۃ حاصل
یہہ کہ حکم مشابہت اوس حالت مین صحیح ہوگا جب فعل فرقہ مخالف کا ایجاد اور اب
بھی اونہین رائج و معمول ہو اور اسکے ساتھ وہ فعل شعار و علامات کفر سے ہو اور
فاعل موافقت کفار کی اونکے شعار مین قصد کرے اور ارتکاب غیر شعار کا کہ کفار خواہ
مبتدعین نے ایجاد کیا اور اب خاص اونہین مین رائج و معمول ہے بقصد موافقت
مخالفان مذہب گو اوس فرقہ مین داخل نکرے مگر معصیت و گناہ اور بدون اس قصد
کے بھی بیجا ہے مگر اس جگہہ ایک امر کا بیان ضرور ہے کہ شرعاً بعض امور خارجیہ کے
اختلاف سے حکم مشابہت نہین رہتا تو اختلاف امور داخلہ سے بالاولی نرہیگا
اعتبار اسیکا ہے کہ حضور سید ابرار صلے اللہ علیہ وسلم مشابہت اہل کتاب سے احتراز
فرماتے آخر الامر اوس سے منع کیا اور روزہ عاشورا کی نسبت کہ ملت اسلام مین
یہود سے اخذ کیا گیا فرمایا کہ سال آیندہ زندہ رہونگا تو نوین کا روزہ اوسکے ساتھ
رکھونگا باوجود بقا فعل کے صرف نوین کا روزہ ملانے سے مشابہت باقی نرہی اور
اسقدر تغیر و اختلاف کافی ٹھیرا تو مطلق مشابہت ولو ببعض الوجوہ خواہ اتحاد اسم
سے اگرچہ اتفاقی ہو اور فاعل ہزار طرح مشابہت کفرہ و مبتدعین سے تبرا کرے
حکم کراہت و حرمت بلکہ کفر و شرک کا کر دینا حقیقت مشابہت سے غفلت اور بلاوجہ
مسلمانونکو ایذا پہونچانا اور خواہ مخواہ برا ٹھیرانا ہے اور نیز اس مقام سے ثابت
ہوا کہ مطلق مطابقت مشابہت کے لیے کافی نہین اور مطابقت مجموع وجوہ مین
غیر مقصود اور امور متنازع مین غیر متحقق تو جبتک مستدلین مطابقت کی تحدید و تعیین
ادلہ شرعیہ خواہ اقوال علماے شریعت سے کہ فہم شرعیات مین اونکی راے معتبر
اور خصم کو مسلم بھی ثابت نہ کردین استدلال احادیث مشابہت سے برخلاف

اقوال علما اور اونکے قاعدہ کے کہ سابق مذکور ہوے خلاف قاعدہ مناظرہ ہے
قاعدہ ۔ ۷ زمان ومکان کو بجہت اضافت ونسبت شریفہ کے شرافت وبزرگی
حاصل ہوتی ہے کہ طاعت وعبادت اوسمین زیادہ فائدہ بخشتی ہے اور برکات و
انوار مضاعف ہوتے ہین اور نیک کام انبیاے کرام واولیاے عظام کی حضور
مین اور بعد وفات کے اونکے مشاہد ومزارات مین عمدہ اثر رکھتے ہین اور یہی حکم
کل منتسبات ومضافات کا ہے بزرگی حرمین مکرمین کی بجہت اضافت ونسبت کے
طرف ذات احدیت وحضرت رسالت کی اور زیادتی ثواب طاعت کی اونمین اور
اسیطرح شرف عہد نبوی وعظمت اہل زمان اور زیادتی ثواب صحابہ کرام کی بدیہیات
اسلام سے ہے اور کریمہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم
الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما مین لفظ جاؤک سے اس مضمون کی طرف اشارہ
ہے کہ تعظیم اقدس مین حاضر ہونا اور وہان توبہ واستغفار کرنا قبول مین اثر تمام
رکھتا ہے اور نیز کریمہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القران سے ثابت کہ ماہ رمضان
کو شرف نزول قران نے عبادت صوم کے ساتھ مخصوص وممتاز کیا کہ صلہ موصول
معنی تعلیل پر دال اور فمن شہد کے شاہد وحم مدعا ہے امام رازی رح تفسیر
کبیر مین ذیل کریمہ مذکورہ لکھتے ہین اما قولہ تعم انزل فیہ القران اعلم ان اللہ
سبحانہ لما خص ہذا الشہر بہذہ العبادۃ بین العلۃ لہذا التخصیص وذلک ہو ان اللہ
سبحانہ خصہ باعظم آیات الربوبیۃ فلا یبعد ایضا تخصیصہ باعظم آیات العبودیۃ لے
قولہ فثبت ان بین الصوم وبین نزول القران مناسبۃ عظیمۃ فلما کان ہذا الشہر
مختصا بنزول القران وجب ان یکون مختصا بالصوم الخ اور حدیث بخاری سے
ثابت کہ جناب جبریل امین حضرت سید المرسلین سے علیہما الصلوۃ والسلام رمضان
مین ہر شب ملاقات اور دور قران کرتے اور حضور اندنون سب ایام سے زیادہ
سخاوت کی طرف متوجہ ہوتے اور پروردگار عالم فرماتا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم
مصلی دیکھو اوس پتھر کے پاس جسپر جناب ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہوکر

کعبہ بنایا اور حج کی اذان دی اور اوسپر قدم شریف کا نقش ہو گیا کھڑے ہو کر نماز
پڑھنے کا حکم ہوتا ہے شاہ عبد العزیز اس آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اس پتھر
کے پاس کھڑے ہونا اور عبادت الہی کرنا گویا ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر
ہونا اور اونکے سامنے خدا کی عبادت بجالانا ہے اور ان الصفا والمروۃ من
شعائر اللہ کے ذیل مین لکھتے ہین صفا مروہ کا شعائر الہی ہونا صرف ببرکت ہاجرہ
ہوا کہ معیت خاصہ خدا انہین دو پہاڑون کے درمیان اونہین حاصل اور مشکل
اونکی حل ہو گئی اور قولوا حطۃ نغفر لکم کی تفسیر مین لکھتے ہین بعض امکنہ متبرکہ مورد
نعمت و رحمت الہی ہون یا بعض خاندان قدیم اہل صلاح و تقوے سے ایک خاصیت
پیدا کرتے ہین کہ اونمین توبہ و طاعت موجب سرعت قبول و مورث ثمرات نیک ہے
اور سورہ قدر کی تفسیر مین کہتے ہین اس سورت کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے
کہ عبادات و طاعات کو بسبب اوقات نیک و مکانات متبرک و حضور و اجتماع
صالحین ثواب و برکات مین زیادتی حاصل ہوتی ہے و قال اللہ عز و جل ان آیۃ
ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم و بقیۃ مما ترک آل موسی و آل ہارون
تحملہ الملائکہ مفسرین کہتے ہین اوس تابوت مین حضرت موسی و ہارون کے تبرکات
تھے بنی اسرائیل لڑائی کے وقت اوس سے تبرک و توسل کرتے اور اوسکی برکت
سے ہمیشہ فتح پاتے اسیطرح بہت احادیث صحیحہ اس مدعا پر صریح دال کہ اوقات
متبرکہ مین اہتمام حسنات زیادہ فائدہ رکھتا ہے اور حدیث مسلم خیر یوم طلعت علیہ
الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم اور اکثر احادیث سے کہ در باب ورود جمعہ وارد
اسکے ساتھ یہہ بھی ظاہر کہ ولادت انبیا اور وقایع عظیمہ سے زمانہ کو ایک خاصیت
و امتیاز حاصل ہو جاتا ہے اور وہ خاصیت اوسکی امثال و نظائر مین ہمیشہ باقی
رہتی ہے جسکی وجہ سے عبادت اونکی اونمین زیادہ فائدہ بخشتی ہے حدیث
مسلم مین ہے حضور بروز دوشنبہ روزہ رکھتے کسی نے اسکی وجہ دریافت کی
فرمایا فیہ ولدت و فیہ انزل علی ملا علی قاری نے فیہ ولدت و فیہ ہاجرت کے

ذیل میں لکھتے ہیں وفی الحدیث دلالة علی ان الزیارة تتشرف لما یقع فیه وکذا المکان اور امام نووی وغیرہ بھی احادیث سے اس مطلب کو ثابت کرتے ہیں اور صحیح مسلم شریف میں عتبان بن مالک رضؓ سے روایت ہے اصابنی فی بصری بعض الشئ فبعثت الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم انی احب ان تاتینی وتصلی لی فی منزلی فاتخذہ مصلی وفی روایة مخطأ لی خطأ امام نووی رح شرح میں کہتے ہیں صالحین اور اونکے آثار سے تبرک اور اونکے نماز پڑہنے کی جگہ نماز پڑہنا اس حدیث کے فوائد سے ہے صحیح بخاری شریف میں موسی بن عقبہ سے روایت کیا ہے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضؓ کو نماز کے لیے تحری بعض اماکن کے کرتے دیکھا اور فرماتے کہ میرے باپ بھی ان مقامات میں نماز پڑہتے کہ حضور کو پڑہتے دیکھا تھا امام عینی اسکی شرح میں کہتے ہیں الوجه الثانی فی بیان وجه تتبع ابن عمر رضؓ المواضع التی صلی فیہا النبی صلے اللہ علیہ وسلم وہو انہ یستحب التتبع لآثار النبی صلے اللہ علیہ وسلم والتبرک بہا ولم یزل الناس یتبرکون بآثار الصالحین امام احمد مسند میں ام المومنین عائشہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں ان ابا بکر لما حضرته الوفاة قال ای یوم ہذا قالوا یوم الاثنین قال فان مت من لیلتی فلا تنتظروا بی الغد فان احب الایام واللیالی الی اقربہا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استیعاب میں صدیقہ رضؓ سے منقول کہ آپ اپنی اہل کی عورتوں کا شوہروں کے ساتھ زفاف ہونا شوال میں دوست رکھتیں اور فرماتیں ہل کان فی نسائہ عندہ احظی منی وقد نکحنی وابتنی بی فی شوال طحاوی منہاج حلیمی وشعب الایمان بیہقی سے نقل کرتے ہیں ان الدعاء مستجاب یوم الاربعاء بعد الزوال قبل وقت العصر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم استجیب لہ علی الاحزاب فی ذلک الیوم وکان جابر یتحری ذلک فی مہمانہ وذکر انہ ما بدی شئ یوم الاربعاء الا تم فینبغی البدایة بنحو التدریس فیہ الخ شعرانی کشف الغمہ میں لکھتے ہیں وکانت الصحابة رضی اللہ تعالی عنہم یتتبعون آثار النبی صلے اللہ علیہ وسلم الخ جذب القلوب میں ہے کہ ایکروز امیر المومنین عمر رضؓ مسجد قبا میں آئے فرمایا خدا کی قسم میں نے

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ خود بدولت اس مسجد کی تعمیر میں اپنے یاروں کے
ساتھ پتھر ڈھلواتے تھے اگر یہ مسجد عالم کے کسی کنارہ پر ہوتی ہم اوسکی طلب میں
کسقدر مسافت دراز طے کرتے پھر آپ نے شاخہاے خرما کی جھاڑو بنا کر اوس مسجد
کو اپنے ہاتھ سے جھاڑا باقی رہے اقوال و افعال ائمہ دین و علماے محققین سو
امام عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں تبرک بمواضع صالحین محمد صحابہ تابعین سے
مستمر رہا ہے اور امر مستمر میں احاطہ و استیعاب اقوال و افعال جسقدر دشوار ہے
ہر شخص جانتا ہے مگر چند اقوال متقدمین متأخرین سے نقل کر دیتا ہوں شاہ
ولی اللہ صاحب ہمعات کی بحث طہارت میں لکھتے ہیں حقیقت طہارت منحصر نیست در
غسل و وضو بلکہ بسیار چیزہا در حکم وضو و غسل ہست چنانکہ صدقہ دادن و فرشتگان
و بزرگان را بخوبی یاد کردن و در مواضع متبرکہ و مساجد عظیمہ نشستن و بساعت تکلف
شدن الخ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں در عشرہ محرم تو آنچہ
صبر ورزیدی کہ شہدا در راہ خدا کشیدہ اند و درین ایام بارواح مقدس ایشان نازل
میشود صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کلام و انفاس و اعمال
و مکانات اور صاحبوں اور اولاد و نسل زائرین میں برکت سلسلہ دیتے ظاہر ہوتی
ہے اور فضائل وقت چاشت میں کلام کرنا حق تعالے کا حضرت موسے
علیہ السلام سے اور ایمان لانا سحرہ فرعون کا شمار کرکے لکھتے ہیں پس اسوقت
نور حق ظلمات باطلہ پر علی وجہ الکمال غالب آیا کہ امت سابقہ میں اثر اوسکا
ظاہر ہوا اور خصوصیات شب قدر میں کہتے ہیں یہ رات چند جہات سے شرف
رکھتی ہے الی ان قال تیسرے نزول قرآن اس رات واقع ہوا اور یہ ایسا
شرف ہے کہ نہایت نہیں رکھتا چوتھے پیدایش فرشتوں کی بھی اس رات میں ہے
شرح صحیح بخاری میں شیخ زین الدین رح سے نقل کرتے ہیں اما تقبیل الاماکن
الشریفۃ علی قصد التبرک وکذا تقبیل ایدی الصالحین و ارجلہم فہو حسن محمود
باعتبار القصد والنیۃ وقد سال ابو ہریرۃ رضی الحسن رضی ان یکشف لہ المکان الذی

قبلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرتہ فقبلہ تبرکا باثارہ وذریتہ علیہ السلام
وقد کان ثابت البنانی رح لایدع ید انس حتی یقبلہا ویقول ید مست ید رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وقال ایضا اخبرنی الحافظ ابو سعید بن العلاء قال رایت فی
کلام احمد بن حنبل رض فی جزء علیہ خط ابن ناصر وغیرہ من الحفاظ ان الامام احمد سئل
عن تقبیل آثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقبیل منبرہ فقال لاباس بہ فاریناہ للشیخ
ابن تیمیۃ فصار یتعجب من ذلک وقال اعجب فی ذلک وقد روینا عن الامام احمد انہ
غسل قمیصا للشافعی وشرب الماء الذی غسلہ بہ واذا کان ہذا تعظیمہ لاہل العلم
فکیف باثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقد احسن مجنون لیلی حیث یقول ؎
امر علی الدیار دیار لیلی ۔ اقبل ذا الجدار وذا الجدارا ۔ وما حب الدیار شغفن قلبی ۔
ولکن حب من سکن الدیارا ۔ قال المحب الطبری یمکن ان یستنبط من تقبیل الحجر و
استلام الارکان جواز تقبیل ما فی تقبیلہ تعظیم اللہ تعالی فانہ ان لم یرد فیہ خبر بالندب
لم یرد بالکراہۃ قال وقد رایت فی بعض تعالیق جدی محمد بن ابی بکر عن الامام
الیمانی ان بعضہم کان اذا رای المصاحف قبلہا واذا رای اجزاء الحدیث قبلہا
واذا رای قبور الصالحین قبلہا قال ولا یبعد ہذا فی کل ما فیہ تعظیم اللہ تعالی واللہ
تعالی اعلم اور علماء دین تشریف ماہ ربیع الاول شریف کے بجہت ولادت
باسعادت اور زیادت حسنات وخیرات کے اوس ماہ مبارک مین تصریح قائل
مین یہانتک کہ علامہ ابن الحاج بھی جن سے منکرین خاص مسئلہ مولد مین استناد
کرتے ہین اس امر کے معترف ومقر ہین مگر پورا کلام کسیکا دیکھنا اور کسی کی پوری
بات ماننا نصیب اعداء اس فرقہ کے حصہ مین نہین آیا اکثر متکلمین اونکی بسبیل
تنزل خاص ازمنہ وبقاع امور شریفہ کو فضل وشرف کے ساتھ مخصوص اور اونکے
امثال ونظائر سے بالکل مسلوب سمجھتے ہین اور تغلیط عوام کے لئے شرف عیدین
سے جواب دیتے ہین کہ فضل وشرف اونکا باعتبار تجدد نعمت کے ہے کلام اسمین
ہے کہ بدون تجدد ما بہ الشرف کے امثال ونظائر کو باآنکہ صدہا ہزار برس کا

فضل اصل سے رکھتے ہین شرف کسطرح حاصل ہوا جس حالت مین اشارات مثلون
وتصریحات حدیث واقوال وافعال صحابہ وتابعین وائمہ واکابر علماے دین
سب اس مسئلہ مین کہ امثال ونظائر بہی شرف اصل سے مشرف ہو جاتے ہین
متوافق اور علماے سابقین کتاب وسنت سے اسے ثابت کرتے ہین تو ان
مدعیان خاکسار کا انکار یا اونکے مستندین کے مضطرب کلمات کب قابل التفات
ہین اوس سے یک لخت اعراض اور اپنے خیالات یا ایسے اقوال شاذہ پر کہ صریح مخالف
حجج شرعیہ واقع اسدرجہ اصرار کب جائز ہے اور سنئے جب کوئی متکلم اوس فرقہ کے
جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو عیدین کے سوا کچہ نظر نہین آتا کہتے ہین شرف
عیدین بسبب اصل کے نہین بلکہ بوجہ تجدد و نعمت کے اور یوم جمعہ سے آنکہہ بند کر لیتے
ہین جسکی بزرگی بجہت وقایع کے کہ غیر متجدد ہین احادیث مین مصرح اور نیز امام
قسطلانی مواہب مین لکہتے ہین والجواب ان یوم الجمعۃ یوم الکمال والتمام وحصول
الکمال والتمام یوجب الفرح الکامل والسرور العظیم فجعل الجمعۃ یوم العید اولے
من ہذا الوجہ اسیطرح ذکر عدم قرار زمان کا اس مبحث مین اور استناد تحفہ اثنا
عشریہ سے اسباب مین ہیچ اسطلب صاحب تحفہ کا وہ ہرگز نہین جو ان بزرگوار دن
نے سمجہا ہے کہ اونہون نے تفسیر وغیرہ اپنی تحریرات مین بہت جگہ جنہین بعض کا ذکر
ابہی گذرا شرف اصل فضائر و امثال کے لئے بتصریح ثابت کیا ہے اور مولوی شاہ
رفیع الدین صاحب رحم رسالہ مسائل مین لکہتے ہین زمانہ اگرچہ سیال غیر قار است
اما انچہ بان تقدیر کردہ میشود زمان را از شب و روز و ماہ و سال انہار اشرعا و
عرفا دورہ مقرر است چون یک دورہ تمام میشود باز از سر شروع میشود وہمین حساب
رمضان شہر صوم و ذی الحجہ شہر حج وہمچنین شہور دیگر را در دورہ حکم اتحاد بالنظیر دادہ
میشود چنانکہ در حدیث است کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حق تعالے
نجات حضرت موسی علیہ السلام وغرق فرعون درین روز کردہ است برای
شکرانہ روزہ میگیریم جناب نبوت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند نحن احق من تبع

ہو یعنی فصام یوم عاشورا وامر الناس بصیامہ و نیز حضرت نبی صلے اللہ علیہ و
سلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبہ فرمودند فیہ ولدت و فیہ انزل علی و فیہ
ہاجرت و فیہ اموت الخ بالجملہ مشرف و ممتاز ہونا زمان و مکان کا بجہت وقوع
امور شریفہ و وقائع عظیمہ کے اور باقی رہنا فضل و شرف کا امثال و نظائر زمان
مین اسیطرح شرافت و بزرگی ہر اوس چیز کی جو حضرت احدیت اور انبیا علیہم السلام
اور اولیاے کرام سے ایک خاص تعلق و نسبت رکھتی ہو کتاب و سنت و اقوال
و افعال صحابہ و علماے ملت سے اسطرح ثابت کہ اگر کوئی قول کسی کا اسکے خلاف
کو موہم بھی ہو اصلا قابل لحاظ و اعتبار نہین باوجود اسکے کلام بعض متکلمین مذہب
جدید کا محض مکابرہ و عناد ہے واللہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد قاعدہ ۸
تعامل خواص و عوام اہل اسلام اصل شرعی ہے کتب فقہ مین صدہا جزئیات اوسپر
متفرع اور بہت امور دینی مبنی قال اللہ عزوجل ومن یشاقق اللہ ورسولہ و
یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا اور اسمین شک نہین کہ
جو امر مسلمانون مین مروج اوسے طریق مسلمین اور روش مومنین کہنا بجا کما فی الدر المختار
وجاز قید العبد تحرزا عن التمرد والاباق وہو سنۃ المسلمین فے الافاق وفی بستان
الفقیہ ابی اللیث رح فی مسئلۃ کتابۃ العلم ولانہم توارثوا ذلک فصار ذلک سبیل المسلمین
وسبیل المسلمین حق اور حدیث ابن ماجہ مین ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من
شذ شذ فی النار امام اعظم رح اکثر مسائل مین عرف و عادت اہل اسلام پر
اعتبار کرتے ہین ہدایہ مین ہے مالم ینص علیہ فہو محمول علی عادات الناس اور
نیز اوسمین ہے لانہ ہو المتعارف فینصرف المطلق الیہ اور بنیا ایمان و نذور و وصایا
و اوقاف کی تو اسی پر ہے اور در باب مہر قول محقق حنفیہ کا یہی قرار پایا ہے
کہ بصورت عدم تعجیل و تاجیل قدر متعارف ہی معتبر ہے اور امر تعظیم و توقیر و توہین
و تحقیر مین بھی بالکلیہ عادت قوم و رواج دیار ہی کا اعتبار ہے عرب مین باپ اور
بادشاہ و عالم کو لک و منک و بک و الیک کے ساتھ خطاب کرتے ہین جسکا

ترجمہ تو بھی ان دیار مین کسی معظم کو تو کہنا گناہ اور مسیر کبھی اسطرح خطاب کرنا بیجا ہے اسیطرح عرب مین تعظیم بالقیام کا رواج عام نہ تھا بخلاف ان بلاد کے کہ اگر ان ملکو نمین معظمین کے قیام کے ساتھہ تعظیم نہ بجا لاویگا عند الشرع وعند الخلق ملام ہوگا اور نیز اوسکے ترک مین بلا ضرورت شرعیہ مسلمان کا دل دکہانا اور عوام کی نظر مین اوس معظم کو حقیر ٹہیرانا یا اوسے اپنی پرخاش و ایذا پر آمادہ کرنا ہے کہ یہ سب امور شرعا و عقلا بیجا ہین اور نیز موافقت باعث اسرار و الفت ہے کہ مراد شارع اور شرعا مطلوب ہے اور مخالفت موجب وحشت اور بلا وجہ شرعی اہل اسلام سے نارو اہے ولہذا علماے اعلام اداب و اخلاق مین ہر مجلس سے موافقت غیر منہی عنہ مین پسند فرماتے ہین اور مخالفت کو بیجا ٹہیراتے ہین امام غزالی رح نے ادب خاص احیاء العلوم مین اسے نہایت تصریح سے بیان فرمایا ہے اور حدیث خالقوا الناس باخلاقہم سے استناد کیا ہے اور عین العلم مین تو بطور قاعدہ کلیہ کے لکہا ہے والاسرار بالمساعدة فیما لم ینہ عنہ وصار معتادا فی عصرہم حسن و انکان بدعة اور بتصریح متکلم قنوجی خیریت اہل قرن بدون خیریت خلق و سیرت تعہد ذکریہ وکذلک جعلناکم امة وسطا لتکونوا الخ اور آیت سراپا بشارت کنتم خیر امة بہی اثبات مدعی مین کافی بر جبندہی مین مذکور المعروف الصالحة بالنص قال عمر مارآہ المسلمون الخ اور بہت علماے دین اکثر معمولات و مقبولات مسلمین کو بربناے تعامل جائز و مستحسن ٹہیراتے ہین اور ملا علی قاری اور محمد بن برہتو شقی و غیرہما بعض امور کو بعد اعتراف اسکے کہ بدعت ہی بدلیل اس اثر ابن مسعود رض کے مستحسن ٹہیراتے ہین در مختار مین قرات فاتحہ بعد از نماز بغرض مہمات کو بدعت کہکر اپنے استاد سے بربناے عادت استحباب اوسکا نقل کیا اور تجنیس وغیرہ بہت کتابون مین ذکر خلفاء راشدین خطبہ مین کو باآنکہ قرون ثلثہ مین رواج نہتا بوجہ توارث مستحسن کہا اور مجدد الف ثانی رح نے تو اس امر کی نہایت تاکید فرمائی اسیطرح تلاوت کریمہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الخ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح نے بجاے سب اہلبیت

کہ عادت بنی امیہ کے خطبہ مین بھی مقرر کی اور ملا علی قاری رح نے بدلیل اثر مذکور
اوسے سنت مستحبہ کہا بعض فقہا نے تکبیر بعد از عید کے نسبت توارث مسلمین کا
دعوی کر کے لکھا فوجب اتباعہم وعلیہ البلخیون کما فی الدر المختار کافی مین ہے
قولنا اقرب الی عرف دیارنا فیفتی بہ اور امام سخاوی و امام جزری رح نے مسئلہ
مولد مین تعامل سے احتجاج کیا امام صدر کبیر محیط برہانی مین لکھتے ہین لا یکرہ
الاقتداء بالامام فی النوافل مطلقا نحو القدر والرغائب ولیلۃ النصف من شعبان
ونحو ذلک لان مارآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن خصوصاً اذا استمر فی بلاد الاسلام
والامصار لان العرف اذا استمر نزل منزلۃ الاجماع وکذا العادۃ اذا استمرت واشتہرت
وفی اکثر بلاد الاسلام یصلون الرغائب مع الامام وصلوۃ لیلۃ القدر لیالی
رمضان ولم یشتہر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے لیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ القدر
والرغائب ومع ذلک صلے المومنون مع الجماعۃ فی اکثر امصار الموحدین فی بلادہم
ومارآہ المسلمون حسنا الخ وفی تلک الصلوۃ مع الجماعۃ مصالح وفوائد نحو رغبات
المومنین فی تلک الصلوۃ واعطاء الصدقات من الدراہم والاطعمۃ والحلاوی
وغیر ذلک ومنع بعض الفضلاء ذلک لکن افسادہم اکثر من اصلاحہم لان فی المنع
منع الصدقات ومنع رغبۃ الناس عن الحضور فی الجماعات وذلک لیس مرضیا عقلا
وسمعا ومن افتی بذلک فقد اخطاء فی دعواہ الخ ملخصا شرح نقایہ مین ہے لا یکرہ
الاقتداء بالامام فی القدر والرغائب والنصف من شعبان لان مارآہ المسلمون
الخ اور عینی شرح کنز مین رد مال کے مسئلہ مین تعامل سے استناد کرتے ہین علامہ
شامی لکھتے ہین ہذا ما صححہ المتاخرون لتعامل المسلمین اور امام عینی شرح ہدایہ مین در
باب عدم ارسال صید محرم لکھتے ہین وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وہی
من احدی الحجج التی یحکم بہا قال علیہ السلام مارآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
اشباہ والنظائر مین ہے انما تعتبر العادۃ اذا اطردت او غلبت ہدایہ مین ہے ومن
اطلق الثمن کان علی غالب نقد البلد لانہ المتعارف قال بعض العلماء ایضا العادۃ

الفاشیة مثل الاجماع القولی وفی الاشباہ العادۃ محکمة واصلہا قولہ ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن ثم قال واعلم ان اعتبار العادۃ والعرف یرجع الیہ فی الفقہ فی مسائل کثیرۃ حتی جعلوا ذلک اصلا بستان فقیہ ابو اللیث میں ہے

فلو شارط لتعلیم القران ارجوان لاباس بہ لان المسلمین توارثوا ذلک بالجملہ عرف وعادت وتعامل مسلمین شرعا معتبر اور ایک دلیل شرعی ہے اور بحالت عدم مزاحم اقوی خواہ مساوی کے وہی استدلال واحتجاج کے لئے کافی ہے اور اضمحلال اوسکا بمقابلہ نص وغیرہ حجت قوی خواہ عدم استشہاد باوجود مساوی کے سبطل حجیت نہیں جسطرح مسئلہ اجارہ حائک میں مشائخ بلخ وغیرہ پر علما سے بلخ وخوارزم نے تعامل پر عمل کیا اور علامہ ابو علی النسفی نے اوسپر فتوے دیا اور دون نے بدینوجہ کہ تعامل بمقابلہ نص متروک ہے اوسے معتبر نہ ٹہیرایا تو مسائل میں کلام محض مغالطہ دہی ہے اور اس جگہ چند مباحث ہیں کہ ذکر انکا ضروری ہے بحث اول عدم نقل معمول بہ قرون ثلثہ سے احتجاج بالتعامل کو مانع نہیں کہ علما نے صدہا امور میں جو قرون ثلثہ میں رائج نہ تہے اس سے استدلال کیا ہے اور باوجود اس کے کہ بدعت ومحدث ہیں جائز ومستحسن کہا ہے اور یہان سے اسراد تکلم تنوجی کہ مسلمون سے اثر ابن مسعود رضہ میں صحابہ مراد ہیں کہ روایت احمد وبزار وطبرانی وطیالسی حاکم با ین الفاظ وارد کہ ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم انصار دینہ ووزراء نبیہ وما راہ المسلمون الخ کہ غایة الکلام میں مذکور ساقط ہو گیا اور نیز معمولات ومقبولات مسلمین ہر عصر پر اطلاق ما راہ المسلمون کا صحیح باوجود اسکے اوسکی تقیید صدر اول کے ساتھ محض بیجا اور روایت اثر مذکور با ین الفاظ میں مخصوص نہیں اور تقید بلا مقید بر خلاف اصول حنفیہ قطع نظر اس سے اس تقدیر پر صحیح تخصیص کا نہ تہا اور ذا ساسب تہی نہ وا اور کما لایخفی بحث دوم تعامل بلاد کثیرہ کا گو جمیع بلاد میں نہ پایا جاوے معتبر ہے کہ فقہاے کرام نے جو مسائل تعامل وعرف وعادت پر مبنی کیے اون امور کا ہزارون بلاد میں نام ونشان نہیں ہے اور علم باتفاق کل بلاد از بس محال

جملہ بلاد قریب بمحال تو اگر یہہ امر اعتبار تعامل خواہ قول جماعت کے لئے شرط ہوتا
جیسا متکلم قنوجی نے خیال کیا تو علما بالضرور اس حجت سے دست بردار ہوجاتے
اور سوا اون امور کے کہ صدر اول مین مستمر رہے کسی معاملہ مین اوس سے احتجاج نکرتے
اشباہ و النظائر مین تصریح ہے کہ عادت غالبہ معتبر ہے بلکہ ہر شہر کے لیئے اوس کا
عرف غالب اعتبار کیا جاتا ہے کما مر من الہدایۃ فی مسئلۃ النقد مظاہر الحق مین
کہ تصنیف معتمد وہابیہ کی ہے حدیث ابن ماجہ کے تحت مین لکھا ہے یعنی جو اعتقاد
قول و فعل اکثر علما کے ہون اونکی پیروی واجب مختصر الاصول مین ہے مسئلہ لو ندر المخالف
مع کثرۃ المجمعین کاجماع غیر ابن عباس رض علی العول و غیر ابی موسی الاشعری رض
علی ان النوم ینقض الوضوء لم یکن اجماعا قطعیا لان الدلالۃ لا تتناولہ والظاہر انہ
حجۃ لبعد ان یکون الراجح متمسک المخالف شرح عضدی مین ہے لکن الظاہر انہ یکون
حجۃ لانہ یدل ظاہرا علی وجود راجح او قاطع کیا تماشا ہے کہ تحقق تعامل کا جمیع بلاد
مین شرط اعتبار ٹہیراتے ہین اور عبارت درمختار سے وجوز بعض مشائخ بلخ بیع الشرب
لتعامل اہل بلخ والقیاس یترک للتعامل ونوقض بانہ تعامل اہل بلدۃ واحدۃ
استناد کرتے ہین دعوی یہہ کہ تعامل جملہ بلاد مین ہو تو معتبر ہے اور دلیل کا حاصل
یہہ کہ تعامل ایک شہر کا معتبر نہین حقیقت اس مسئلہ کی یہہ ہے کہ علما عرف و عادت
بلدۂ واحدہ کے اعتبار مین اختلاف رکھتے ہین بہت مشائخ اوس پر فتوے دیتے ہین
جیسا اجارۂ حائک مین علماے بلخ و خوارزم و علامہ نسفی رح سے منقول ہوا اور
اس مسئلہ مین علماے بلخ نے اسی شہر کے تعامل پر حکم دیا اور فتح القدیر وغیرہ کتب
فقہ مین بہت مسائل قاہرہ وغیرہ کے عرف و عادت پر بنا کیے اور بہت علما اوسے
معتبر نہین ٹہیراتے نقض صاحب درمختار اس مذہب پر مبنی ہے بہلا اس دلیل کو
دعوی سے کیا علاقہ ہے اسقدر بہی نہ دیکھا کہ وہی صاحب درمختار قرات سورہ
فاتحہ کو بعد نماز کے مہمات کے لیئے جہرا بحوالہ اپنے استاد کے مستحب لکھتے ہین
حالانکہ صدہا بلاد و امصار مین اوسکا نام و نشان نہین پایا جاتا بحث سوم

تعامل جسطرح معاملات مین حجت ہے اوسیطرح عبادات مین معتبر ہے کہ لفظ ما اثر ابن مسعود رضہ اور سبیل المومنین کریمہ اور اتبعوا السواد الاعظم حدیث مین دونون طرحکے احکام کو شامل اور علما دونون طرحکے احکام اوسپر بنا کرتے ہین کہ بعض جنسے بہی ذکر کئے اور کوئی فارق عقلی و سمعی متحقق نہین تو تخصیص اوسکی معاملات کے ساتہہ محض بیمعنی ہے **بحث چہارم** ثبوت تعامل کے لیئے نقل معتمد کی کافی ہے اور یہی حال نقل اجماع کا ہے کہ جس مسئلہ مین بعض ثقہ معتمد جنکے بیان و تحریر پر وثوق ہوجاوے کسی مسئلہ مین تقریر خواہ تحریر سے تعامل اجماع کا دعوی کرین اگر کوئی امر مزاحم اونکے بیان کا نپایا جاوے تو صرف اونکے لکہدینے سے تعامل اور اجماع ثابت ہوجاتا ہے اور ایسی تقریر و تحریر پر اعتماد اور نظر اوسکے تعامل و اجماع سے استناد کیا جاتا ہے امام فخر الدین رازی محصول مین فرماتے ہین الاجماع المروی بطریق الاحاد حجة لانه یفید الظن فیجب العمل به ولان الاجماع نوع من الحجة فیجوز التمسک بمظنونه کما یجوز بمعلومه قیاسا علی السنة اور اشباہ مین ہے ویجوز الاعتماد علی کتب الفقه الصحیحة قال فی فتح القدیر من القضاء وطریق نقل المفتی فی زماننا عن المجتهد امرین اما ان یکون له سند فیه الیه او یاخذ من کتاب معروف تداولته الایدی نحو کتب محمد بن الحسن ونحوها من التصانیف المشهورة ونقل السیوطی عن ابی اسحق الاسفرائنی الاجماع علی جواز النقل من الکتب المعتمدة ولا یشترط اتصال السند الی مصنفها **قاعدہ ۹** قول جمہور و اکثر مثل قول کل حجت شرعی ہے غالب الامر یہ کہ وہ قطعی یہ ظنی ہے کریمہ ومن یتبع غیر سبیل المومنین اور حدیث ابن ماجہ اور اثر ابن مسعود اس قاعدہ کے اثبات مین بہی کافی کہ جسطرح رسم و رواج اکثر کو سبیل و سنت مسلمین کہتے ہین اسیطرح قول جمہور و اکثر پر اطلاق اوسکا صحیح ہے اور یہی حال اثر ابن مسعود رضہ کا ہے کہ اوسنے مارآہ المسلمون کہنا صحیح اور بجا ہے اور حدیث لو اتباع اکثر مین قول مین ہو یا فعل مین صریح ہے کہ سواد اعظم سے جماعت کثیرہ متبادر ظنی اوسکی شرح مین مفردات سے نقل

کرتے ہین دا السواد بعبرۃ عن الجماعۃ الکثیرۃ اور حدیث امام احمد بلفظ علیکم بالجماعۃ
والعامۃ وارد اور عامہ اکثر یعنی اکثر مستعمل شیخ محقق دہلوی اس حدیث کی شرح
مین لکھتے ہین اشارت ست بآنکہ معتبر اتباع اکثر وجمہور ست چہ اتفاق کل در ہمہ
احکام واقع بلکہ ممکن نیست اور استدلال علما و دلائل مذکورہ سے حجیت اجماع پر
منافی مدعا نہین کہ جب قول وفعل اکثر حجت ہے تو اجماع بالاولی حجت ہوگا ہان
یہ دعوی بعض معاصرین کا کہ استدلال ایسی اوسی مین منحصر ہے محض غلط مبنی بتبادر
کو کالعدم ٹہیرانا انہین حضرات کا خاصہ ہے بلکہ حدیث شریف مین تو جملہ من شذ
شذ فی النار موجود اور جب خلاف کرنیوالا پایا گیا اجماع حقیقی نرہا اور شذوذ بعد
انعقاد اجماع کے مراد لینا بلا ضرورت وقرینہ خواہ مخواہ حذف کا قائل ہوتا ہے
تو اس حدیث سے حجیت اجماع پر استدلال صرف بطریقہ دلالت النص ہوسکتا ہے،
دوسری روایت ابن ماجہ مین صاف تصریح ہے کہ جب امت مین اختلاف
دیکھو تو سواد اعظم کی پیروی واجب ہے ان امتی لن تجتمع علی الضلالۃ فاذا
رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم بعض حضرات نے اس روایت مین فا تفریع
کی دیکھکر یہ ٹہیرا دیا کہ سواد اعظم یعنی اجماع ہے ہم تسلیم کرتے ہین کہ اس جگہ
مدلول سواد اعظم کا اجماع امت سے متحد ہے لیکن اجماع حقیقی اختلاف
کے ساتھ جمع نہین ہوسکتا تو جماعت کثیرہ کو کہ حکم اجماع مین ہے اجماع امت سے
تعبیر فرمایا گیا ہے اور اوس سے ضلالت کو منتفی کیا ہے اور استعمال اجماع کا
جماعت کثیرہ مین بہی آتا ہے اور جو امر اکثر کی طرف منسوب ہو اوسے کل کیطرف
نسبت کیا جاتا ہے خود متکلم قنوجی نے غایۃ الکلام کے مقدمہ مین لکہا ہے
وانچہ در اکثر اصحاب وقرن باسکوت باقین مروج بود بمنزلہ سیرت وخلق جمیع
اصحاب وہمہ قرن باشد اور سابق مذکور ہوا کہ علماے دین اور اکابر
محققین نے حجیت قول جمہور پر اثر ابن مسعود رض سے استدلال کیا ہے اور بد
معمولات ومرسومات اہل اسلام کو کہ نہ قرون ثلثہ مین رائج تہی نہ کسی مجتہد نے

تصریح فرمائی نہ اونکار رواج عام جمیع بلاد اسلام میں متحقق ہوا صرف اسی اثر کی بنا پر
مستحسن فرمایا ہے اور کبھی اتفاق و اجماع کا دعوی کیا اور اونہیں مجمع علیہا ٹھیرایا
ہے بلکہ عمائد متکلمین وہابیہ تصریح کرتے ہیں کہ علم باتفاق کل غیر عصر صحابہ میں
متصور نہیں تو جسجگہ ماورا سے عصر صحابہ کے اجماع و اتفاق سے استناد ہو تو وہاں
خواہ مخواہ قول جمہور ہی سے استشہاد سمجھا جاتا ہے اور متکلم قنوجی نے تعلیم و تعلم
صرف و نحو وغیرہ کو مجمع علیہا لکھا ہے اور یہہ امور عصر صحابہ میں نہ تہے نہ علم باتفاق
کل دوسرے عصر کا متصور تو لا محال خواہ قول اکثر سے استناد اور اوسکو اجماع و
اتفاق سے تعبیر کیا کیا بلا ہے کہ یہہ حضرات جس دلیل سے خود استناد کرتے ہیں
دوسرون کے استدلال کے وقت اوسکو بے اعتبار ٹھیرا دیتے ہیں اس سے زیادہ
تصریح لیجئے تفہیم المسائل میں خاص اس قاعدہ کو صرف اس غرض کے لئے کہ
لفظ بسیاری از فقہا سے کہ کلام شیخ محقق دہلوی میں وارد استدلال منظور ہے
بکمال شد و مد ثابت کیا اور جب خصم نے استحسان ہولہ میں اوس سے استناد کیا تو
غایۃ الکلام میں اوسکے ابطال پر اصرار ہے اور تفہیم میں جن دلائل کو مثبت اوسکا
ٹھیرایا یہان اونسے صاف انکار ہے رئیس المتکلمین فرقہ نے اس سے بھی پیشقدمی
کی اور متقلید شیعہ اس قاعدہ کے ابطال میں کریمہ الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات
وقلیل ما ہم وغیرہا آیات سے استناد کیا اس خرافات کے رد میں تحفہ اثنا عشریہ
کافی ہے دوسرے بالند پر وازی انہیں بزرگوار کے دیکھیئے کہ سواد اعظم سے
حدیث میں مطلق جماعت کہ دوسری جماعت سے اکثر ہو مراد ہے تو کفار بہ نسبت
اہل اسلام کے اکثر ہیں اور جو خاص اس امت میں کلام ہے تو اس کے فرقہ
بہتر ہیں اونمیں ایک ناجی ہے اور ایک کی قلت بہتر سے بدیہی ہے اور جو
سواد اعظم اس فرقہ ناجیہ کا مقصود تو عظمت بمعنی فضیلت کے سے ہے یا بعدد کے
اسلیے آخرہ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ احتمال اول حدیث میں پیدا کرنا نری
ناروائی اور ہٹ دہرمی ہے اور احتمال ثانی بہی اوسکے قریب مسلم الثبوت اور

اوسکی شرح مین ہے کثرۃ الفرق لا یستلزم کثرۃ الاشخاص بل یجوز ان یکون اشخاص
الفرقۃ الواحدۃ اکثر من اشخاص سائر الفرق فوحدۃ الفرقۃ الناجیۃ لا توجب
کون الحق مع الاقل اور شق ثالث مین احتمال اول صحیح نہین جہالت مین امر
متبوعیت مین جماعت کا اعتبار کیا گیا تو اتصاف جماعت کثرت عددی سے مناسب
یا فضیلات سے اور معاملہ شذوذ کا اور اوسپر وعید احتمال ثانی کی تعیین کے لیئے
عمدہ قرینہ ہے کہ اوسکے ساتھہ ارادہ معنی آخر کا قریب تحریف معنوی ہی کما لا یخفی
باقی رہا کلام متعلق احتمال ثانی کی سو نفس مسئلہ مولد سے متعلق ہے کہ جواب اوسکا
رسالہ اشارت مولد سے حاصل ہوسکتا ہے اصل قاعدہ بالتحن فیہ سے تعلق نہین
رکھتا اسیطرح احتمال دوسرے معنی کا سواد اعظم مین بحوالہ کسی شخص منفرد کے قطع
نظر اس سے کہ مقصود قائل کیا ہے اور اوس نے کس محل پر اور کس غرض سے کہا
ہے برخلاف معنی حقیقی متبادر اور بلا قرینہ وضرورت داعیہ ہرگز قابل لحاظ نہین
اور نیز اگر اجتہاد مجتہد کا کہ مخالف دیگر مجتہدین واقع ہو محل کہ مجتہد کو بموجب قول
محقق اتباع اپنے اجتہاد کا واجب ہے اتباع غیر جائز نہین تو کثرت مخالفین اوسکی
اور اوسکے مقلدین کے حق مین مضر نہین بالجملہ اتباع جمہور و اکثر علماے اہل سنت
آیت وحدیث و اثر مذکور اور اقوال علماے امت سے کہ اوسپر اعتبار اور اکثر
جزئیات مین استناد و استشہاد کرتے ہین بخوبی ثابت اور عقل بھی اوسکی قوت کا
حاکم ہے اور قول شاذ مخالف جمہور مردود و غیر معتبر ہے کہ بنظر اوسکے مسائل مجمع علیہ
اور متفق علیہ کے حکم مین رہتا ہے مختلف فیہ بھی نہین کہتے واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم

قاعدہ ۱۰۵ — استدلال بدلالۃ النص وبعلت منصوصہ واجب ہے حکم کلی اوسکی
جزئیات مین اور تصریح مسمیات وتفصیل مجملات مجتہد و استخراج جزئیات بدلالت مساوات
و استنباط اصول مجتہد سے جن احکام مین مجتہد سے نص نہین اور وقائع و حوادث
مین کہ اوسوقت تک نہ تھی اور فہم احکام ظاہر و نص و محکم و مفسر سے اور استخراج
نتیجہ مقدمات منصوصہ سے برعایت شرائط قیاس اقترانی و استثنائی مخصوص مجتہد

نوہیں علامہ طحطاوی درباب تسمیہ سید رکتب اس اعتراض کے جواب میں کہ استنباط
حکم شرعی ادلہ سے صرف منصب مجتہد کا ہے لکھتے ہیں واما فہم الاحکام من نحو الآیۃ
والنص والمفسر فلیس مختصا بہ بل یقدر علیہ العلماء الاعلم منہ شامی میں ہے الا الحاق
بہا وروفیہ النص فی العلۃ التی فیہا اخذ من النص اوسی میں ہے ولا یکون ذلک
من القیاس بل ہو تصریح لما تضمنہ کلام المجتہد او دل علیہ دلالۃ المساواۃ اور یہ
بھی اوسی میں لکھا ہے وحیث کان مناط الفساد عندہما کون اللفظ افید بہ معنی لیس
من اعمال الصلوٰۃ کان ذلک قاعدۃ کلیۃ یندرج تحتہا افراد جزئیۃ منہا مسئلتنا ہذہ
اذ لاشک انہ اذا لم یقصد الذکر بل بالغ فی الصیاح لاجل تحریر النغم والاعجاب بذلک
یکون قد افاد بہ معنی لیس من اعمال الصلوٰۃ ولا یکون ذلک من القیاس امام شعرانی
میزان میں لکھتے ہیں فکما ان الشارع بین لنا بسنتہ ما اجمل من القرآن فکذلک الائمۃ
المجتہدون بینوا لنا ما اجمل من احادیث الشریعۃ ولولا بیانہم لنا ذلک لبقیت الشریعۃ
علی اجمالہا وہکذا القول فی اہل کل دور بالنسبۃ الی الدور الذی قبلہم الی یوم القیمۃ
ابن کمال باشا رسالہ طبقات مجتہدین میں لکھتے ہیں الثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی
المسائل التی لا روایۃ لہم فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف وابی جعفر الطحاوی
وابی الحسن الکرخی وشمس الائمۃ الحلوانی وشمس الائمۃ السرخسی وفخر الاسلام البزدوی
وفخر الدین قاضی خان وامثالہم فانہم لا یقدرون علی المخالفۃ لہ لا فی الاصول
ولا فی الفروع فانہم یستنبطون الاحکام فی المسائل التی لا نص فیہا علیہا عنہ علی
حسب اصول قررہا ومقتضی قواعد بسطہا والرابعۃ طبقۃ اصحاب التخریج من المقلدین
کالرازی واضرابہ فانہم لا یقدرون علی الاجتہاد لکنہم لاحاطتہم بالاصول وضبطہم
للمآخذ یقدرون علی تفصیل قول مجمل ذی وجہین وحکم مبہم محتمل للامرین منقول
عن صاحب المذہب او عن واحد من اصحابہ المجتہدین برأیہم ونظرہم فی الاصول
والمقایسۃ علی امثالہ ونظائرہ من الفروع وما وقع فی بعض المواضع من الہدایۃ
قولہ کذا فی تخریج الکرخی وتخریج الرازی من ہذا القبیل مسلم الثبوت میں ہے

والقضا شائع وذائع احتجاجہم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر اور علمائے متاخرین
باوجود اقرار تقلید صدہا مسائل مین بالخصوص جنمین مجتہد سے تصریح نہین احکام
بیان کرتے ہین رد المحتار مین بذیل قول شارح رح و قول ابن حجر بدعة ای سيئة
وکل طاعون وباء و لا عکس لکہا ہذا بیان لدخول الطاعون فی عموم الامراض المنصوص
علیہ عندنا وان لم ینصوا علی الطاعون بخصوصہ صاحب ہدایہ وغیرہ فقہا ہر مسئلہ کو
دلیل عقلی و نقلی سے ثابت کرتے ہین آج تک کسی نے نہ کہا کہ یہہ دلیل مجتہد سے
ثابت نہین اور مصنف مرتبہ اجتہاد نہین رکہتا تو اوسکا استخراج و استنباط معتبر نہین
یہانتک کہ شاہ عبد العزیز و شاہ ولی اللہ رح کی تصانیف مین ہزار جگہ عموم و
اطلاق وغیرہما مذکورات سے استخراج احکام موجود ہے مولوی خرم علی ترجمہ
قول جمیل مین شاہ عبد العزیز صاحب رح سے وقت دعا آستین گلے مین ڈالنیکے باب
مین کہ بعض مشائخ سے منقول نقل کرتے ہین مولانا نے فرمایا کہ بعض نادانون
نے اعتراض کیا ہے کہ آستین گلے مین ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیہ ماثورہ
مین یہہ ثابت نہین ہم جواب دیتے ہین کہ قلب رداء یعنی چادر کا اولٹنا پلٹنا نماز
استسقا مین رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے
تو اسیطرح آستین گلے مین ڈالنا امر مخفی کے اظہار کیواسطے یعنی تضرع کے یا
واسطے گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر جائز نہوگا دیکہو آستین گلے مین
ڈالنے کو قلب رداء پر قیاس کیا بااینہمہ جو لوگ استدلالات حافظ امام ابن حجر عسقلانی
اور امام جلال الدین سیوطی وغیرہما اکابر دین کو بوجہ عدم اجتہاد محض بیکار
سمجہتے ہین بلکہ عموماً فقہاے غیر مجتہدین کے احکام اسیوجہ سے بیکار ٹہیراتے
ہین اور اونکے رئیس المتکلمین کلمة الحق مین مجالس الابرار سے نقل کرتے ہین
ومن لیس من اہل الاجتہاد من العباد والزہاد فہو فی حکم العوام لا تقلید بکلامہ
انتہی اول صاحب مجالس الابرار ایک شخص مجہول غیر معتمد کے کہدینے سے
بزرگان دین کا کلام غیر معتمد بہ اور بے اعتبار نہین ہوسکتا دوم اوسکے کلام کا

استثنا بھی ملاحظہ نہ فرمایا کہ اسکے آگے لکھتا ہے الا ان یکون ہو اتفاقا للاصول
والکتاب المعتبر سوم لفظ عباد و زہاد کو بھی خیال نکیا کہ وہ درویشان عصر کے
خیالات کو کہ موافق اصول اور کتب شریعت کے نہین غیر معتبر کہتا ہے علماے
شریعت و ائمہ اہل سنت کے مسائل جو کتاب و سنت و اصول و قواعد دینیہ
سے مستخرج اونکی بے اعتباری سے کیا علاقہ ہے چہارم یہہ راے اس مجہول الحال
کی صرف ائمہ و علما سے محققین ہی کے کلام کو بے اعتبار کرتی ہے یا مولوی
اسحق و میان اسمعیل کے مستخرجات و مستنبطات کو بھی شامل ہے بناے استدلال
تقویۃ الایمان صرف عموم و اطلاق پر ہے کسی مسئلہ مین کسی مجتہد کا حوالہ نہین یا
اوربارہ مسائل اور اربعین مین مولوی اسحق نے سیون جگہ آیات و احادیث و
اصول و قواعد شرع سے استدلال کیا بلکہ خود رئیس المتکلمین اور اونکے ہمعصر والی
اپنی تصانیف مین جابجا استنباط کرتے ہین اور اونکے واعظین قران مجید یا کسی
کتاب کا اردو ترجمہ بغل مین دابے ہر جگہ وعظ کہتے پہرتے ہین اور صدہا مسائل
اپنے اوہام باطلہ سے اختراع کرکے حوالہ آیت حدیث کا دیتے ہین اور برملا کہتے
ہین ہمین اماموں اور عالموں سے کیا کام ہم قران حدیث سے سند لاتے ہین
اور اوسے سند جانتے ہین کیا تماشا ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی و امام سیوطی
وغیرہما اکابر دین و ملت تو اس کام اور منصب کی لیاقت نہ رکہین اور یہہ لوگ
قران و حدیث سے استنباط احکام کرسکین ائمہ دین کے کلام پر تو یہہ اعتراض
ہوتا ہے کہ استنباط احکام منصب خاص مجتہد مطلق کا ہے اور اپنے واسطے دائرہ
اجتہاد کو اسقدر وسعت و کشادگی ہے کہ انکا ہر عامی جاہل قران و حدیث کا مطلب
دیکھکر سمجھہ لیتا ہے اور اوس سے احکام نکال سکتا ہے تمام ہمت انکی معلم
ثانی اسمعیل دہلوی کی تنویر العینین و شروع تقویۃ الایمان مین اس طرف مصروف ہے
کہ ہر شخص قران و حدیث سے مسائل دریافت کرسکتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام
جاہلون اور امیونکی ہدایت کے لیے آئے تہے اور قران انہی لوگون کیلئے

نازل ہوا ہے یہانتک کہ جو شخص امام کا قول مخالف آیت حدیث کے پاکر چہوڑے
تو اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کا مصداق ہوجاتا ہے اور اوسمین
شائبہ شرک کا ہے یہان وہ مثل پوری پوری صادق آتی ہے کہ مین کہون
جو ہے سو ہے تو نہ کہو جو ہے سو ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قاعدہ۔ ۱۱ تعامل حرمین شریفین یعنی جس بات پر وہان کے خواص عوام
یا علما و ائمہ و اعیان باتفاق عمل کرتے اور عادت رکہتے ہون حجت ہے فقہا سے
متقدمین اور علما سے متاخرین مسائل شرعیہ مین اوس سے احتجاج کرتے ہین اور
مخالفت اوسکی مکروہ سمجھتے ہین امام شافعی امام ابو یوسف رح نے مسئلہ اذان فجر مین
اوس سے احتجاج کیا ہدایہ مین لکہا ولا یوذن لصلوۃ قبل دخولہا ویعاد فی الوقت
لان الاذان للاعلام وقبل الوقت تجہیل قال ابو یوسف رح وہو قول الشافعی
رح یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث الحرمین والحجۃ علی الکل قولہ علیہ السلام
لا تؤذن حتی یستبین لک الفجر ہکذا ومد یدیہ عرضا عینی شرح کنز مین ہے الاستراحۃ علی
خمس تسبیحات مکروہ عند الجمہور لانہ خلاف فعل الحرمین ہدایہ مین ہے وکذا بین الخامسۃ
والوتر لعادۃ اہل الحرمین واستحسن البعض الاستراحۃ علی خمس تسبیحات ولیس بصحیح
فی الکافی وکذا فی الخامسۃ والوتر لتعارف اہل الحرمین والاستراحۃ علی خمس
تسبیحات مکروہ عند الجمہور لانہ خلاف اہل الحرمین فی الخانیۃ فان استراح علی
راس خمس تسبیحات ولم یسترح بین کل ترویحتین اختلفوا فیہ قال بعضہم لا باس بہ و
قال بعضہم لا یستحب ذلک لانہ مخالف عمل اہل الحرمین غایہ مین ہے ولا یستحب
ذلک لانہ خلاف الحرمین حاصل یہ کہ علما نے بعد ہر ترویحہ استراحت اور بیچ
وتر اور ترویحہ خامسہ مین باتباع حرمین جائز فرمائی اور جمہور نے دس رکعت کے
بعد استراحت مکروہ ٹہرائی کہ خلاف عمل حرمین ہے دیکہو جمہور نے خلاف عمل
حرمین کا مکروہ سمجہا فتاوی مجمع البرکات اور ترجمہ مشکوۃ محقق دہلوی مین ہے
زیارت قبور روز جمعہ خصوصا دوپہر سے پہلے افضل اور وہی متعارف اہل حرمین

کہ نماز سے پہلے بقیع اور معلے کی زیارت کرتے ہین تحفہ بررہ مین ہے وما وقع فی
بعض الروایات المنع من زیارۃ القبور فی یوم الجمعۃ قبل الصلوۃ لا اصل لہا لانہا مخالفۃ
لعادۃ اہل الحرمین یہان مخالفت حرمین کو باعث بی اعتباری روایت قرار دیا عینی شرح
کنز مین شمس الائمہ سرخسی سے نقل کرتے ہین مشائخ بلخ اختاروا قول اہل المدینۃ فی
جواز استیجار المعلم علی تعلیم القران فنحن ایضا نقول بالجواز وکذا فی فتاوی قاضیخان ہدایہ
مین ہے وبعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القران الیوم لانہ ظہر التوانی فی الامور الدینیۃ
ففی الامتناع تضییع حفظ القران وعلیہ الفتوی وفی النہایۃ وہم ائمۃ بلخ فانہم اختاروا قول
اہل المدینۃ اور یہ عذر کہ اس مسئلہ مین بوجہ قوت دلیل کے قول اہل مدینہ کا اختیار کیا گیا
ہے محض ہیچ اور لنگ ہے کما لا یخفی اور وہ جو مسئلہ اذان فجر مین کہا گیا ہے کہ یہ
حکم امام ابو یوسف و امام شافعی رح کا صحیح نہین بلکہ امام اعظم رح اذان قبل وقت کے
جائز نہین رکھتے اور توارث حرمین پر عمل نہین کرتے سراسر مغالطہ ہے یہ کس نے کہا کہ
توارث حرمین شریفین ایسی حجت قطعی ہے کہ بمقابلہ اوسکے کوئی دلیل قابل قبول نہین
امام اعظم رح اگر بمقابلہ حدیث تعامل حرمین پر عمل ترک فرماتے ہین تو اوسکی حجیت باطل
نہین ہوتی کہ ہر دلیل یہانتک کہ حدیث صحیح احاد بمقابلہ حجت قوی متروک ہوجاتی
ہے اور نہ عدم صحت مسئلہ مبطل اوسکی حجیت کا ہے دیکھو قول ابن عباس رض مسئلہ
متعہ مین اور قول ابوذر رض مسئلہ جمع مال مین وعلی ہذا القیاس بہت اقوال وافعال
بعض صحابہ کرام بعض مسائل مین مسلم نہین باوجودیکہ قول صحابی باتفاق حنفیہ حجت ہے بلکہ
انہین صحابہ سے دوسرے اقوال مین بلا تکلف احتجاج ہوتا ہے اسیطرح بعض مسائل
اہل مدینہ اور اہل مکہ خواہ بعض امور مین اونکے رواج پر دوسری وجہ کو ترجیح دینا مقصود
مین اصلا حرج نہین کرتا کلام اسمین ہے کہ امام ابو یوسف اور امام شافعی اوس سے
احتجاج فرماتے ہین اور امام مالک تو صرف اجماع اہل مدینہ کو حجت ٹھیراتے ہین اور ائمہ
و علماے حنفیہ اوس سے استناد کرتے ہین احادیث صحیحہ سے ثابت کہ مدینہ شریفہ
برے لوگون کو اپنے مین نہین بسنے دیتا اور خبث اور معصیت اور پلیدی کو دفع

کر دیتا ہے شیخ محقق دہلوی رح جذب القلوب مین حدیث بخاری انہا طیبۃ تنفی الذنوب
کما تنفی الکیر خبث الفضۃ اور حدیث المدینۃ تنفی خبث الرجال کما تنفی الکیر خبث الحدید
نقل کرکے فرماتے ہین مراد نفی والعاد اہل شر و فساد است از ساحت عزت این بلدہ
طیبہ و بقول اکثر علماے دین خاصیت مذکورہ در جمیع ازمان وو ہور پیدا است او رجمہ
مشکوۃ مین بذیل حدیث بخاری و مسلم نقل کرتے ہین جب امیر المومنین عمر بن عبد العزیز
رح کہ مدت سے ہشام بن عبد الملک کی طرف سے حاکم مدینہ تھے اوس زمین جنت
آئین سے رخصت ہوئے فرمایا ڈرتا ہون کہین مین اون لوگون سے نہون جنہین
مدینہ نکالدیتا ہے بعد نقل اس حکایت کے لکھتے ہین ہمچنین ہر کسے کہ ازان مکان
شریف برآمدہ است یا رب مگر بضرورت بحکم شرعی در رعایت حق شرعی برآمدہ باشد
کہ ضرورت است و گرنہ فدای سید اند + گر ترک صحبت جانان نہ اختیار من است
دوری ز حضرت تو نہ جستم ز اختیار + خود ذرہ را ز مہر جدائی چہ در خور است + و فی التحقیق
شرح الحسامی و اذا انتفی عنہم الخبث وجب ثبات الحجیۃ ضرورۃ اور حدیث ان الایمان لیارز
الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا سے بہی اس مطلب پر استدلال کیا گیا ہے
علامہ قرطبی رح فرماتے ہین وفیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم و سلامتہم من البدع وان عملہم حجۃ
شے زماننا ہذا اور علامہ داودی وغیرہ نے جو اسمین کلام کیا مراد اونکی نفی قطعیت
ہے نہ مطلق حجیت کی نفی ورنہ ظاہر احادیث طہارت اہل مدینہ پر بلا ریب دلالت
کرتے ہین مولانا حاجی رفیع الدین خان صاحب مراد آبادی رسالہ مین کہ مکاتیب
شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اوسمین جمع کیے ہین شاہ صاحب سے نقل کرتے
ہین درینجا تحقیق است نفیس و آن اینست کہ علم محیط نبوی این تفرق و تشعب را
معلوم فرمودہ برای دفع این عذر قاعدہ نشان دادہ کہ ہر مسلمان آن قاعدہ
را بادنی توجہ عقل بدون شنیدن حدیث در می یابد و آن اینست کہ در مخرج دین
و منشاء آن نظر نماید ہر مذہبی کہ درانجا رائج باشد آنرا اقرب الی الحق دانست
بلکہ فرض ساختن حج خانہ کعبہ معظمہ زادہ اللہ تعالی شرفا یکی از اسباب اینہم است

تا مسلمانان دور دست از طریق حق و جادۂ مستقیم غافل نمانند در احادیث شریفہ فضائل حرمین شریفین نظر امعان باید فرمود کہ این معنی کالشمس ظاہر شود الخ دیکھو شاہ صاحب کس شد و مد کے ساتھ عمل و اعتقاد اہل حرمین کو معیار حق کا ٹھیراتے ہین اور اس مضمون کا احادیث صحیحہ فضائل حرمین مکرمین سے سورج کی طرح ظاہر ہونا بیان فرماتے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب رح بھی شرح موطا مین جا بجا عمل حرمین سے استدلال کرتے ہین اور وہان کے عمل کو احق بالاتباع کہتے ہین اور اول دلیل اس مدعا پر وہ حدیث ہے جسے حافظ محمد بن طاہر مقدسی نے زید بن ثابت رض سے روایت کیا اذا رأیت اہل المدینۃ اجتمعوا علی شئی فاعلم انہ سنۃ اور تخصیص صحابہ کرام کی باوجود اسکے کہ لفظ اہل مدینہ عام ہے نری زبردستی ہے اگر ایسی تاویلات جائز ہون تو دائرہ احتجاج نہایت تنگ ہو جاوے بالکہ جو صاحب اس تخصیص کے قائل ہوے اونکے اصول پر تو اہل حرمین شریفین کا عمل و اعتقاد مطابق سنت اور حدیث ان الایمان لیارز الی المدینۃ کے اسپر قطعی دلالت ہوتا لازم ہیہ حضرات بدعت و معصیت کو اصل ایمان مین خلل انداز سمجھتے ہین اور بدلالت حدیث مذکور مدینہ سکینہ ایمان کا مقر اور اوسکا گہر ہے تو جو چیز ایمان مین خلل انداز ہے اوسکا رواج وہان غیر ممکن اور جب کفر و بدعت سے وہ سرزمین محفوظ ہے تو اہل مدینہ کے اعمال و عقائد بالضرور ایمان اور سنت کے مطابق ہووینگے باوصف اسکے ان بزرگوارون کو اہل مدینہ کے اعمال و عقائد مین کلام کرنا اور کسی کے کہنے خواہ لکھدینے سے اوس زمین جنت آئین مین مذہب باطل یا بدعت ضلالت کا رواج تسلیم کر لینا کسقدر بیجا ہے اور نیز جس صورت مین آپ صاحبون کے نزدیک رسم و رواج عصر تابعین باوجود اسکے کہ قتل امام حسین و اہلبیت کرام کربلا مین اور اکثر صحابہ عظام کا واقعہ حرہ مین اور حدوث مذہب شیعہ و خوارج و ظہور فسق و فجور و نہب و غارت مسلمین و ہتک حرمت بیت الحرام و حرم محترم رسول علیہ السلام وغیرہا اشد شنائع زمانہ تابعین مین واقع ہوے داخل سنت اور شرعی حجت ہے

تو ارتکاب بدعت بعض اہل حرمین کا بعض اوقات مین اگر ثابت بہی ہو مبطل حجیت نہین ہو سکتا اور زیدیہ ہوجانا شرفا کا بہی ایک زمانہ مین بفرض صحت اور تغلب وہابیہ نجدیہ کا مکہ معظمہ پر ابطال مدعا مین دخل نہین رکہتا اور بشیر الدین قنوجی کے معارضات سے ہے کہ زیدیہ ہونا شرفای حرمین کا نقل کرتے ہین مولوی رفیع الدین خان مرادآبادی نے تصریح کی ہے کہ زیدیہ بنسب ہین نہ زیدیہ بمذہب اور تحقیق یہ ہے کہ ہم اہل حرمین شریفین کو انبیا کیطرح معصوم اور اونکے تعامل اور اتفاق کو ارشاد خدا اور رسول کی طرح حجت قطعی بلکہ اجماع امت کے برابر بہی نہین جانتے اور نہ اونکے ہر واحد کو فہم شرعیات مین مستقل اور مجتہد مطلق کے مماثل سمجہتے ہین بلکہ اسے مجتہدین نے وہان کے تعامل کو معتبر رکہا اور ہمارے علماے مذہب نے اوس سے مسائل استخراج کیے اور ظاہر نصوص بہی اس مطلب کی تائید کرتے ہین اس لیے اوسے حجت شرعی اور عدم معارضہ دلیل آخر کے وقت اوسی پر عمل اور اعتبار اور اوسکی مخالفت بلا حجت قوی مکروہ جانتے ہین خدایا جن شہر مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا اور مبعوث ہوے اور جسجگہ ایمان و اسلام نشو ونما پاے قران نازل ہوا جبرئیل علیہ السلام اور ملائکہ کرام رات دن آتے رہے مقر اسلام اور ایمان کا گہر ہے ایمان اوسکا فرشتون نے تمام سرزمین سے اوسے اپنی سکونت کے لیے پسند کیا اور وہان ایمان رہیگا اور کفر و شرک کو دخل نہوگا اور جن لوگون کی حضور علیہ السلام نے شفاعت کرینگے اور اونہین اپنا ہمسایہ فرمایا اور امت کو اونکی پاسداری اور حفظ مراتب کا حکم دیا اور جو جگہ آپ کی دار ہجرت اور مضجع و مبعث ہے اور جنکی نسبت ارشاد ہوا کہ جو اونکی حرمت و پاسداری نکریگا وہ دوزخیونکا ہیپ لہو پیگا اور جو اونکے ساتہ برائی کا قصد کریگا جسطرح نمک پانی مین گل جاتا ہے گل جاویگا اور جس شہر کی نسبت فرمایا کہ وہ خبث کو اپنے مین نہین رکہتا ہے اسطرح دور کرتا ہے جسطرح لوہار کی بہٹی لوہے کا میل دور کرتی ہے ایسے شہرون اور لوگون سے کسطرح عقیدت نہ رکہین اور اونکے

عقاید و اعمال کو کہ باتفاق وہان کے اکابر اور اجلہ علماکے رائج اور معمول ہ
ہین بلا دلیل شرع کسطرح گناہ و معصیت و بدعت و ضلالت سمجھین اور پاسداری
و حرمت اونکی جنکا شارع نے حکم دیا بلا وجہ ترک کرکے خواہ مخواہ اونکی کسر شان
اور غیبت اور عیب جوئی مین مصروف ہوجاوین اور جو عنایت و مہربانی خدا ے
کریم کی اوپر ہے کہ تمام عالم سے اونہین اپنے گہر اور رسول پاک کی جوار ہمسائگی
سے ممتاز کیا اور ہزارون برکات اور خصائص سے مشرف فرمایا یکقلم دل سے محو
کردین جسطرح فرقہ وہابیہ نے ان بزرگ شہرون اور وہان کے باشندون کی عظمت
اور حضور والا کی اونکے حق مین وصیت دل سے بہلادی حمایت اور محبت تو ایک طرف
اونسے سخت عداوت اور طرح طرح سے افترا و بہتان و بدگوئی و غیبت اختیار کی ہے
اونکے امیر المومنین امام المجاہدین محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اوسکے سالار لشکر
مسعود کو جو حکومت و ثروت حاصل ہوئی تو پہلے حرمین شریفین پر غزا اور جہاد کی ٹہیری
جو باتین لشکر یزید و حجاج سے باقی رہین اہل حرم نے اس لشکر کے ہاتہہ سے دیکہین
وہابیہ ہند نے یہہ قدرت نپائی مگر پانچ ہندی جو نکی حمایت مین جو بعلت بدمذہبی وہانسے
نکالے گئے کیا کچہہ نکہا اور کونسی بے ادبی اوٹہا رکہی اون بدمذہبون کو العیاذ باللہ
جناب سید ابرار اور حرمین کے لوگون کو معاذ اللہ کفار سے تشبیہ دیتے ہین کہ جسطرح
کافرون نے مکہ معظمہ سے حضور کو نکالا تہا اسیطرح وہ لوگ نکالے گئے اور فوجی ترکونکی
داڑہی منڈانا اور ہندیون کی معاصی و حرکات ناشائستہ کہ وہان جاکر کرتے ہین
اور جاہلون اور اجلاف کے افعال کا الزام اعیان و اکابر و علماے بلد تین مکرمتین
کے سر وہرتے ہین اسکے ساتہہ بعض حضرات کا یہہ دہوکا بہی چلا جاتا ہے کہ ہم اہل حرمین
کے معتقد اور اونکے تابع ہین اونکا بہی یہی مسلک اور طریق ہے جن امور کو وہ برا
جانتے ہین اونہین کو ہم مانع ہین تا اس حیلہ سے اپنی وہابیت و نجدیت کو چہپائین
اور عوام کی نگاہ مین سنی صحیح العقیدہ قرار پائین اور جب کوئی مسئلہ مانند مولد و قیام
کے جس کا رواج اون بلاد مین ہر خاص و عام کا معلوم ہے پیش ہوتا ہے تو

کہتے ہین دلیل قران وحدیث سے چاہیئے کسی شہر کے رواج کو اثبات مسائل مین دخل کیا ہے ہم تو قران وحدیث کو حق جانتے ہین مکہ ومدینہ کیا اگر تمام عالم کے علما اوسکے خلاف پر عمل کرین کب مانتے ہین یہہ نہین جانتے کہ اعمال مذکورہ مدت دراز سے اون بلاد مکرمہ مین باتفاق علما وفضلا قرناً فقرناً مستمر رہے ہین اور رواج ایسے امور کا جو مخالف قران وحدیث کے ہون پہر اونکا سالہا وہان کے علما وفضلا مین باقی رہنا بلا شک مستبعد ہی اور جب اون افعال کی ممانعت خواہ کراہت قران وحدیث اور کسی دلیل شرعیت سے ثابت نہین تو مجرد رواج حرمین شریفین اون کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ بحالت عدم معارض ہمین اوسپر عمل اور اوسکا اتباع چاہیئے اور ہمارے حق مین دلیل وافی ہے بلکہ امام نووی رح نے تو مطلق عرب کی رسم ورواج وعمل وعادت کو بہی معتبر رکہا ہے اور درباب حلت وحرمت اوسے بہی ایک معیار قرار دیا ہے حیث قال والرابع ما استحسنہ العرب فیمالم یرد بہ النص بالحل والحرمۃ والامر بالقتل والنہی عنہ والاعتبار بالعرب ذوی الیسار والطبائع السلیمۃ دون الاجلاف من البادیۃ فما استطابتہ واکلتہ فی حال الرفاہیۃ او سمتہ باسم حیوان حلال فہو حلال واما استخبثتہ او سمتہ باسم محرم فہو حرام ویراجع فی کل زمان الی العرب الموجودین فیہ وان استطابتہ طائفۃ واستخبثتہ طائفۃ تبعنا الاکثرین فان استویا تبع قریشا ہذا والعلم عند اللہ تعالے **قاعدہ ۔ ۱۳** ۔ قول وفعل ایک جماعت خواص اہل اسلام کا سکوت باقین کے ساتہ اجماع سکوتی ہے کہ حنفیہ اور جمہور علما کے نزدیک حجت شرعی نور الانوار مین ہے ای یتفق بعضہم علی قول اوفعل ویسکت الباقون عنہم ولا یردون علیہم بعد مضی مدۃ التامل وہی ثلثۃ ایام اومجلس العلم ویسمی ہذا اجماعا سکوتیا وہو مقبول عندنا وفیہ خلاف الشافعی رح اور یہ ظاہر کہ شافعی رح بہی اجماع سے بلا قید کسی عصر وزمانہ کی استدلال کرتے ہین اور اثبات اتفاق کل کا نہایت دشوار ولہذا اسجگہ علم بعدم مخالف ضرور نہین بلکہ عدم علم بالمخالف بعد شہرت امر اور گذرنے مدت تامل کے کافی

کما فی التحقیق شرح الحسامی اذا نص بعض اہل الاجماع علی حکم فی مسئلۃ واشتہر
المذہب علی حکم تلک المسئلۃ وانتشر ذلک بین اہل العصر ومضت مدۃ التامل
فیہ ولم یظہر لہ مخالف کان ذلک اجماعا عند جمہور العلماء ویسمی اجماعا سکوتیا
اور متکلمین مذہب وہابیہ کو بھی اس قاعدہ کے اقرار سے چارہ نہیں کہ اگر عدم
ظہور انکار کافی نہوگا تو محدثات رسم ورواج عصر تابعین کو کسطرح معتبر اور حکم سنت
میں شمار کرینگے کہ علم عدم انکار تو بسبب کثرت انتشار تابعین باعتراف اونکے
مقصود نہیں اور نیز متکلم قنوجی کو غایۃ الکلام میں اصل قاعدہ کا اقرار ہے و انحصار
اکثر اصحاب و قرن باسکوت باقیین مرجح ہو کر بمنزلہ سیرت و خلق جمیع اصحاب کے ہم
اہل قرن یا شد اور معلم ثانی وہابیہ نے بھی ایضاح الحق الصریح میں معنی بدعت کو
اس مطلب پر بنا کیا ہے **قاعدہ ۱۳** اختلاف سابق بعد اتفاق لاحق کا
لم یکن ہوجاتا ہے یہانتک کہ اتفاق کے بعد مسئلہ اجماعی قرار پاتا ہے وقیل یشترط
للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفۃ رح ولیس کذلک فی التحریر بل
الصحیح انہ ینعقد عندہ اجماع متاخر ویرتفع الخلاف السابق من البین انتہی ملخصا
مسلم الثبوت میں ہے اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی الاول ممتنع
عند الاشعری واحمد والغزالی والامام والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ
والشافعیۃ تو مسئلہ عول وجمع مال ومتعہ نسا اور سماع اموات ودیدار الہی و
معراج جسمانی میں بحوالہ بعض صحابہ کلام کرنا سراسر بیجا ہے اسیطرح قول فاکہانی
کو مسئلہ مولد میں باوجودیکہ زمانہ لاحق میں علما نے اوسے حرف بحرف رد کردیا
اور عام مسلمین نے اوسکی حسن وخوبی پر اتفاق کیا اور اسیطرح اقوال شاذہ
مردودہ اور امور طے شدہ کو پھر پیش کرنا نا انصافی یا نادانی کا مقتضی ہے
قاعدہ ۱۴ دوام و استمرار امر خیر غیر واجب اگر باعتقاد وجوب نہو شرعا
ممنوع و مکروہ نہیں ہاں اوسے واجب وفرض سمجھنا غلط ہے اسی نظر سے
کبھی بعض علما ایسے فعل کو مکروہ کہتے ترک کرتے یا حکم ترک کا دیتے ہیں ہرچند

مرجع اس حکم کا باعتبار نفس الامر کے وہی اعتقاد فاسد ہے الا اس جہت سے
کہ فعل اسکا متعلق ہے اوسے بھی مکروہ کہہ سکتے ہیں اور جس صورت میں زوال
اس اعتقاد کا بدون ترک فعل کے متصور نہو تو ایسے فعل کو ترک کرنیکا حکم بھی دیسکتے
ہیں پروردگار عالم نے رہبانیت کی عدم رعایت پر باوصف اسکے کہ وہ بدعت
تھی کہ نصاریٰ نے دین میں احداث کی عتاب فرمایا ورہبانیة ابتدعوہا
الایہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں افضل العبادات احمزہا ولا شک
ان الدوام یکون احمز وفی الحدیث ایضاً احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل عند مسلم مرفوعاً یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان
کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل حضرت ابو امامہ باہلی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ التزام تراویح کی تاکید کرتے ہیں اور کہتے
ورہبانیة الآیہ سے استناد کما مر من کشف الغمۃ للشعرانی امام بخاری نے اپنی صحیح میں
ایک باب اس عنوان سے وضع کیا باب احب الدین الی اللہ ادومہ اور عینی اسکے ذیل
میں فرماتے ہیں الثالث فیہ فضیلۃ الدوام علی العمل والحث علی العمل بدوم وہو
القلیل الدائم علی الکثیر المنقطع اضعافا کثیرۃ وفیہ ایضاً الا تری ان عبد اللہ بن
عمرو ندم علی مراجعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتخفیف عنہ لما ضعف ومع ذلک لم یقطع
الذی التزمہ **قاعدہ ۵** اکرام وتعظیم ہمارے مولے علیہ الصلوۃ والتسلیم
کی شریعت کو مطلوب اور خدمت کریم کو ہر طرح پسند ومحبوب اور بنص کتاب وسنت و
اجماع امت واجب اور ایمان کی علامت ہے کہ حضور ہمارے اعظم شعائر اللہ و
حرمات خدا سے ہیں ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ ومن یعظم شعائر اللہ
فانہا من تقوی القلوب وقد قال اللہ تعالیٰ وتقدس فی کتابہ العزیز المقدس
فالذین عزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی الآیہ وایضاً لتؤمنوا باللہ ورسولہ
وتعزروہ وتوقروہ وقرئ تعززوہ من العز وایضاً یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا
بین یدی اللہ ورسولہ وایضاً یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت
النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون وایضاً
ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ولو انہم صبروا حتیٰ

تخرج الیھم لکان خیراً لھم واللہ غفور رحیم وایضاً ولاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا وایضا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وایضا ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی الآیہ ان آیات کریمہ مین طرح طرح سے پروردگار عالم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعظیم وتکریم خلق پر واجب اور جو تعظیم کرین اونکی غایت مدح وستائش اور تارکین پر اگرچہ بسبب ناواقفی اون سے صادر ہو سخت نفرین وسرزنش کرتا ہے بلکہ اونکا ادب کو بعینہ اپنا ادب اور اونسے گستاخی کو بعینہ اپنے حضور مین بے ادبی قرار دیتا ہے اورون کو حکم دینا اور دوسرون پر اوسکا واجب کرنا ایک طرف وہ بڑی عظمت والا ذوالجلال والاکرام خود اوس جناب پر درود بھیجتا ہے اور بخلاف اور انبیائے کرام کے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا ایھا النبی یا ایھا الرسول اور اسیطرح القاب فخیمہ وکلمات تعظیمیہ بلکہ آپ کے طفیل سے اس امت مرحومہ کو یا ایھا الذین آمنوا وامثال ذلک کے ساتھہ نوازتا ہے ع یا آدم است با پدر انبیا خطاب ٭ یا ایھا النبی خطاب محمد است ٭ قال البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی الآیۃ ای یعتنون باظھار شرفہ وتعظیم شانہ فاعتنوا انتم ایضاً فانکم اولیٰ بذلک وقولوا اللھم صل علی محمد والسلام علیک یا ایھا النبی یعنے اللہ تعالیٰ اور اوسکے فرشتے آپ کے اظہار شرف وشان والا کی تعظیم مین اہتمام کرتے ہین اے ایمان والو تم بھی اہتمام کرو کہ جس حالت مین خود مالک حقیقی اور اوسکے مقربان بارگاہ اس کام کی طرف متوجہ ہین تو تمہین کہ اوس جناب کے امت ہو اوسکا اہتمام زیادہ مناسب ولائق ہے پس درود پڑھو اور سلام بھیجو اور اللھم صل علی محمد اور السلام علیک ایھا النبی کہو اور تفسیر الموعظہ مین بھی صلوٰۃ عبد کو طلب تشریف وتعظیم کے ساتھہ تفسیر کیا ہے امام انام قدوہ محدثین کرام محمد بن اسمٰعیل بخاری رح سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین مین مسجد مین نماز پڑہتا تہا کہ حضور نے پکارا مینے جواب ندیا نماز ختم کرکے عذر کیا

ارشاد ہوا کیا خدا تعالے نے نہین فرمایا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم گویا
یہہ ارشاد ہوتا ہے کہ مجھے نماز ہی مین جواب دینا چاہیئے اور صحابہ کرام حضور
والا سے بعد نزول کریمہ لا ترفعوا اصواتکم اسطرح کلام کرتے گویا سرگوشے
کرتے ہین اور نہایت ادب وسکون ووقار کے ساتھہ مجلس والا مین جھکائیے ہو گویا
پرندا ونکی سر پر بیٹھے ہین ترمذی کی روایت مین آیا ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما
کے سوا کوئی نگاہ نہ اوٹھاتا اور یہہ بھی وارد ہوا کہ حضور کا آب بینی ولعاب دہن
ہاتھونپر لیتے اور آب وضو پر اسطرح گرتے گویا آپسمین کٹ مرینگے اور کمال
ہیبت سے بعض اوقات بات نکر سکتے اگر کوئی امر دریافت کیا چاہتے کسی جاہل
اعرابی سے دریافت کراتے جسطرح مصداق کریمہ من قضی نحبہ کا ایک اعرابی
نادان کی معرفت دریافت کرایا اور آپ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رض کو کہ عشرہ
مبشرہ سے ہین فرمایا براء بن عازب رض فرماتے ہین مجھے اگر کوئی بات حضور سے
پوچھنا ہوتی ہیبت سے سالہا تاخیر کرتا مسلم عمرو بن العاص رض سے روایت
کرتے ہین کہ آپ سے زیادہ کوئی مجھے پیارا اور کسیکا میری نظر مین ذات والا
سے عظمت وجلال زیادہ نہ تھا کہ آپ کو نظر بھر کر دیکھنے کی طاقت ہرگز نرکھتا
اور جناب امیر المومنین عمر رض سے منقول ہے حضور سے بسا اوقات اسقدر
آہستہ کلام کرتے کہ آواز سمع شریف مین نہ پہونچتی اور دوبارہ عرض کرنیکی
حاجت ہوتی اسکے سوا صدہا اخبار وآثار وحالات ومعاملات صحابہ کبار و
تابعین اخیار سے مروی وماثور اور طرح طرح سے رعایت اداب وتعظیم وتکریم
جناب قولا وفعلا سلف صالحین وائمہ وعلماے راسخین اور اجلہ مشائخ
طریقت واکابر علماے شریعت سے کتب معتمدہ دینیہ مین منقول ومسطور

قاعدہ ۱۶ ادب تعظیم واجلال وتکریم نبی کریم علیہ الصلوہ والتسلیم مخصوص
بحیات ظاہری نہین بلکہ بعد وفات کے بھی واجب کما یفہم من اطلاق
النصوص وایضا قد اخرج الامام البخاری فی صحیحہ عن السائب بن یزید انہ

قال کنت نائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فاذا عمر بن الخطاب فقال اذهب
فأتنی بهذین فجئته بهما فقال من انتما ومن این انتما قالا من اهل الطائف قال
عمر رض لو کنتما من اہل المدینۃ لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ حضرت عمر رض نے دو آدمیوں کو کہ
مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں چلا کر باتیں کرتے سنا اس جرم پر ملامت فرمائی
اور ارشاد کیا اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو اس چلانے کی سزا دیتا شفا میں ہے
امام مالک رح نے امیر المومنین ابو جعفر عباسی سے فرمایا اے امیر اس مسجد میں آواز
بلند نکر کہ اللہ تعالے ایک قوم کو تادیب کرتا ہے ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
اور دوسرے گروہ کی مدح و تعریف فرماتا ہے ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ
الآیۃ ایک جماعت کے ذم میں وارد ہوا ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الی
آخر الآیات اور حرمت آپ کے حیات میں اور بعد از وفات یکساں ہے پس جسطرح
حضور والا میں بحالت حیات چلانا اور بلند آواز سے کلام کرنا ممنوع تھا
اسیطرح بعد وفات کے بھی خلاف ادب اور بیجا خلیفہ کو اس کلام سے خشوع
وخضوع لاحق ہوا عرض کیا دعا کے وقت قبلہ کیطرف استقبال کروں یا حضور
کی جانب فرمایا اوس جناب سے کیوں مونہہ پھیرتا ہے جو تیرے اور تیرے باپ
آدم علیہ السلام کا قیامت تک وسیلہ ہے آپ کی طرف متوجہ ہو کر شفاعت
کی درخواست کر کہ آپ تیری شفاعت کریں اللہ تعالے فرماتا ہے ولو انہم اذ
ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما
جب شاگردوں اور طلبہ علم کے امام مالک کے پاس کثرت ہوئی لوگوں نے کہا
ایک آدمی مقرر کیجیے کہ وہ آپ کی تقریر پکار کر سب حاضرین کو سنا دیا کرے
فرمایا قال اللہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
اور تعظیم و احترام حضور کا حالت حیات میں اور بعد وفات کے ایک طرح سے
ہے دیکھو اس امام اجل نے ہماری دعوے کی تصریح فرمائی اور اطلاق نصوص

ہے کہ درباب تعظیم نبوی وارد ہے استدلال کیا اور انہیں عالم حیات و برزخ
کو شامل قرار دیا اور قول امیر المومنین عمر رض بھی کہ بخاری سے منقول ہوا اس معنی
میں کالصریح ہے اور قاضی عیاض نے شفا میں اسکے ساتھ تصریح کی ہے
حیث قال ان حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موته وتوقیره وتعظیمه لازم کما کان
حال حیوته مواہب لدنیہ میں درباب زیارت شریفہ لکھتے ہیں وینبغی ان یقف عنده
محاذاته اربع اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الهیبة
کما کان یفعل بین یدیه فی حیوته فصل الخطاب میں ہے تعظیم و توقیر حضور کی جسطرح
آپ کی حیات میں واجب تھی بعد وفات کے بھی واجب ہے اور زیارت بابرکت
کے وقت وقوف و قیام بلکہ قیام دست بستہ بتصریح علماے حنفیہ ثابت ہے
کما ذکرناہ فی رسالة اذاقة الاثام لمانعی المولد والقیام **قاعدہ ۱۷**۔ آپ کے
ذکر گرامی اور کلام پاک اور نام نامی کی تکریم و تعظیم بعد الوفات کے طرق و اقسام
ہے ولہذا سلف کرام باہتمام تمام بجالاتے اور تعظیم فی الحیوة کیطرح لازم تصور
فرماتے ابو ابراہیم تجیبی رح فرماتے ہیں ہر مسلمان پر جب حضور کا ذکر کرے خواہ سنے
خشوع و خضوع اور توقیر و سکون اور آپکی ہیبت و اجلال سے سانس روک لینا اور
دم بخود ہو جانا جیسا آپکے حضور میں ہو جاتا اور جو ادب آپ کا خداے تعالے
نے ہمیں سکھایا اسکا بجالانا واجب ہے ابو الفضل قاضی عیاض شفا میں اس قول
کو نقل کرکے لکھتے ہیں وہذہ کانت سیرة سلفنا الصالح وائمتنا الماضین یعنی ہمارے
سلف صالح اور اگلے اماموں کی یہی عادت تھی فصل الخطاب میں ہے جب حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کریں یا حدیث پڑھیں یا آپکا نام سنیں آپکی تعظیم
خشوع و خضوع اور ہیبت سے فروتنی بجالاویں اور نام پاک سننے کے وقت
بعض علما نے درود ہر مرتبہ اور بعض نے ایک مجلس میں تین بار واجب اور اکثر
علما نے ہر بار مستحب فرمایا ہے قاضی عیاض رح نے شفا میں لکھا ہے کہ عبد الرحمن
بن قاسم رح کا ذکر شریف کے وقت ہیبت و عظمت نبوی سے یہ حال ہو جاتا

گویا خون بدن کا نچوڑ لیا ہے اور زبان مونہہ مین خشک ہوجاتی اور عامر بن عبد اللہ
بن زبیر رض اسقدر روتے کہ آنکھون مین آنسو باقی نرہتے اور زہری ایسے ہوجاتے
گویا تو اونہین نہین جانتا و تجھے نہین جانتے اور عبد الرحمن بن مہدی رح
تحدیث کے وقت حاضرین کو سکوت کا حکم دیتے اور مضمون کریمہ لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی آپ کے مطلق کلام کو کہ حالت حیات مین خود فرماوین
یا بعد وفات دوسری نقل کرین عام شامل کہتے امام مالک رح جب ذکر شریف
سنتے رنگ بدل جاتا اور غایت خضوع سے جھک جاتے یہہ حال مصاحبونپر
شاق ہوتا تو فرماتے اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو تردد و انکار سے پیش
نہ آتے اور کبھی کوئی حدیث بے وضو بیان نکرتے بارہا غسل کرکے اور لباس عمدہ
پہنکر عمامہ باندہکر خوشبو کپڑون مین لگاکر عود سلگاکر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھہ
حدیث بیان فرماتے ایکروز حدیث بیان کرنے مین بچھونے سولہ بار ڈنک مارا حدیث
قطع نکی اور فرمایا انما صبرت اجلالا لحدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم یعنے تعظیم حدیث
شریف کے سبب سے صبر کیا ابو جعفر بن محمد رح کا تحدیث کے وقت رنگ متغیر
ہوجاتا ابن مسیب رح لیٹے تہے کسی نے حدیث پوچھی اوٹھہ بیٹھے اور لیٹ کر
تحدیث پسند نکی قتادہ نے بے وضو تحدیث مکروہ سمجھی اور اکثر سلف کی یہی
رہی تہی ابن المہدی رح نے امام مالک رح سے چلتے مین حدیث پوچھی
جھڑک دیا اور فرمایا مین تمہین ایسا نہ جانتا تہا اور قاضی جریر بن عبد الحمید رح
کو اس حرکت پر قید کا حکم کیا کسی نے کہا قاضی ہین فرمایا قاضی کو ادب دینا
زیادہ لایق اور بجا اور ہشام رح کو اس خطا پر بیس کوڑے لگوائے رحم آیا
تو بیس حدیثین سکہائین ہشام نے کہا کاش امام میرے زیادہ کوڑے لگواتے
اور حدیث اور بتاتے اور لیث و مالک رح بے وضو حدیث نہ لکھتے اور امام تقی الدین
سبکی رح امام ابو زکریا یحیی صرصری رح کا شعر ~~ وان ینہض الاشراف عند سماعہ
قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب + سنکر کہڑے ہوگئے اور اعیان علما نے کہ

مجلس مین حاضر تھے اونکے ساتھ قیام کیا اور تعظیم نعت شریف اور تعمیل ارشاد امام صرصری کے بجالاے اسیطرح جسے حضور والا سے کچھ علاقہ و نسبت ہو جیسے حضور کے رشتہ دار اور آل و اصحاب و ازواج و موے و خدام اور موی مبارک ولباس مقدس اور وطن اشرف و مسجد مقدس و حجرہ مطہرہ و قبر منور اور جسے حضور کی پاک صورت خواہ سیرت سے کچھ حصہ ملا یا جسجگہہ آپ نے سکونت کی یا بیٹھے یا سوے یا نماز پڑھی یا جسے مس یا اپنی طرف اضافت کیا تعظیم و توقیر اوسکی لازم اور تعظیم بعد الوفات کے قبیل سے ہے احادیث و آثار و اقوال اسلاف کبار اس مادہ مین بکثرت وارد اور قران مجید سے بھی آثار انبیا کا معظم و متبرک ہونا بخوبی ظاہر **قاعدہ ۱۰** تعظیم کے لیے معظم کا مشاہد و محسوس اور تعظیم کرنیوالے کے سامنے حاضر و موجود ہونا شرط نہین ورنہ عبادت مین بھی کہ نہایت تعظیم ہے وجود عند الخواس معبود کا شرط ہو دیکھو استقبال و استدبار کعبہ بول و غائط کے وقت حنفیہ کے نزدیک مطلقا اور شافعیہ کے نزدیک صرف صحرا مین ممنوع ہے حالانکہ دونون صورت مین کعبہ معظمہ محسوس و مشہود نہین و فی التفسیر الکبیر الملائکۃ امروا بالسجود لآدم لان نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی جبینہ یعنی فرشتون کو سجدہ آدم کا اسلیے حکم ہوا کہ نور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اونکی پیشانی مین تھا حالانکہ حضور جو اس تعظیم مین معظم حقیقی یا اس عبادت مین قبلہ اصلی تھے او سوقت وجود خارجی موجود بھی نتھے اور قیام واسطے تعظیم ملائکہ کے جنازہ کے ساتھ ہوتی مشروع تھا باوجود اسکے کہ ملائکہ محسوس نہین ہوتے اور روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اور ہیبت و حرمت کی نظر سے دیوار تربت کو ہاتھ نہ لگانا کما فی العالمگیریہ ولا یضع یدہ علی جدار التربۃ فہو اہیب واعظم للحرمۃ ویقف کما یقف فی الصلوۃ جناب کے تعظیم و آداب سے ٹھرایا اور حضور زیارت کرنیوالے کو نظر نہین آتی اور تعظیم بعد الوفات کے جمیع انواع و اقسام مین تو معظم حقیقی اور مقصود اصلی کا محسوس و مشاہد فی الحال ہونا غیر معقول ہے اور عشرات و ہاتہ

کے طور پر تو وجود خارجی بھی وقت تعظیم کے مقصود ہے بلکہ اکثر اوقات و احوال
میں تعظیم میں مقصود بالذات معانی ہوتے ہیں نہ اعیان مثلاً سادات کرام و
علمائے عظام و اتقیائے امت و مشایخ طریقت کی تعظیم میں درحقیقت معظم
حقیقی وہ نسبت ہے جو انمیں حضرت احدیت اور جناب رسالت سے حاصل
نہ گوشت و پوست و شکل و صورت کہ جو اس کے سامنے موجود ہے اور یہہ امر
ایسی اشیا کی تعظیم میں جنہیں حضور اقدس نے مس کیا خواہ اپنی طرف نسبت کر لیا
خوب ظاہر ہوتا ہے اور جس مادہ میں مقصود بالذات اعیان خارجیہ ہوں وہاں
بھی تصور اونکا ایسے امور کے لیئے کفایت کرتا ہے جو سوا اسکے ذو الصورۃ کے ساتھ
چاہیئے کبھی صورت ذہنیہ سے کیا جاتا ہے اور جو صورت سے کیا جاوے ذو الصورۃ
سے قرار پاتا ہے حضرات صوفیہ کرام نے تصور شیخ کو راہ سلوک میں نافع و مفید
قرار دیا ہے اور اوسکے نتایج و ثمرات کا تجربہ کیا ہے تفسیر کبیر میں ہے حضرت
یوسف علیہ السلام کو باپ کی صورت نظر آئی اوسوقت آپ شرم سے دروازہ
کی طرف بھاگے اور وہی شرم اوس آفت سے نجات کی باعث ہوئی شاہ عبدالعزیز
صاحب رسالہ فیض عام میں لکھتے ہیں نماز عشا کے بعد مدینہ شریف کی طرف متوجہ
ہو کر کوئی درود سو بار پڑھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت پاک کا
استحضار کرے یہہ استحضار تصور نہیں تو کیا ہے اور یہہ ثمرہ و نتیجہ کسی امر کا اوسکے
لیئے مفید نہیں تو شاہ صاحب نے کس غرض سے حکم دیا ہے علامہ خفاجی
مقولہ ابو ابراہیم تجیبی کی بحث میں لکھتے ہیں فیفرض ذلک و یلاحظہ و یتمثلہ کانہ عندہ
مواہب لدنیہ میں ہے و یستحضر علمہ بتوقفہ بین یدیہ و سماعہ لسلامہ کما ہو فی حال
حیوتہ اذ لا فرق بین حیوتہ و موتہ فی مشاہدتہ لامتہ و معرفتہ باحوالہم و نیاتہم و عزائمہم
و خواطرہم و ذلک عندہ جلی لاخفاء بہ عالمگیری میں اختیار شرح مختار سے نقل
کرتے ہیں و یتمثل صورتہ الکریمۃ البہیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ مولانا
شمس الدین خان مرادآبادی [illegible] جلا او تا شوق حضور و لذت و

در حال خطبہ ہیبت کہ در اکثر احیان خطیب بالائے منبر ہرگاه بذکر آنحضرت
میرسد میگوید اشهد ان هذا محمد رسول الله او قال هذا النبی او قال صاحب هذا
القبر المعطر در آنوقت رو بسوئے حجره شریفه میگردانند و اشارت میکنند اگر کسے
را نصیبی از حضور قلب حاصل باشد درین مکان تصور کند زمان آنسرور صلی الله
علیه وسلم و تخیل نماید طلعت منور او را ایستاده بالائے منبر و توہم کند گرداگرد او حاضر
بودن مهاجرین و انصار را از صحابه کبار بانتظار استماع احکام و اخبار از زبان
دربار ایراد و تحریص و تخصیص کردن آنحضرت ایشان را در اثنا خطبه بر طاعت
حق جل و علی و بیان فرمودن شرائع و احکام و تمثیل کند خود را حاضر در ان محفل
مجدد جلال و صفت تعالی لذتی و سروری در آنوقت ادراک کند که بعبارت در نیاید
اللهم ارزقنا ذلک بمنک و فضلک ان سب عبارات سے بخوبی واضح کہ تمثیل
و تخیل و استحضار و تصور والا اور آپ کی صورت کریمہ اور اوس مجلس مقدس اور
وہاں کے حالات کا اور اپنے نفس کو اوس دربار میں حاضر اور حضور کو اپنے
حال خستہ کی طرف متوجہ اور اپنے کلام و سلام و تعظیم و اکرام سے مطلع خیال
کرنا موجب لذت و سرور خصوصاً زیارت شریفہ اور ذکر حضور کے وقت ضرور ہے
اسی طرح تشہد کے باب میں علما لکھتے ہیں کہ اسکے وقت حضور کو وہاں موجود
اور اپنے نفس کو حضور میں حاضر خیال کرے اور درباب درود کہتے ہیں کہ درود
پڑھتے وقت صورت مطہرہ کو جو آخر عمر میں تھی نصب العین رکھے اور حضور کو مجمع
صحابہ میں موجود اور اپنے کو مثل خادم شائق کی طرح اوس مجلس متبرک کی کسی
گوشہ میں نہایت ادب اور انکسار کے ساتھ حاضر سمجھے کہ اس خیال سے ہیبت
و جلال آپکا دل میں اثر کریگا اور جسقدر آداب کی رعایت و خشوع و خضوع اور
حضور کی عظمت و ہیبت دل میں زیادہ ہوگی درود زیادہ فائدہ بخشے گا اور
بیان سے ظاہر ہے کہ تمثیل و تصور کا مفید و مثمر ہونا مشروط بواقعیت نہیں اور
[illegible] لکھتے ہیں کہ دل دروازہ بیت اللہ شریف کے سامنے

کھڑا ہو کر دعا کرتا تھا روز فتح مکہ کا یاد کر کے تصور کیا کہ حضور اقدس دروازہ بیت اللہ
میں تشریف رکھتے ہیں اور صحابہ حضور میں حاضر اور کفار قریش سب پریشان
و ہراسان وہاں موجود اور آپ کفار کے تقصیرات معاف فرماتے ہیں لیکن
کما ملاحظہ احوال باعث شدت توسل از انجذاب و دعا در حضرت عزت جل شانہ
عظمتہ تعالیٰ برائے مغفرت خود و جمیع اقارب و احباب و قضائے حوائج دین و دنیا
و نرجو من اللہ تعالیٰ الاجابۃ ان شاء اللہ تعالیٰ ۵ دوستان را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمنان نظر داری ۵ ورنہ کہاں مصلے اور اوسکا مکان و شہر اور کہاں وہ
مجلس بالائک انس اسیطرح کہاں یہہ وقت اور زمانہ اور کہاں محضر صحابہ میں
حضور اقدس کا خطبہ صحیح حدیث جسے بخاری و مسلم رح نے روایت کیا ان تعبد اللہ
کانک تراہ اس امر کے اثبات میں کافی اور برہان شافی ہے کہ رویت باری
اس عالم میں غیر انبیا کے لیے متصور نہیں اور محال عادی ہے تو خیال اس امر
کا کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں مجرد تخییل و تصور غیر واقعی ہے باینہمہ غایت تعظیم و اجلال
و ہیبت بروجہ کمال و خضوع و خشوع و انجذاب و محبت و حیا و ذوق و شوق کا
غلبہ اوسکے ثمرات سے ہے شیخ محقق رح نے ترجمہ مشکوۃ میں اسکی تصریح کی ہے
اور اہل عرفان اسی مقام مشاہدہ کہتے ہیں اسیطرح ذکر معظم و محبوب خصوصا
ذکر خدا و رسول کا مثمر ان ثمرات اور منتج ان صفات کا ہے اور بسا اوقات دو احوال
ذکر و مذکور سے معاملہ یکسان یا مذکور کے ساتھہ باوصف غیبت وہی معاملہ جو اوسکے
حضور میں کریں عمل میں آتا ہے ارباب سلوک و عرفان تو اس بات پر اطمینان
کلی اور اعتقاد تام رکھتے ہیں ہم بنظر تسکین فرقہ وہابیہ جو حضرات صوفیہ کے کلمات
کے معتقد اور تجربیات پر مطمئن نہیں ایک حدیث صحیح کہ اسی مدعا میں صریح ہے
نقل کرتے ہیں صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ رضہ مرفوعا وارد ان الکافر اذا خرجت
روحہ قال حماد و ذکر من نتنہا و ذکر لعنا و یقول اہل السماء روح خبیثۃ جاءت
من قبل الارض قال فیقال انطلقوا بہ الی آخر الاجل قال ابوہریرۃ فرد رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم ریطۃ کانت علیہ علی انفہ ہکذا ویکہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روح کافر کے نکلنے اور اوسکی بدبو کا ذکر فرماکر کپڑا ناک پر رکہا جسطرح بدبو آنے کیوقت رکہتے ہین امام نووی اس حدیث کی شرح مین لکہتے ہین قال

سبب ردہا علی الانف بسبب ما ذکر من نتن ریح روح الکافر یعنی ناک پر کپڑا رکہنے کا سبب روح کافر کی بدبو کا ذکر تہا قاعدہ ۱۹ - جناب باری نے تعظیم و تکریم اپنے نبی کی بلا تخصیص و تعیین ہیئت و وضع و وقت وغیرہ کے فرض فرمائی اور کسی خاص صورت اور طریق و طرز مین منحصر نہ ٹہرائی تو جس طرز و طریق و ہیئت و وضع سے جسوقت جس حال مین جیسا فعل خواہ قول سے بجا لاوین بشرط عدم منہیات و ممانعت شرع امر مطلق کے تعمیل اور حکم شارع کا امتثال ہے لہذا خود حضور مین صحابہ جسطرح چاہتے فعلا و قولا تعظیم آپ کی بجا لاتے اور خود حضور سید الانام اس تنوع و تعدد اقسام کو منع نکرتے بلکہ پسند فرماتے صحاح وغیرہا کتب حدیث ایسے وقائع اور احوال سے مالا مال اور سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا بہی یہی حال تہا کہ خود اونہون نے اور اونکے عہد مین جس نے جس طریق سے چاہا آپ کی تعظیم و توقیر عمل مین لایا کسی نے یہہ نہ کہا کہ تجہسے پہلے یہ طریق کس نے کیا اور کس آیت و حدیث سے ثابت ہوا یا قرون ثلثہ مین موجود نہ تہا تو نے کہان سے نکالا یا صحابہ کرام و اہل بیت عظام آپ کے محبت و تعظیم مین تمام عالم سے زیادہ کامل تہے اگر یہہ صورت جائز تہی وہ کیون نہ بجالاے اور نہ اس قسم کے اعتراضات اور بیہودہ شبہات کسی کے خیال مین آئے بلکہ سب نے پسند کر لیا اور معاصرین و لاحقین نے اوس فعل کو فاعل کے محامد سے شمار کیا مقدمات سابقہ مین اکثر روایات مثبتہ و مؤید بہذا مذکور اور کتب دینیہ مین صدہا حکایات مسطور ہین بنظر اسی اطلاق و تحمل سلف کرام اور اکابر اسلام کے علماے متاخرین نے تصریح لکہدیا ہے کہ جو فعل تعظیم و اجلال حضور مین زیادہ دخل رکہے وہی بہتر اور اولے ہے کما فی العالمگیریۃ

حضر یا الی فتح القدیر از شیخ امام رحمۃ اللہ سنا ہی سرح بہی مینسک متوسط مین ایسا
ہی لکھتے ہین وکل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا اور علامہ
امام ابن حجر جوہر منظم مین کہتے ہین تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع انواع
التعظیم التی لیس فیہا مشارکۃ اللہ تعالی فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ
ابصارہم دیکھو یہہ امام اجل فاضل بے بدل کس تصریح سے بطور قاعدہ کلیہ فرماتے
ہین کہ سوا اوس فعل کے جس سے خدا سے خدائی مین شرکت ہوجاوے جملہ
اقسام تعظیم کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے لیئے کیئے جاوین مستحسن اور اچھے
ہین یہہ آفت کہ اس فعل کی یہہ خاص ہیئت قرآن وحدیث سے کہان ثابت
ہے اور نہ قرون ثلثہ مین یہہ فعل کسی نے کیا اور اس بنا پر العیاذ باللہ اوسے
بدعت وضلالت کہنا یا تعظیم حضور کو معاذ اللہ خلاف قیاس سمجھکر سوا رد تصریح
پر مخصر کرنا اور ایسے خیالات فاسدہ واوہام باطلہ اوسکے ترک کا حیلہ اور خلق
خدا کو اوس سے روکنے کا وسیلہ ٹہرانا اور امر دین مین اسدرجہ گستاخ
اور بیباک ہوجانا اس زمانہ پر فتنہ وفساد کے خصائص وغلبہ کفر وعناد کے نتائج
سے ہے حدیث مین آیا ہے فرشتے اپنے بازو طالب علم کے لیئے بچھاتے
ہین اور یہہ لوگ جناب رسالت کی تعظیم مین کلام کرنے چلے اور بہانے بناتے
ہین در مختار مین توروٹی کا تعظیما چومنا باوجودیکہ نہ قران وحدیث مین اوسکی
تصریح ہے نہ قرون ثلثہ سے ثابت ہوا بجوالہ بعض مستحسن ٹہرایا ان صاحبونکو
رزاق مطلق کے رسول برحق کی تعظیم مین اسدرجہ استنکاف وانکار کا موقع کہان
سے ہاتھ آیا قاعدہ ۳۰- دربار تعظیم وتوہین عرف وعادت قوم ودیار
پر مدار اعتبار ہے عرب مین باپ اور بادشاہ سے کاف کے ساتھ جس کا
ترجمہ تو ہے خطاب کرتے ہین اور اس ملک مین یہہ لفظ کسی معظم بلکہ ہمسر سے
بہی کہنا گستاخی اور بیہودگی سمجھتے ہین یہانتک کہ اگر شاید کوئی اپنے باپ یا
بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو تو کہے گا ضرور ہی گستاخ وبے ادب اور

تعزیر و تنبیہ کا مستوجب ٹھیریگا اور جو فعل حسب ملک اور حسب قوم اور حسب عصر مین تعظیم کا قرار پاویگا اوسکا تارک اگر اوسی قوم اور زمانہ و دیار سے ہوگا تارک تعظیم اور اوسپر طعن و انکار بلاشک تعظیم پر طعن و انکار سمجھا جاویگا ہمنے اس رسالہ کے قاعدہ ہشتم مین بدلائل باہرہ اور براہین واضحہ ثابت کیا ہے کہ عرف و عادت اہل اسلام شرعاً معتبر ہے اور فقہاے کرام نے صدہا مسائل مین رواج و عادت سے استناد کیا اور اوسکے مطابق حکم دیا ہے موافقت قوم و دیار اونکے عادت مین باعث الفت ہے کہ مراد شارع اور مطلوب شرع ہے اللہ تعالے اپنے حبیب پر اسکا احسان جتاتا ہے ولکن اللہ الف بین قلوبہم اور مخالفت مومنین بلاوجہ شرعی موجب وحشت جسکی نسبت وعید شدید فرماتا ہے ومن یتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ ولہذا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رح کتاب احیاء العلوم کے ادب خامس اداب سماع مین قیام اور کپڑے اوتارنے کی نسبت کہ بموافقت صاحب وجد اوتارین لکھتے ہین فالموافقۃ فی ہذہ الامور من حسن الصحبۃ والعشرۃ اذ المخالفۃ موحشۃ ولکل قوم رسم ولا بد من مخالقۃ الناس باخلاقہم کما ورد فی الخبر لا سیما اذا کانت اخلاقا فیہا حسن العشرۃ والمجاملۃ وتطییب القلب بالمساعدۃ و اصطلح علیہا جماعۃ فلا باس بمساعدتہم علیہا بل الاحسن المساعدۃ الا فیما ورد فیہ نہی لا یقبل التاویل بلکہ کتاب مستطاب عین العلم مین بطور قاعدہ کے کہتے ہین والاسراف بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار معتادا فی عصرہم حسن وان کان بدعۃ یعنی اہل عصر کی عادت مین کہ شرع شریف سے ممنوع اور منہی عنہا نہین گو بدعت ہو موافقت کرکے اونمین خوش کرنا مستحسن فاحفظ تلک الاصول تنفعک ان شاء اللہ فی مہمات الفصول واکتبہا علی الحناجر ولو بالخناجر تردبہا علی ما یرویک ولا یردیک فی ظماء الہواجر وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد النبی الزکی الطاہر وعلی الہ وصحبہ اولی النور الباہر ذو القدر الفاخر وعلینا معہم اجمعین

تمام | کردیا

خاتمۃ الطبع

الحمد للّٰہ رب العالمین کہ یہ کتاب فیض انتساب مسمیٰ بہ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد مصنفہ جناب مستطاب عالم اجل فاضل اکمل جامع علوم معقول و منقول واقف فروع و اصول مولوی محمد نقی علی خان حنفی قادری رئیس بریلی مرحوم و مغفور جس مین فرقہ نجدیہ وہابیہ اسماعیلیہ کے اقوال واہیہ کا رد و ابطال ہے جسکو کتب علماے سلف سے بخوبی ثابت کیا ہے ہر بات کا جواب دیا ہے حسب فرمایش ماہر علوم دینی و دنیوی جامع کمالات صوری و معنوی عالم دوران فاضل زمان مولوی احمد رضا خان صاحب خلف اکبر مولوی صاحب مرحوم و مغفور مطبع صبح صادق سیتاپور مین کہ جناب فیضمآب معلی القاب سید محمد صادق صاحب وکیل عدالت سیتاپور واقع محلہ تامسن گنج مین ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۵ ہجری مطابق ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۸ع کو باہتمام و انصرام سید محمد جعفر حسین منصرم و منیجر جملہ کارخانجات و برادر حقیقی مالک مطبع جیب کر تمام ہوئی ۸ قیمت سجنسہ مقرر کی گئی جو صاحب خریدنا چاہین طلب فرماوین خریداران یکمشت کو فلیس وضع و یکجائگی متفرق خواہشمندون کے ساتھہ یہ رعایت عمل مین آئیگی کہ محصول ڈاک جدا نہ لیا جاے گا یہی آٹھہ آنہ مع محصول ڈاک تصور ہونگی فقط

تمت

اشتہار

اس کتاب کا حق تالیف و تصنیف مصنف صاحب نے مالک مطبع صبح صادق سیتاپور کو ہبہ فرمایا ہے کوئی صاحب تاجر یا اہل مطبع اس کے چھاپنے کا قصد نفرماوین ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع

المشتہر
پہ نظر رکھین سید محمد جعفر حسین منیجر
و منصرم مطبع صبح صادق
سیتاپور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
"	۲۳	منقسم	مقسم
۱۹	۱۳	محمدؐ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم
"	۲۲	لنزاع	النزاع
۲۰	۱	وفتر	و فتر
"	"	بدعتہ	بدعۃ
"	۳	الطرانی	الطبرانی
"	۱۶	تا	ما
"	۲۳	صل	اصل
۲۱	۴	لمحصا	ملخصا
"	۸	مامور	ماموراً
"	۱۱	عتہ	عنہ
"	۱۲	قولہ ع	قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۲۲	۹	پیغمبر	پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳	۲۱	اورموالی	وموالی
"	"	اورحسین	وحسین
۲۴	۴	حیر	خیر
"	۶	خیرا	خیر
"	۱۱	یقبل	یقتل
"	۱۲	ؐ	صلی اللہ علیہ وسلم
"	۲۱	ردین	رزین
۲۵	۱	وہی	و
"	۱۵	دار	اور
۲۶	۲۱	المسلوت	المسلمون
"	۲۲	ومن	و

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷	۱	جبکے لئے	جبکے
"	۲	حواہ	خواہ
"	۱۹	مصطلحہ	مصطلح
۲۸	۱۴	مغالطہ	بمغالطہ
"	"	صحابہ	صحابہ
"	۱۵	ندفوع	مدفوع
"	۱۸	منع	علی منع
"	۱۹	وودوا	وودوا
"	"	منع	من منع
"	"	لاینضباط	لانضباط
"	"	لقیید	تقیید
"	۲۰	لاانفراض	لاانقراض
۲۹	۱۴	کلماللہ	کلمۃ اللہ
"	۱۷	بسانی	لسانی
"	"	سائغہ	زائغہ
"	۲۰	امت	امتی
۳۰	۶	تہاتہ	تہانہ
۳۱	۵	شرعی	معنی شرعی
"	۸	تشلیکات	تشکیکات
"	۲۳	لفضائل الیہ	فیضل الیہ
۳۲	۱۲	متیائنۃ	متبائنۃ
۳۳	۱	بسرط	بشرط
"	۱۱	لبا	لِبا
۳۴	۱۰	بالتحییر	بالتخییر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
″	۱۲	یحکم	لیحکم
″	۱۴	بالتحیر	بالتخییر
″	۱۶	تحاکم	لتحاکم
۳۵	۱۰	لیتولون	یقولون
″	۱۱	تنکر	تنکر
″	۱۹	ہرج	حرج
۳۶	۱۱	الی	الیٰ
″	″	مدرک التنزیل	مدارک التنزیل
″	۱۲	ہوی	بھوی
″	۱۶	الہ	الہ فی کتابہ
″	″	الہ	اللہ
۳۷	۱۹	تحریما	تحریما
″	۲۱	بالفاد	بالفساد
۳۸	۲	الجلال	الحلال
″	۱۰	سے	ہیں
″	۱۲	تخیر	تخییر
۳۹	۱۱	ثلثہ	ثلثۃ
″	″	غیبہ فاجتنبہ	غیبۃ فاجتنبہ
۴۰	۱۳	اولہ	اولہ
″	۱۷	ملتبسہ	ملتبسۃ
۴۱	۱۲	سمجنے	سمجھنے
۴۲	۱۱	بالنعی	بالنفی
۴۳	۱۸	منہیہ	منہیۃ
۴۴	۲	ستہ بانیہ	ستہ بائنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶	۵	مختلف	متخلف
″	۹	وبس	ولبس
″	۱۴	بالقین	بالتعیین
۴۷	۲	مقتضی	مفضی
″	۱۰	مقتضی ہونیگی	مفضی ہونگی
″	۲۰	لودی	نووی
۴۸	۱۸	باقرار	باقرار
″	۱۹	ہوگی	ہوگئی
۴۹	۱	بزرگی	بزرگ
″	۱۳	اولمین	اول میں
۵۰	۱	جزئی	جزئی
″	۱۱	ارشارۃ	اشارۃ
″	۱۴	ذات خاص	خاص ذات
″	۱۶	دوچار	دوچار
″	۱۷	نام	تام
۵۱	۲	نمن	ممن
″	۱۳	ہنیات	ہیآت
۵۲	۷	اگر	مگر
۵۳	۱۰	بسا	بسا
۵۴	۱۸	ہیں مسنون	ہیں مسنونہ
۵۵	۲۰	لوعان	نوعان
۵۶	۴	کو	گو
″	۷	الاتباع	الاتباع
۵۷	۱۸	تکثیر	تکثیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار فضل و منت قابل ملاحظہ حضرات اہل سنت

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق

الا ای حق کیشان راست عقیدت خیر اندیشان سنت و جماعت

تحسین جانفزا نوید روح پرور تہنیت کہ اگرچہ اس زمانہ محن و فساد و فتن میں جوش بدعات و خروش ضلالات حد سے گذر گیا خصوصاً بدعت جدیدہ نجدیہ فتنۂ عظیمہ وہابیہ نے سب سے زیادہ غلو کیا مگر وعدۂ صادقہ مخبر صادق صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالی نے فرقۂ ناجیہ اہلسنت و جماعت کو غالب بنایا ہر قرن و طبقہ میں حامیان دین متین ماحیان مکر مفسدین کو پیدا فرمایا جنکی بازوؤنکی ہمت و لونکی سچائی تقریر کی قوت تحریر کی صفائی مذہب حق کی حمایت ہدایت گرفتاران ظلمت کو راہ حق دکھائے ہزاروں رسائل تالیف ہوئے بارہا مخالفین گھر تک پہونچائے گئے اون تصانیف کی خوبی عالم آشکار تاہم فضل خدا کو کہاں انحصار ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگرست

اس تازہ کتاب بے نظیر لاجواب

اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد کا رنگ جدید ہے اسکا لطف قابل دید ہے

مصنف علام علیہ رحمۃ المنعام نے ایک نئے طور پر بیس قاعدہ شرعیہ سے بحث فرمائی و دلائل قاطعہ سے اونکا ثبوت دیکر زمین حق میں ایک عطر فراخ کی طرح جمائی جسمیں بیچ بہتیں نونہال لٹکتے جھکتے ہیں ہر نہال سے رنگ رنگ کے پھل پھول نکل سکتے ہیں یعنی جو ان قواعد کو اچھی طور پر سمجھ لیگا تمام مذہب باطل کا رد اوسپر نہایت آسان ہو جائیگا اور انشاء اللہ مخالفوں کا فریب اوسپر قابو نپائیگا جیسے اس زمانہ شدت میں اپنے دین کا پاس ملت کا ہوش مذہب کا خیال حق کا جوش ہو اوسے ایسی کتاب کی نہایت ضرورت سخت حاجت ہے اب مطبع صبح صادق نے بفرمائش ابن المصنف عالم علوم عقلی و نقلی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری سلمہ ربہ العلی شائع کی اور بغرض فائدہ اسکی قیمت مع محصول ۸ ۔ اور ۱۰ جلد کے خریدار کو آدہ آنہ کی تخفیف دی گئی طالبان حق کو صلائے عام و سچائی ہے کہ جو صاحب چاہیں اس مطبع میں یا بندہ مشتہر یا بریلی محلہ سوداگران میں مولوی حسن رضا خان سلمہ الرحمن سے منگائیں والسلام

المشتہر

[illegible] حسین منیجر مطبع صبح صادق سیتاپور غفرلہ المولی الغفور